بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلۂ مداریہ کے فیضانِ عام پر تاریخی دلائل وشواہد اور نایاب تحقیقات سے بھرپور

ایک معرکۃ الآراء تالیف

یعنی

سلسلۂ مداریہ

مؤلفہ

مولانا محمد قیصر رضا علوی حنفی مداری

ناشر

المجمع المداری موضع جمہراؤں شریف پوسٹ سواڈانڑ ضلع سدھارتھ نگر یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلۂ مداریہ کے فیضانِ عام پر تاریخی دلائل وشواہد اور نایاب تحقیقات سے بھرپور

ایک معرکتہ الآراء تالیف

یعنی

سلسلۂ مداریہ

مؤلفہ

مولانا محمد قیصر رضا علوی حنفی مداری

ناشر

المجمع المداری موضع جھہراول شریف پوسٹ سواڈانڑ ضلع سدھارتھ نگر یوپی

نام کتاب	:	سلسلۂ مداریہ
نام مولف	:	مولانا محمد قیصر رضا علوی حنفی مداری
نظر ثانی	:	ترجمان سلسلۂ مداریہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن علوی مداری
پروف ریڈنگ	:	مولانا محمد اصغر حسن علوی مداری
کمپوزنگ	:	فیصل کمپیوٹر سدھارتھ نگر
صفحات	:	۴۴۵
سن اشاعت	:	فروری ۲۰۱۷
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	270/- روپے

ملنے کے پتے

☆ مدار بک ڈپو مکن پور شریف ضلع کانپور نگر

☆ خانقاہ مداریہ موسیٰ کمپاؤنڈ ایل بی ایس مارگ کرلا ممبئی ۷۰

☆ جناب منشی عاشق علی شاہ علوی مداری کرلا ممبئی

☆ الحاج مقصود علی شاہ مداری گلاب شاہ اسٹریٹ کرلا ممبئی ۷۰

☆ المجمع المداری مقام جھہراؤں شریف پوسٹ سواڈنڑ ضلع سدھارتھ نگر یوپی

فہرست مضامین

مآخذ و مراجع

قرآن عظیم
ترمذی شریف
عوارف المعارف
مکاشفۃ القلوب
فتوحات مکیہ
بحر المعانی
تفسیر روح البیان
تفسیر عزیزی
مرآۃ الاسرار
مطلوب الطالبین
مکتوبات امام ربانی
گلزارِ ابرار
اسرار یہ کشف صوفیہ
رسالہ قطبیہ
لطائف اشرفی
بحر زخار
تاریخ الخلفاء
سیرۃ الصحابہ والتابعین
تحفۃ الابرار
منتخب العجائب
رسالہ ابن عابدین شامی
طبقات شاہ جہانی
آئینۂ اکبری
اقتباس الانوار
الحدیقۃ الندیۃ
قصص الانبیاء
سفینۃ الاولیاء
الکواکب الدراریہ
مطلع العلوم و مجمع الفنون
اخبار الاخیار
در المعارف
اسرار الواصلین

مطالب رشیدی	فصول مسعودیہ
مرآۃ مداری	تحفہ چشتیہ
سمات الاخیار	جواہر ہدایت
تذکرۃ المتقین	سیر المدار
تذکرۃ الفقراء	دیوان عیدی
ناشر السالکین علی طریق العارفین	سراج العوارف
طریقۃ المدار	نزہۃ الخواطر
تواریخ آئینہ تصوف	افضالِ رحمانی
خزینۃ الابرار	سلسلۃ الآلی
ثمرات القدس	تواریخ محمودی
اصح التواریخ	تذکرۃ الولی
بوستاں سعدی	ذکر عطا
مرآۃ الانساب	نذر محبوب
صوفیائے میوات	سید الہند
نقاء السلافۃ	نوشتہ خانقاہ قادریہ داؤ دنگر بہار
سبع سنابل	تاریخ پورنیہ
تذکرۃ الکرام	سومنات
مقالات طریقت	تذکرۃ الحمید
کلیات امدادیہ	نوشتہ خانقاہ مداریہ نانڈیڑ

انیس الابرار
تاریخ مشائخ چشت
صوفی صفت صحابہ
الدرالمنظم
شجرۂ طیبہ خانقاہ مداریہ پنہار
مشائخ گورکھپور
کنز السلاسل
سیرت قطب عالم
اضافات بندگی
سید بابا مداری
گلزارِ صوفیاء
ضمیمہ مرأۃ مسعودی
نوشتہ خانقاہ مداریہ کریرا ایم پی
تذکرہ مشائخ بنارس
رہبرِ اسلام سترہویں شریف
شجرۂ طیبہ سید محمود حسین چُربَر تکیہ
مدارِ اعظم
شجرۂ طیبہ خانقاہِ مداریہ مدار نگر
سیرۃ الاشرف
سوانح بابا کمال شاہ
صحائف اشرفی
فیضان اولیاء
نوشتہ خانقاہ مداریہ کلیان
شاہ برکت اللہ حیات اور علمی کارنامے
منہاج الطریقہ
ماہنامہ سلسلہ
اشجار البرکات
ماہنامہ آستانہ دہلی ماہ اگست ۱۹۵۵ء
النور والبہاء
گلستانِ مسعودیہ
الشجرات الرفاعیۃ
کراماتِ مسعودیہ
مردانِ خدا
خم خانۂ تصوف
تذکرۂ آبادانیہ
تاریخ سلاطین شرقیہ
صوفیاء بہار
رسالہ الامداد

سیر الاخیار
گلستان مدار
سہ ماہی انوارِ مخدوم
بابا مراد شاہ بابا محبت شاہ ایک مختصر جیون پریچے
مایہ جگت ہندی پتریکا
دائرۂ قادریہ بلگرام
فضائل اہلِ بیت اطہار و عرفانِ قطب المدار
تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ
تذکرہ اکابر علماء اہلسنت
تذکرہ مشائخ عظام
شرح المطالب
الاجازات المتینہ
نصیبۃ الابرار
ضرب یداللّٰہی
تحفظ عقائد نمبر
سعیٔ آخر
مکتوب سید العلماء
معارف شارحِ بخاری
فتاویٰ مصطفویہ
تذکرہ علماء بستی
سوانح اعلیٰ حضرت
حیاتِ اعلیٰ حضرت
معارف مثنوی

شرف انتساب

بسمہٖ تعالیٰ

اپنے محترم اور مکرم دادا ابزرگوار محب مداریت محافظ سنیت حضرت محمد حبیب اللہ شاہ علوی مداری علیہ الرحمتہ کے نام جنہوں نے دور طفلی میں ہی مجھے حضور سیدنا مدار پاک اور آپ کے خلیفۂ اجل سرکار جان من جنتی قدس اللہ اسرارہما کے تصرفات وکرامات وخدمات کے واقعات سنائے اور پورب کی زبان میں آجا ننیاں نیبن پور سے کھٹیا گنری مکن پورے جیسی لوریاں سنائیں اور اس طور سے ہمارے لوح قلب وذہن پر سب سے پہلے عظمت مدار و مداریت کے نقوش قائم فرمائے اور قرطاس دل پر عظمت مداریت کی پہلی سطر لکھی۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فقط- گدائے در مدار
محمد قیصر رضا علوی حنفی مداری
مورخہ ۲۲ شوال المکرم ۱۴۳۷ھ

گزارش

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین محترم! بصد خلوص ومحبت عرض کرتا ہوں کہ زیر نظر کتاب المسمیٰ بہ ''سلسلہ مداریہ'' کامطالعہ کرتے وقت آپ قطعی غیر جانب دار رہیں عقیدت اولیاء محبت صوفیاء سے سرشار ہو کر اس کتاب کے ہر لفظ کو پڑھیں بزرگان دین اولیاء کاملین سے عقیدت و محبت اور اس کا ادب واحترام ہر سنی مسلمان اپنے لئے سرمایہ زندگی سمجھتا ہے اب اگر اس کے باوجود بھی خود کو سنی کہلوانے والے بزرگان دین کے اقوال وافعال سے اُلجھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہوگی اور ایسے لوگ حقیقی طور پر محبان اولیاء کے بجائے باغیان اولیاء قرار دئے جائیں گے۔

ناظرین محترم! زیر نظر کتاب ''سلسلہ مداریہ'' حضور پرنور سیدنا وسندنا شیخ سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے حالات وخدمات ومراتب ومقامات اور آپ کے سلسلہ طریقت کے فیضان عام پر ایک تحقیقی شاہکار ہے جو سالہا سال کی کاوشوں کے بعد وجود میں آئی ہے۔

اس سلسلے میں راقم الحروف کو کافی دشواریوں پریشانیوں سے بھی گزرنا پڑا ہے یہ بات محض اس لئے لکھی کہ آنے والے محققین کے لئے درس عبرت کا کام دے ورنہ میں اس راہ کی پریشانیوں کو بہت عزیز رکھتا ہوں اور انہیں اپنے لئے سرمایہ حیات

تصور کرتا ہوں۔

میری دیرینہ خواہش تھی کہ سلسلہ مداریہ کے فیضان عام پر ایک جامع کتاب منظر عام پر لائی جائے جو محققین کے لئے بیش بہا تحفہ ثابت ہو الحمدللہ بفضل پنجتن پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام میری یہ خواہش پوری ہوئی اور اب اس وقت سلسلہ مداریہ کے فیضان عام کے حوالے سے تحقیقات کا یہ قیمتی مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بس آپ سے اتنی سی گزارش ہے کہ جب آپ اس میں جمع کئے گئے تحقیقی شہ پاروں کو پڑھ چکے ہوں اور آپ کے دل کا ہر تار حضور سیدنا قطب المدار قدس سرہ کے سلسلہ عالیہ مقدسہ مداریہ کے فیضان عام کی گواہی دینے لگے تو اس وقت ایک بار اپنی نیک دعاؤں سے مجھ کمتر عصر اور میرے والدین کریمین اور میرے اہل وعیال کو ضرور نواز دیں مجھے امید قوی ہے کہ اس کتاب کے ناظرین میری اس التجا کو یقینا قبول فرمائیں گے۔

فقط

گدائے در مدار

محمد قیصر رضا علوی حنفی مداری

احوال واقعی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالق کائنات اللہ عزوجل کا راقم السطور گدائے در قطب المدار محمد قیصر رضا علوی حنفی مداری جس قدر بھی شکریہ ادا کرے وہ کم ہے کہ اس نے اس گنہگار خطا کار کو امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں پیدا فرمایا اور اس پر بالائے کرم یہ کہ خاندان مرتضوی خانوادۂ علوی کا ایک فرد بنایا اور اس پر بھی کرم بالائے کرم یہ کہ مشرب مداریت سے وابستہ کیا نیز ہمارے اجداد کو بھی سے اسی مشرب مقدس سے وابستہ رکھا!

یہ بات ہمارے دور طفلی کی ہے کہ جب ہمارے دادا حضور سیدی وسندی حضرت محمد حبیب اللہ شاہ علوی مداری بقید حیات تھے اور مجھ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے ہم اور برادر اکبر ترجمان مداریت حضرت علامہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن علوی مداری مدظلہ العالی عموماً دادا حضور کے ساتھ انہیں کے حجرے میں سوتے تھے دادا حضور جب تمام ضروریات سے فارغ ہو کر بستر پر تشریف لاتے تو ہم دونوں بھائی دادا حضور سے گزارش کرتے کہ ہم لوگوں کو قصے سنائیے میرا مولیٰ انکی قبر شریف کو جنت کا باغ بنا دے انہوں نے بیشمار مرتبہ حضور مدار پاک اور سرکار جمال الدین جان من جنتی کے واقعات سنائے ان بزرگوار سے پہلے ہمارے کانوں نے مدار پاک کا نام نہیں سنا تھا۔ بچپن میں ہی دادا حضور کی زبان سے یہ لوری بھی سنی تھی ”آجا نیندیاں نینن پور سے کھٹیا گنری مکن پور سے“ یہ لوری ہمارے دیار میں زبان زد خاص وعام ہے جب ہم ن

شعور کو پہونچے تو دیکھا کہ ہمارے گاؤں میں مدار نگر شریف ضلع گونڈہ کے مشائخ تشریف لاتے ہیں اور انہیں حضرات سے پورے گاؤں کے لوگ سلسلۂ مداریہ میں بیعت ہیں مدار نگر شریف سے تشریف لانے والے جن بزرگوں کی زیارت سے مجھے نصیب ہوئی وہ شیخ طریقت حضرت صوفی سید محمد حبیب مداری اور شیخ طریقت حضرت صوفی سید محمد رفیق مداری نور اللہ مرقدہما ہیں یہ دونوں بزرگ انتہائی سادہ مزاج تھے ہمارے گاؤں کے علاوہ آس پاس کی آبادیوں میں بھی ان کے مریدین تھے لیکن مرکزی حیثیت میرے ہی گاؤں کو حاصل تھی ان بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے کا جو موقع مجھے ملا انہیں میں اپنی زندگی کے انمول لمحات میں شمار کرتا ہوں۔ کیونکہ فی زمانا ان اللہ والوں جیسی سادگی بہت کم لوگوں میں نظر آتی ہے صبر و توکل اخلاق حسنہ خلوص و للھیت جس طرح ان بزرگواروں میں دیکھا ہے وہ ابھی تک یاد ہے۔ سنہ ۲۰۰۳ میں مشائخ مدار نگر شریف کی وساطت سے سیدنا قطب المدار قدس سرہ کا فیضان عالیشان جب ہم پر ہوا تو پھر ہم اور برادر اکبر علامہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ علوی مداری صدر افتاء جامعہ ضیاء الاسلام جھہراؤں شریف سدھارتھ نگر اشاعت مداریت کے لئے کھڑے ہوگئے اور ہر ممکن طور پر سلسلۂ عالیہ کی اشاعت کے لئے کمر کس لی اور اس سلسلے میں جگہ جگہ میٹنگ اور جلسوں کا سلسلہ شروع کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ تحریری کام بھی شروع کر دیا، جرائد و رسائل میں مدار پاک پر مضامین چھپوائے، کلینڈروں میں عرس مدار پاک کی تاریخ درج کروائے، نیز دوسرے مصنفین سے مدار پاک پر مضامین لکھوائے اور پمفلٹ، اسٹیکر، ہینڈ بل وغیرہ کی اشاعت بھی ہماری سرگرمیوں میں شامل ہوگئی اور پھر فیضان سلسلۂ مداریہ پر ایک کتاب بنام ضرب مدار بھی لکھی جو دو

بار شائع ہو چکی ہے اس کتاب سے۔ بہت سارے علماء کو سلسلۂ مداریہ سے واقفیت حاصل ہوئی اور وہ سب فیضان مدار العالمین سے مالا مال ہوئے۔

ضرب مدار کی اشاعت کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اگر سلسلۂ مداریہ کے فیضان عام پر مزید جامع کتاب منظر عام پر آجائے تو اور بھی زیادہ لوگوں کو فیضان قطب المدار سے مالا مال ہونے کا موقع ملے گا چنانچہ اس کے بعد کافی محنت و مشقت کے ساتھ اسی موضوع پر ایک دوسری کتاب ''تجلیات مداریت'' کی تالیف عمل میں آئی جسے جناب منشی عاشق علی شاہ علوی مداری نے بھی شائع کروایا۔ اس کتاب نے ملک و بیرون ملک میں بہت اچھی ماحول سازی کی اور علمی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور بیشمار علماء و عوام کو سلسلۂ مداریہ سے فیضیاب کیا تجلیات مداریت کو علماء و محققین نے بیحد پسند کیا اور بالتسلسل اس کی اشاعت کا مشورہ دیا ان شاء اللہ عنقریب وہ کتاب بھی دوبارہ شائع ہو کر منظر عام پر آئے گی گزشتہ عرس قطب المدار جو ۲۰۱۶ء میں ہوا ہے اس سے قبل تجلیات مداریت کی اشاعت کا پروگرام بنایا گیا تھا اور اس سلسلے میں علماء و مشائخ نے ہماری حوصلہ افزائی بھی کی تھی چنانچہ میں نے جب تجلیات مداریت کی کمپوزنگ کروائی اور اس میں موجود تحقیقات کے علاوہ بعد میں حاصل ہوئی تحقیقات کو جب کمپوزنگ کروایا تو بعد کی تحقیقات تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل تھیں جنہیں تجلیات مداریت میں ضم کرنا اچھا نہیں معلوم ہوا اس لئے اب آپ کے ہاتھوں میں یہ مجموعہ تحقیقات بنام ''سلسلۂ مداریہ'' موجود ہے ہم ان تمام علماء و مشائخ کے ممنون و مشکور ہیں جن کی حوصلہ افزائیوں کی بدولت تجلیات مداریت سے تین گنا ضخیم تحقیقات کا یہ مجموعہ بنام ''سلسلۂ مداریہ'' وجود میں آگیا۔ ہم اپنی کوشش میں کتنا کامیاب ہوئے ہیں اس

کا صحیح فیصلہ قارئین کرام فرمائیں گے۔اخیر میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ کتاب اللہ قرآن پاک کے علاوہ کسی کتاب کے تعلق سے یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ اس میں غلطیاں نہیں ہوں گی چنانچہ دوران مطالعہ اگر کوئی لفظی یا معنوی غلطی نظر آئے تو اسے میری کوتاہی علمی پر محمول فرماتے ہوئے مجھے ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

محمد قیصر رضا علوی حنفی مداری

تاثر از قلم

شہزادۂ قطب المدار ملک الشعراء حضرت علامہ شاہ خواجہ سید مصباح المراد جعفری مداری
استاذ حدیث وفقہ مرکزی درسگاہ جامعہ عربیہ مدار العلوم مدینۃ الھند دار النور مکن پور
شریف ضلع کان پور نگر یو پی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

سلسلۂ عالیہ مداریہ ہندوستان میں ایوان تصوف کی خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے یہ وہ سلسلۂ عالیہ ہے جو فیضان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ایسا سمندر رہے جس میں شریعت طریقت حقیقت ومعرفت کی موجیں اٹھ اٹھ کر ساری کائنات کو مستفیض کرتی رہی ہیں۔ ہر سلسلہ اگر دیانت کی نگاہ سے دیکھئے تو سلسلۂ عالیہ مداریہ سے فیض پاتا رہا ہے بایں ہمہ کچھ غیر دیانت دار خود ساختہ اہل علم اس سلسلے پر انگشت نمائی کرتے رہے اور ان کا دنداں شکن جواب دیا جاتا رہا یہ کتاب ''سلسلہ مداریہ'' بھی ایک ایسی کتاب ہے جس میں دلائل و براہین کے ساتھ سلسلۂ عالیہ مداریہ کی عظمتیں اور اس کے فیضان عام کا ذکر ہے اس کتاب کے مصنف قیصر مداریت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد قیصر رضا علوی مداری ہیں جن کو سرکار مدار پاک نے سلسلۂ عالیہ مداریہ کی خدمت کے لئے منتخب کیا ہے یہ وہ سعادت مند مداری ہے جو سارے مخلص مداریوں کے دلوں کی دھڑکن ہے اور مشائخ سلسلۂ عالیہ مداریہ کی آنکھوں کا تارہ ہے قیصر مداریت نے

ہمیشہ سلسلۂ مداریہ کے لئے قربانیاں دی ہیں صرف یہی نہیں کہ دنیا کی دولت وثروت عارضی شہرت پر لات مارکر حق پرستی کی راہ اختیار کرتے ہوئے حق گوئی و بے باکی کو اپنا سرمایۂ ہستی بنایا بلکہ اپنی جدو جہد کدو کاوش کے ساتھ ساتھ اپنی جیب خاص سے اخراجات کرکے نواح ہندوستان میں اکثر لائبریریوں میں جاکر سلسلۂ عالیہ مداریہ کا بے بہا خزانہ دستیاب کیا جو کتاب ھذا میں آپ ملاحظہ کریں گے۔ میں قیصر مداریت کو دل کی گہرائیوں کے ساتھ ان کی اس عظیم کاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک موصوف کو مدار پاک کے صدقے میں دنیا و آخرت کی بے بہا نعمتوں سے مالا مال فرمادے اور اس طرح یہ سلسلۂ عالیہ مداریہ کی نشر و اشاعت کرتے ہوئے تادیر سلامت رہیں۔

تاج شاہی کی طلب ہے نہ دولت کی تلاش
میں مداری ہوں مجھے رب کی رضا کافی ہے

سگ بارگاہ مدار
مصباح ولی مداری
۲۱/اپریل ۲۰۱۶ء

رائے گرامی

ازقلم: سلطان المناظرین حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر سید مرغوب عالم جعفری مداری دامت برکاتہم القدسیہ خانقاہ مداریہ دارالنور مکن پور شریف مقیم حال پرتاپور چودھری عزت نگر بریلی شریف۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین خصوصاً علی ابنہ الکریم سیدنا سید بدیع الدین الحسنی الحسینی مدارالعالمین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین امابعد!

ازقیام ووجود دنیا تا ایں دم بنظر عمیق تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت آفتاب نیم روز کے مانند ظاہر و باہر نظر آتی ہے کہ مبلغین دین متین نے اسلام کی تبلیغ و ترویج اور احقاق حق وابطال باطل کے لئے جو مخصوص و موثر ذرائع اپنائے وہ تین قسم کی ہیں اول تحریر دوم تقریر، سوم شمشیر، تقریر و شمشیر کا جہاں تک سوال ہے تو ان دونوں کا واسطہ اور سابقہ محدود اور موجود جماعت حضار کے ساتھ منسلک ہوتا ہے مگر قادر مطلق نے تحریری طریقہ تبلیغ کو جو دوام بخشا وہ تاقیامت باقی اور زندہ رہنے والی ہے اسی احساس کو ایک عرب شاعر نے اپنی زبان میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے وما من کاتب الاسیفنی ویبقی الدھر ما کتبت یداہ ساتھ ہی ساتھ تحریری اثرات بلاواسطہ اذہان وقلوب پر مرتب ہوتے ہیں اسی بناء پر تحریری تبلیغ واشاعت کے لئے مفسرین محدثین فقہاء وائمہ نے اپنی پوری زندگی وقف کردی جو اہل علم و

دانش کے لئے ایک زندہ وجاوید مثال ہے انہیں اسلاف کے نقش قدم پر چلتے
ہوئے وقت کی اہم ضرورت کے پیش نظر جبکہ ہندوستان کے اول صوفی مبلغ اسلام
شہنشاہ ولایت فرد الافراد قطب الاقطاب حامل مقام صمدیت حضور سیدنا سید بدیع الدین
احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات جلیلہ کو فراموش کرنے کے
ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ مداریہ جس کا فیض تمام سلاسل میں پہونچا ہے جس سے اولیاء اللہ
نے اکتساب فیض فرمایا آج اس سلسلے کو دور حاضر کے کچھ نام نہاد اسلامی لیڈر دین
فروش سنیت کے جھوٹے ٹھیکے دار فتنۂ کفر وارتداد بنانے کی ناکام کوششوں میں
لگے ہوئے ہیں انہیں نام نہاد سنیت کے علم برداروں خارجیت کی مسموم فضا سے
متاثرہ اذہان کی گمراہیت کو طشت ازبام کرنے نیز سچے خالص الاعتقاد واہل سنت و
جماعت کے تحفظ فکری واعتقادی کے لئے ایک عظیم شاہکار تصنیف بنام ”سلسلہ مداریہ“
منظر عام پر آرہی ہے جس کو عزیز القدر علامہ ومولانا مفتی محمد قیصر رضا حنفی مداری زید مجدہ
نے بڑے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ اور سلف وخلف کے آثار وارشادات نیز معتقدات و
مختارات کی روشنی میں مرتب فرمایا ہے چونکہ علامہ عزیز خود علم وعمل میں آپ اپنی مثال
ہیں ان کا کردار وعمل اطاعت پروردگار وعشق محبوب پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سرشار ہے اور ان کا قلب سرکار مدار العالمین کی محبت کا گنجینہ ہے بایں وجوہ انہوں
نے اپنی مساعئ جمیلہ اور تحقیقات نبیلہ سے مداریت کے فروغ کے لئے وہ نمایاں کام
انجام دیا ہے جو اہل علم ودانش اور حق پسندوں کے لئے ایک بے مثال تحفہ اور خرمن
فرق باطلہ پر صاعقہ ہے اور گندم نما جو فروش اصحاب تحقیق کے لئے مشعل ہدایت بھی
ہے حقیقت مدار ومداریت سے زنگ آلود اذہان وقلوب کے لئے صیقل بھی ہے۔ دعا

ہے کہ موصوف کی کاوش جلیلہ عظیم الشان فقید المثال کتاب ''سلسلہ مداریہ کو بارگاہ خدا ورسول نیز دربار مدار العالمین میں شرف قبولیت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ گمراہوں کو ہدایت بخشے اور عزیز القدر علامہ قیصر رضا صاحب حنفی مداری کے علم میں اضافہ عمر میں وسعت اور عمل میں برکتیں عطا فرمائے آمین بوسیلہ سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ۔

سید محمد مرغوب عالم جعفری مداری عفی عنہ

۱۸/رجب المرجب ۷ ۱۴۳ھ

کلماتِ تبریک

از قلم حق رقم

شہزادۂ مخدوم اشرف قائد ہند اشرفِ ملّت حضرت علامہ سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی

بانی وصدر آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لك الحمد یا اللہ والصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

زیر نظر کتاب سلسلۂ مداریہ اپنے موضوع پر مستحکم ماخذ اور متفق علیہ مراجع کے اعتبار سے انتہائی اہم اور مدلل ومبنی بر حقائق کتاب ہے۔کتاب کی فہرست دیکھ کر ہی محسوس ہو جائے گا کہ یہ کتاب مستطاب اپنے اندر نادر ونایاب معلومات کا عظیم سرمایہ لئے ہوئے ہے۔میں پر وثوق طور پر یہ بات لکھ رہا ہوں کہ مستقبل کے محققین کے لئے یہ مجموعۂ تحقیقات بیش قیمت ماخذ ومصدر ثابت ہوگا۔مؤلف کتاب عزیز القدر گرامی قدر ومنزلت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد قیصر رضا العلوی الحنفی المداری صاحب کو اس عظیم خدمت پر فقیر اشرفی دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے اور صمیم قلب کے ساتھ موصوف کی نیک بختی کے لئے دعا گو ہے۔اللہ عزوجل موصوف کا اقبال بلند فرمائے،آمین۔

الحمد للہ میں نے اس کتاب کو سرسری طور پر از اول تا آخر دیکھا،پڑھ کر

مسرت وشادمانی میں ڈوب گیا اور مؤلف موصوف کے لئے دل سے بار بار دعائے خیر نکلی۔ یہ بات طے ہے کہ قطب الاقطاب حضرت سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار ہندوستان کے اولین بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ بہت بڑے مرتبہ کے بزرگ ہیں، آپ کے ذریعہ اسلام کی خوب اشاعت ہوئی اور آپ کے مریدین وخلفاء جن کی تعداد بے شمار ہے، آپ ہی کی طرح آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قریہ بہ قریہ، شہر بہ شہر دین کی خدمت میں مشغول رہے اور یہ سلسلۂ رشد وہدایت وخدمتِ دین متین آج بھی قائم ہے۔ آپ کے بلند مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اکابر اولیاء نے آپ کی صحبت اختیار کی اور فیض حاصل کیا۔ ان میں میرے جدّ اعلیٰ تارک السلطنت غوث العالم محبوبِ یزدانی سلطان اوحدالدین قدوۃ الکبریٰ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی سامانی نور بخشی کچھوچھوی قاضی حمیدالدین ناگوری مولانا حسام الدین مانک پوری قطب اودھ حضرت شاہ مینا لکھنوی حضرت خواجہ سید ابومحمد ارغون حضرت ابوالحسن طیفور حضرت جمال الدین جانمن جنتی حضرت اجمل بہرائچی قاضی محمود کنتوری، قاضی شہاب الدین دولت آبادی، سلطان ابراہیم شرقی، حضرت قاضی صدر جہاں، حضرت محمد غزنوی، حضرت شاہ بھیکا قنوجی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر جلیل القدر بزرگان دین کے اسماءِ گرامی بھی شامل ہیں۔ ابوالفضائل مولانا نظام الدین غریب نے لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ غوث العالم محبوب یزدانی سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی سامانی قدس سرہ ایک سفر میں آپ کے ساتھ رہے اور فیوض وبرکات مداریہ حاصل فرمایا۔

آپ لکھتے ہیں کہ حضرت بدیع الدین الملقب شاہ مدار بھی اویسی تھے، نہایت بلند مشرب رکھتے تھے، بعض نادر علوم مانند ہیمیا وسیمیا وکیمیا وریمیا ان سے دیکھے گئے جو کہ اس گروہ میں نادر ہی کسی کو حاصل ہوتے ہیں۔ مکہ معظّمہ کے ایک سفر میں ہم دونوں ہمراہ تھے اور استفادہ کیا۔

(لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی، ص ۶۴)

یہ دونوں بزرگ (حضور قطب المدار و حضور غوث العالم) ایک سفر میں تقریباً بارہ سال ہم سفر رہے، دونوں حضرات ایک دوسرے کو والہانہ چاہتے تھے۔ بارہ سال تک ہم سفر و شریک صحبت رہنے کے بعد جب حضور غوث العالم حضور قطب المدار سے رخصت ہوئے تو جدائی کے غم میں فرط محبت سے دونوں حضرات کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور مدارِ پاک نے بوقت رخصت مخدوم پاک کو خرقۂ محبت عطا فرمایا۔

سلسلۂ مداریہ اور سلسلۂ اشرفیہ کا روحانی تعلق شروع ہی سے قائم رہا اور الحمدللہ آج بھی قائم و دائم ہے اور انشاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ قائم رہے گا۔

صاحبِ مرأۃ الاسرار شیخ عبدالرحمن چشتی فرماتے ہیں کہ مرأۃ الاسرار کی تصنیف کے بارہ سال کے بعد ۱۰۶۵ھ میں میں زیارتِ حضرت پیر ودستگیر معنوی خواجۂ بزرگ معین الحق والدین چشتی قدس سرہ سے دوچار ہوا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تم کو چار مرد صاحبِ ولایت اور صاحبِ تصرف کے درمیان جگہ دی ہے جو قیامِ قیامت تک اپنی قبور میں مثلِ احیاء زندہ کی طرح تمہارے مددومعاون رہیں گے۔ مغرب کی طرف شیخ بدیع الدین شاہ

مدار، مشرق کی طرف سید اشرف جہانگیر سمنانی، شمال میں سید سالار مسعود غازی، جنوب میں شیخ حسام الدین مانک پوری رضی اللہ عنہم۔ ان چاروں کے درمیان تم ہمیشہ امن وامان میں رہوں گے۔

(بحوالہ سیرۃ الاشرف جلد اول ص ۶۹، مرأۃ الاسرار ص ۱۲۵۲)

سلسلۂ مداریہ ایک عظیم الشان سلسلۂ طریقت ہے۔ میری نظر میں ہندو پاک میں کوئی ایسا سلسلۂ طریقت نہیں ہے جو سلسلۂ مداریہ سے فیض یاب نہ ہو۔ مستند کتب بحر زخار، تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیاء جون پور وغیرہ میں حضرت مدار پاک کے بہت سارے خلفاء کے حالات تحریر ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ سلسلۂ مداریہ انتہائی فیض رساں سلسلۂ طریقت ہے۔ اس سلسلہ کے جاری و ساری ہونے پر کل اکابرین اہلسنت ومشائخ طریقت کی کتابیں شاہد ہیں۔ ان میں سے چند کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں:

مناقب العارفین، سمات الاخیار، مردانِ خدا، تواریخ آئینۂ تصوف، کنز السلاسل، گلستانِ مسعودیہ، رسالۂ قطبیہ، مرأۃ مسعودی، اخبار الاخیار، مقالات طریقت، نزہۃ الخواطر، تذکرۂ مشائخ بنارس، تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ، حیاتِ اعلیٰ حضرت الاجازات المتینہ، تاریخ مشائخ قادریہ، تذکرہ آبادانیہ، الشجراۃ الرفاعیۃ۔ مذکورہ کتابوں کے علاوہ کئی درجن کتب اور بھی موجود ہیں جن سے سلسلۂ مداریہ کی ہمہ گیریت اور اس کے فیضان عام کا پتہ چلتا ہے۔ لہٰذا بلاشک وشبہ سلسلۂ عالیہ مداریہ جاری وساری ہے۔ اس سلسلۂ عالیہ سے اجلہ اولیاء کرام وابستہ ہیں۔ بس کسی بھی طرح ایک سنی صحیح العقیدہ

مسلمان کو اس سلسلۂ عالیہ کے بابت سوخت و منقطع کی بات کہنا مناسب نہیں۔
میری دلی دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مولانا موصوف کو دارین کی سعادتوں سے
مالامال فرما کر اس کتاب کو ان کے لئے ذریعۂ نجات بنائے اور اس کتاب کو
مقبولِ خاص و عام بنائے، آمین یارب العالمین۔

دعا گو

سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی عفی عنہ

خانقاہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ امبیڈکر نگر، یوپی

بانی وصدر آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حیات قطب المدار پر ایک نظر

حامل مقام صمدیت قطب وحدت ملک العارفین حضور پرنور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار قدس سرہٗ العزیز تاریخ ولایت کے ایسے اولو العزم ولی اللہ مرد کامل عالی مقام بزرگ ہیں کہ جن کے مقامات ولایت کا عرفان عرفاء زمانہ میں بہت کم لوگ کرسکے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے تمام مراتب ولایت کو طے فرمالیا تھا اور تمام مقامات ولایت کا کماحقہ عرفان سب کی دسترس سے باہر ہے صاحب بحر زخار نے لکھا ہے کہ "سائر مقامات صوفیاء ناجیہ طے کردہ بہ مرتبۂ حق الحق رسیدہ عرفان حقیقی حاصل کرد" یعنی حضرت مدار پاک نے صوفیائے کرام کے تمام مراتب کو طے فرمالیا تھا اور مرتبۂ حق الحق پر پہونچ کر عرفان حقیقی حاصل کر چکے تھے۔

(بحر زخار: ص ۹۷۶ قلمی محفوظ مختار اشرف لائبریری کچھوچھہ شریف)

بحر زخار کے مصنف علام نے آپ کے تعلق سے خامہ فرسائی کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ "درحقیقت از روح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت علی مرتضیٰ وامام مہدی تلقین وتربیت داشت بطریق اویسی" (بحر زخار: ص ۹۷۶) یعنی حضرت مدار پاک کی تعلیم وتربیت بہ طریق اویسیہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم اور حضرت مولیٰ علی وامام مہدی کی روحانیت پاک کے ذریعہ ہوئی تھی۔

اے سبحان اللہ جب ایسے عظیم الشان لوگوں کے ذریعہ تعلیم وتربیت ہو تو بھلا اس کی شان کا اندازہ کون لگاسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے مقام ولایت پر روشنی ڈالتے

ہوئے صاحب بحر زخار نے تحریر فرمایا ہے کہ

''قطب مدار مرتبہ ایست درولایت کہ در باطن وے راعبد اللہ گویند چراکہ مظہر اسم ذات است پیوستہ فیض اللہ تعالیٰ مبکر وفیض بغایت بر عالم سفلی وعلوی میرساند وآں در ہر زمانہ یکے میباشد وجمیع اقطاب واوتاد وابدال وتمامی رجال اللہ تابع قطب مدار می باشد قطب مدار چند نام دارد قطب الاقطاب وقطب الارشاد وقطب عالم وقطب کبریٰ وقطب اکبر ہمہ یک شخص واحد را گویند وحضرت بدیع الدین قطب المدار را مقام صمدیت میسر شدہ بود وآں مقام راچند علامت است ہر گاہ صوفی بہ آں مقام می رسد باکل وشرب دنیا احتیاج نباشد وضعف وپیری نمی نماید ولباس او کہنہ وگریشتن نمی شود وہرکہ جمال باکمال او می بیند بے اختیار سجدہ می کند ایں ہمہ علامت در آں حضرت موجود بود''

یعنی ولایت میں قطب المدار وہ مرتبہ ہے کہ عالم باطن میں اسے عبد اللہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ اسم ذات کا مظہر ہوتا ہے عالم علوی وسفلی میں فیوض الٰہیہ کو وہی پہونچاتا ہے ہر زمانے میں وہ ایک ہوتا ہے اور تمام اقطاب واوتاد وابدال وجملہ اولیاء اللہ اسی قطب المدار کے تابع ہوتے ہیں اور قطب المدار کے چند نام ہوتے ہیں قطب الاقطاب، قطب الارشاد، قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب اکبر یہ سب شخص واحد ہی کو کہا جاتا ہے اور قطب المدار حضرت سید بدیع الدین مقام صمدیت میں قدم جمائے ہوئے تھے اس مقام کی چند علامتیں ہیں جب سالک اس مقام پر پہونچتا ہے تو اسے دنیاوی کھانے پینے کی حاجت نہیں رہ جاتی اس طرح اثر پیری وضعیفی سے بھی وہ متاثر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا لباس پرانہ ہوتا ہے اور نہ ہی دھونے کی حاجت ہوتی ہے اور اس کے جمال جہاں آرا کو جو بھی دیکھتا ہے بے اختیار سجدہ ریز ہو جاتا ہے یہ تمام

علامتیں حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کے اندر موجود تھیں۔

(بحر زخار (شعبہ چہارم): ص ۹۷۶)

بحر زخار کے مصنف نے آپ کے مقامات رفیعہ کو مزید اجاگر کرتے ہوئے لکھا ہیکہ

''آں مجدد قول قم باذن اللہ آں بنظر حق بینان عین جمال اللہ آں مترنم ترانۂ شوق آں متصرف مقامات مافوق آں مظہر شان تفرید آں آفتاب آسمان تجرید آں بے نظیر از اولیاء کبار قطب المدار حضرت سلطان بدیع الدین شاہ مدار از عارفان اسرار احدیت ومصرفانِ مقام صمدیت بغایت عالی شان اندر تصوف رتبۂ بلند و درجۂ ارجمند داشت''۔

یعنی حضرت مدار پاک قول باذن اللہ کے مجدد تھے اور جمال الٰہیہ کا دیدار کرنے والی نگاہ انہیں ملی تھی ترانۂ شوق کو گنگنانے والے اور مقامات مافوق کے متصرف بھی تھے شان تفرید کے مظہر اور آسمان تجرید کے آفتاب تھے اور اولیاء کبار میں بے نظیر تھے اور اسرار احدیت کے جاننے والے مقام صمدیت پر پہونچے ہوئے عارف زمانہ تھے اور تصوف میں عالیشان وشوکت اور بلند مقام ومرتبہ کے حامل تھے۔

(بحر زخار: ص ۹۷۶/۷۷)

ولادت باسعادت

سیدنا مدار پاک قدس سرہ کی ولادت باسعادت یکم شوال المکرم بروز دوشنبہ ۲۴۲ھ میں ملک شام کے شہر حلب قصبہ جنار میں ہوئی آپ مادرزاد ولی اللہ ہیں تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو ہاتف غیبی نے صدا دی ھٰذا ولی اللہ ھٰذا ولی اللہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ: ”وَفِیْ سَنَۃِ اثْنَتَیْنِ وَاَرْبَعِیْنَ زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زَلْزَلَۃً عَظِیْمَۃً بِتِیُوْنِس وَ اَعْمَالِھَا وَالری وَخُرَاسَان وَنِیْسَابور وَطَبَرِسْتَان واَصْبھان وَ تَقَطعت الجبال وتَشَقَّق الاَرْض بقدر ما یدخل الرجل فی الشق و رجمت قریۃ السویداء بناحیۃ مصر۔ من السماء ووُزن حجر من الحجارۃ فکان عشرۃ ارطال وسار جبل بالیمین علیہ مزارع لاھلہ حتی أتی مزارع آخرین ووقع بحلب طائر أبیض دون الرخمۃ فی رمضان فصاح: یامعشر الناس اتّقُوا اللہ اللہ اللہ وصاح اربعین صوتاً ثم طار وجاء من الغد ففعل کذالك وكتب البريد بذالك واشھد علیہ خمس مائۃ انسان سمعوہ۔“

(تاریخ الخلفاء: ص ۲۷۸)

سرکارزندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت کے قریبی ایام وشہور میں شام کے اطراف کا طرح طرح کی بلاؤں میں مبتلاء رہنا اور آپ کی ولادت سے صرف دوسال قبل یعنی ۲۴۰ھ میں خاص حلب میں اس طرح کا حیرت ناک اور متوجہ الی اللہ کردینے والا واقعہ رونما ہونا اہل عقیدت کو بتاتا ہے کہ یہ مدار پاک کی ولادت کی برکت تھی جو ایسے موقع پر حلب بلاؤں سے محفوظ رہا یہاں تک کہ اس سرزمین پر دوسال بعد حضرت مدار تولد ہوئے۔

علاوہ ازیں اس عالی قدر کی ولادت سے متعلق احادیث کریمہ میں بھی پیش گوئی موجود ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے احساس واعتراف کے لئے حضرت مدار

پاک کے مفصل حالات کا علم اور تاریخ اسلام کے گہرے مطالعے کی ضرورت ہے ساتھ ہی قلب و ذہن بھی مصفیٰ ہونا چاہئے ورنہ اگر کہیں قلب و ذہن میں تعصب و عناد نے اپنا مسکن بنالیا ہوتو پھر خدا خیر کرے۔

نام ونسب:

آپ کا نام احمد اور لقب بدیع الدین ہے مرتبہ ولایت کے اعتبار سے قطب المدار مدار العالمین مدار عالم مدار جہاں سے بھی لوگ یاد کرتے ہیں خاص طور سے زندہ شاہ مدار کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں آپ والد کی جانب سے حسینی اور والدہ کے جانب سے حسنی اس طرح سے آپ نجیب الطرفین سید آل رسول ہیں۔

نسب نامہ پدری:

حضرت سید بدیع الدین احمد

ابن حضرت قدوۃ الدین علی حلبی

ابن حضرت سید بہاؤ الدین

ابن سید ظہیر الدین احمد

ابن سید اسماعیل ثانی

ابن سید محمد مکتوم

ابن سید اسماعیل

ابن سیدنا امام جعفر صادق

ابن سیدنا امام محمد باقر

ابن سیدنا امام زین العابدین

ابن سیدنا امام حسین شہید کربلا

ابن سیدنا علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ عنہم

نسب نامہ مادری:

حضرت بی بی فاطمہ ثانیہ

بنت حضرت سید عبداللہ

ابن سید محمد زاہد

ابن سید ابو محمد حسن عابد

ابن سید ابو صالح

ابن سید ابو یوسف

ابن سید ابوالقاسم محمد نفس ذکیہ

ابن سید عبداللہ المحض

ابن سید حسن مثنیٰ

ابن سیدنا سید امام حسن مجتبیٰ

ابن سید امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہم

(منتخب العجائب قلمی:۵)

احادیث مبارکہ میں پیش گوئی:

چنانچہ سیدنا شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف: ص ۳۱۰ پر نقل فرمایا ہے کہ ”پیارے آقا سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے دوسو سال کے بعد تمہارے درمیان ایک شخص

خفیف الحاذ ہوگا صحابہ نے دریافت کیا یارسول اللہ خفیف الحاذ کسے کہتے ہیں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خفیف الحاذ وہ شخص ہے جس کی نہ بیوی ہو نہ اولاد"

سبحان اللہ غیب داں رسول کی پیش گوئی کے عین مطابق دوسو برس بعد حضرت سیدنا مدار العالمین سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار ۲۴۲ھ میں اس خاک دان گیتی پر تشریف لائے نیز ترمذی جلد دوم باب الزھد میں حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عن ابی امامة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انّ اغبط اولیائی عندی لمؤمن خفیف الحاذ ذو حظٍّ من الصلوٰة احسن عبادة ربّہٖ واطاعہ فی السِّرِ. وکانَ غامِضاً فی النّاسِ لا یُشارُ الیہ بِالاُصابِعِ وکان رزقہ کفافاً فصبر علی ذالكَ ثمّ نقر بِیَدَیہِ فقال عُجّلت منیّتُہٗ قلت بوا کیہ قلّ تُراثُہٗ. (ترمذی ابواب الزہد جلد ثانی: ص ۶۰)

حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک میرے ولیوں میں جو سب سے زیادہ قابل رشک ہے میرے نزدیک وہ مومن بندہ ہے جو خفیف الحاذ ہے نماز کا بڑا وافر حصہ اس کے حصے میں ہے وہ اپنے رب کی عبادت واطاعت بہت پوشیدگی میں بہترین طریقہ سے کرے گا اور وہ لوگوں میں مستور رہے گا یعنی پردوں اور نقابوں میں چھپا ہوگا کہ انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ نہیں ہو پائے گا پھر ارشاد فرمایا کہ دنیا سے اس کی خواہشات مٹ جائیں گی اس پر رونے والے نہیں ہوں گے یعنی اس کی بیوی بچے اور اولاد نہیں ہوگی اور دنیا سے اس کی میراث نہیں ہوگی۔ یہ روایت ابن

ماجہ، مسند امام احمد اور مشکوٰۃ میں بھی کچھ فرق کے ساتھ موجود ہے۔

جامع ترمذی سنن ابن ماجہ اور مسند امام احمد بن حنبل کی مذکورہ حدیث پاک کے دائرے میں حضور مدار پاک کی ذات والا صفات پوری طرح سے فٹ ہو جاتی ہے۔ تاریخ ولایت میں آپ کے علاوہ کوئی ایسی ذات نظر نہیں آتی جس پر حدیث مذکورہ کا مفہوم کلی طور پر صادق آسکے۔ لہذا ہم یہ کہنے میں قطعی حق بجانب ہیں کہ حضور رحمت عالم نے اس برگزیدۂ الٰہی سے متعلق یہ پیش گوئی فرمائی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو سو برس بعد حلب میں پیدا ہوا اور ان تمام صفات کا جامع ہو کر منصۂ شہود پر آیا اور جسے دنیا نے شہنشاہ اولیاء کبار حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قطب المدار کے نام سے جانا پہچانا اس بات کو قارئین اس طور بھی سمجھ سکتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے ہے کہ میرے دو سو برس کے بعد تم میں خیر الناس ایک خفیف الحاذ ہو گا۔ چنانچہ سرکار مدار پاک دو سو برس کے بعد پیدا ہوئے اور خفیف الحاذ ہوئے دوسری حدیث میں آیا کہ ایک بندۂ مومن جو خفیف الحاذ ہو گا وہ اولیاء کرام کے نزدیک باعث رشک ہو گا۔ اب آپ دیکھیں سرکار مدار پاک پانچ سو چھیانوے سال کی عمر پاتے ہیں یہ بھی باعث رشک ہے، ساڑھے پانچ سو سال تک آپ کا روزہ ہے یہ بھی باعث رشک ہے، کپڑے میلے پرانے نہیں ہوتے یہ بھی باعث رشک ہے، اثر ضعف ظاہر نہیں ہوتا یہ بھی باعث رشک ہے چہرے پر نور خدا کی بہتات کا عالم یہ کہ سات سات نقابیں پڑی ہیں یہ بھی باعث رشک ہے احیاناً وسہیاناً ایک یا دو نقاب اٹھ جائے تو خلق خدا بے اختیار ہو کر سجدہ ریز ہو جائے یہ بھی باعث رشک ہے آگے بڑھئے ذوحظ من الصلوٰۃ نمازوں کا بہت بڑا حصہ اس کے حصہ میں ہے۔ قارئین کی بھرپور توجہ درکار، غور

فرمائیں ایک ولی ایسا ہے جس کی عمر سو سال کی ہے اس میں اسے حقوق اولاد بھی ادا کرنا ہے روزی کمانے کے لئے بھی کچھ کام کرنا ہے اپنے اھل وعیال میں بھی کچھ وقت دینا ہے نہانا دھونا کھانا پینا سب کچھ لاحق ہے اور عمر سو برس یا اس سے کچھ کم یا زیادہ ہے لیکن اللہ کا ایک ولی ایسا بھی ہے جس کی عمر چھ سو سال ہے نیز اسے تمام انسانی ضرورتوں سے بے نیاز کر دیا گیا ہے وہ مقام صمدیت پر فائز ہے نہ بیوی ہے نہ اولاد، نہ روزی روٹی کی فکر ہے نہ کھانے پینے کی حاجت، دونوں ولی اللہ، اب نمازیں کس کی زیادہ ہوں گی سو سال والے کی یا چھ سو سال والے کی؟ لامحالہ آپ کو کہنا پڑے گا کہ اس صورت حال میں چھ سو سال عمر پانے والے بزرگ کی نمازیں سو سال عمر پانے والے کے بالمقابل بہت زیادہ ہوں گی۔

"احسن عبادۃ ربہ واطاعہ فی السر" وہ اپنے رب کی اطاعت وعبادت پوشیدگی میں بہترین طریقہ سے کرے گا۔ مدار پاک کی چلہ گاہوں پر نظر ڈالئے اللہ اللہ چٹانوں میں، جنگلوں میں، پہاڑوں پر، گھاٹیوں میں ان مقامات پر سب سے الگ تھلگ ہو کر تنہائیوں میں پوشیدگی میں کیا ہو رہا ہے۔ احسن عبادۃ ربہ واطاعہ فی السر کے سانچے میں ایک شخصیت ڈھالی جارہی ہے رسول خدا کی ایک پیش گوئی ہے جو پوری ہو رہی ہے۔ "وَكَانَ غَامِضاً فِى النَّاسِ لَا يُشَارُ اِلَيهِ بِالْأَصَابِعِ" لوگوں میں رہ کر بھی اس درجہ مستور ہوگا کہ کوئی اسے پہچاننے والا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ لوگ اس درجہ بے التفات ہو جائیں گے کہ انگلیوں سے اشارہ بھی نہیں کر سکیں گے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں اکثر احوال برقعہ بر روکشیدہ بودے آپ اکثر و بیشتر اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے۔ اس سے زیادہ مستور

الحالی اور کیا ہوگی" وکان رزقه کفافاً "اسکی روزی تھوڑی ہوگی تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت مدار پاک نے پانچ سو چھیانوے سال کی عمر پائی جس میں صرف چالیس سال تک کھانا کھایا بقیہ پانچ سو چھپن سال تک آپ کا روزہ رہا اس درجہ طویل زندگی میں چالیس سال کی روزی تھوڑی ہے کہ نہیں "فصبر علی ذالك "اس پر وہ صابر وشاکر بھی ہوگا۔ پوری عمر حضرت مدار پاک شکر بھی بجالاتے رہے کبھی شکوہ نہیں کیا "عُجِّلَت مَنِيّتُهٗ "اس کی خواہشات دنیا مٹ جائیں گی۔ حضرت مدار پاک ایسے فناء فی اللہ بزرگ تھے کہ جنھیں دنیا کی ذرہ برابر کوئی خواہش نہیں تھی۔ "قلت بواكيه قلَّ تُراثُهٗ" اس پر رونے والیاں بیویاں اور بچے نہ ہوں گے اور اس کی میراث بہت کم ہوگی۔ حضرت مدار پاک خفیف الحاذ تھے آپ کی زندگی مجردانہ تھی، آپ کی نہ تو کوئی بیوی تھی نہ اولاد اور نہ تو دنیا کے مال کا کوئی ذخیرہ آپ نے بطور میراث چھوڑا تھا۔

چنانچہ مذکورہ بالا حدیث پاک کے سانچے میں حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ کی ذات مقدسہ پنی تلی ہے اس لئے اب اہل دیانت وعقیدت یہ کہتے ہیں کہ مدار وہ تم ہو جس کی بابت پیشگوئی نبی غیب داں نے فرمائی، مدار وہ تم ہو جسے بشارتِ مصطفیٰ کہا جاتا ہے۔

حصول علم:

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ جب حضرت مدار پاک کی عمر شریف چار سال چار مہینہ چار دن کی ہوگئی تو آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو اس وقت کے علامۂ دہر یگانۂ عصر سیدنا حذیفہ شامی مرعشی قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا بہت سارے تذکرہ نویسوں کے مطابق آپ کئی روز تک استاذ کے سامنے الف کی شرح فرماتے رہے اور قسم قسم

کے نکات اس بابت بیان فرمایا بالآخر تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، اصول معانی اور دیگر علوم مروجہ میں مہارت نامہ حاصل فرمائی اور تمام علوم ظاہری سے آراستہ و پیراستہ ہو گئے نیز علم سیمیا کیمیا ھیمیا ریمیا بھی حاصل فرمایا۔

سفرِ حرمین طیبین:

جب آپ نے چودہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہریہ سے فراغت حاصل کر لی تو پھر سفر حرمین طیبین کے لئے دل بے قرار ہوا چنانچہ تذکرۃ المتقین کے مصنف نے لکھا ہے کہ: ”بعد فراغ علم از والدین ماجدین اجازتے گرفتہ عازم حرمین شریفین زادھما اللہ تعظیماً و تکریماً شدند و باثناء راہ در غارے مشغول بیاد الٰہی گشتند آخرش ندائے غیب رسید کہ وقت حصول مطلب قریب گردید برخیز در سعادت کوش چنانچہ ازآنجا عازم مکہ معظمہ شدند و بہ بیت اللہ شریف حاضر بودہ و سعادت طواف کعبہ معظمہ حاصل نمودہ بعبادت معبود حقیقی مصروف گشتند درآں حال ندا آمد کہ بر مزار پر انوار جد امجد خود زود حاضر شو چرا کہ انتظارت میکشد چنانچہ حضرت قبلۂ عالم بسوی مدینہ منورہ روانہ شدند و در طی مسافت کوشیدہ بعد چند روز بمدینہ طیبہ رسیدند و از قبۂ انور اطہر مشرف بزیارت گردیدہ بہ درود خوانی مشغول گشتند آخرالامر بعالم روحانیت آنجناب را حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از اسرار باطنی مالا مال فرمودند و بروایتے چنیں آوردہ اند کہ اشارہ بجانب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نسبت حضرت قطب المدار شد کہ ایں طالب حق را کہ از نسل تست تعلیم غوامضات معرفت و حقیقت کردہ پیشم آر چنانچہ بموجب ارشاد مبارکش بعمل آمد حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوبارہ مشمول عواطف فرمودہ بہ عطائے نعمائے غیر مترقبہ سرفراز نمودند۔ (تذکرۃ المتقین: ص ۴۲، ۴۳)

حصول علم سے فراغت کے بعد حضرت مدار پاک نے والدین سے اجازت حاصل کی اور عازم حرمین شریفین ہو گئے اثناء سفر ایک غار میں آپ مشغول عبادت و ریاضت ہو گئے یہاں تک کہ ہاتف غیب نے آواز دی کہ تمہارے مقصد کے حصول کا وقت قریب آچکا ہے اٹھو اور حصول سعادت کی کوشش کرو، بعدہ آپ وہاں سے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوئے اور مکہ پہنچ کر طواف بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے اسی دوران آپ نے ایک آواز سنی کہ بدیع الدین! اب اپنے جد امجد سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر انوار پر حاضری دو وہاں تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔ چنانچہ حضرت مدار پاک مسافت طے فرماتے ہوئے چند روز بعد مدینہ منورہ پہنچ گئے اور زیارت روضۂ رسول کی سعادت حاصل کی اور درود خوانی میں مصروف ہو گئے بالآخر عالم روحانیت میں حضرت قطب المدار کو حضور سید الانبیاء علیہ السلام نے اسرار باطنی سے مالا مال فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ رسول پاک علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ اے علی یہ فرزند طالب حق آپ کی نسل سے ہے اسے تمام علوم باطنیہ سے آراستہ کر کے میری بارگاہ میں پیش کرو چنانچہ حضرت مولیٰ علی نے مدار پاک کو بموجب حکم رسول خدا تمام علوم باطنیہ سے سرفراز فرمایا۔

بیعت ظاہری:

جمہور تذکرہ نگاران قطب المدار اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ۲۵۹ھ میں والدین کریمین کی اجازت سے سفر حرمین طیبین کے لئے روانہ ہوئے اثنائے سفر آپ کو ہاتف غیبی نے بیت السلام یعنی بیت المقدس کی جانب رہنمائی کی چنانچہ آپ بیت

المقدس پہونچے جہاں پر سلطان العارفین سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ السامی آپ کے منتظر تھے حضرت مدار پاک دو برس آپ کی صحبت بابرکت میں رہے اور فیوض و برکات حاصل فرماتے رہے مورخین کے مطابق ۲۵۹ھ میں ایک ساعت سعید ایسی آئی کہ سلطان العارفین سیدنا شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز نے بعد نماز صحن بیت المقدس میں آپ کو طلب فرمایا اور مشائخ کبار سے ملی ہوئی تمام نعمتیں روحانی امانتیں آپ کے حوالے فرمائیں اور شرف بیعت وخلافت واجازت سے بھی مشرف کیا۔ یہ واقعہ شوال ۲۵۹ھ کا ہے۔

(تذکرۃ الفقراء اسرار الواصلین، آئینہ نسب نامہ)

اس موقع پر قارئین پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مدار پاک قدس سرہ حضرت سلطان العارفین سے قبل اپنے والد بزرگوار سیدنا قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی قدس سرہ کے دست حق پرست پر اپنے جدی سلسلۂ طریقت یعنی سلسلۂ جعفریہ میں بیعت ہوئے اسی نسبت سے آپ کے سلاسل اجازت وخلافت میں سلسلۂ جعفریہ کا بھی ذکر آتا ہے۔

علاوہ ازیں آپ کے سلاسل اجازت وخلافت میں سلسلۂ صدیقیہ کا بھی ذکر ملتا ہے اور سلسلۂ مہدویہ کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے نیز سلسلۂ اویسیہ کا بھی ذکر ہے اس طور سے آپ کو پانچ طریقوں کی خلافت واجازت پہونچی ہے جو بعد کے بزرگوں نے اپنی کتابوں میں اس طرح لکھا ہے (۱) جعفریہ مداریہ (۲) طیفوریہ مداریہ (۳) صدیقیہ مداریہ (۴) مہدویہ مداریہ (۵) اویسیہ مداریہ الحمدللہ آپ کے یہ پانچوں سلاسل آج بھی سب کے سب جاری وساری ہیں، اھل اللہ ان سب سے فیض پاتے اور

لٹاتے ہیں۔ (تذکرۃ المتقین،گلستان مدار، تاریخ سلاطین شرقیہ وغیرہم)

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ان میں جس سلسلۂ طریقت کوسب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی وہ سلسلۂ طیفوریہ مداریہ ہے۔ اکثر مشائخ اسی شجرۂ طریقت سے وابستہ ہوئے ہیں نیز خاندان مدار پاک سادات مکن پور شریف میں بھی یہی سلسلۂ طریقت جاری وساری ہے۔

تربیت باطنی:

بحر زخار اور مرآۃ مداری میں ہے کہ حضرت مدار پاک حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے کردئیے گئے اور آقا علیہ السلام نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا:

''ایں جواں طالب حق تعالیٰ است ایں را بجائے فرزندان خود تربیت نمودہ بمطلوب برساں کہ ایں جواں نزدیک حق سبحانہ تعالیٰ بغایت عزیز است وقطب المدار وقت خواہد شد پس شاہ مدار حسب الحکم آنحضرت تولا بمرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نمودہ برسر مرقد پاک وے در نجف اشرف رفت در آستانۂ متبرکہ ریاضت می کشید وانواع تربیت از روحانیت پاک حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ بطریق صراط مستقیم می یافت۔

(بحر زخارص ۹۷۸ مرآۃ مداری مترجم مع متن ۱۱-۱۰۹)

یہ جوان طالب حق تعالیٰ ہے اس کو اپنی فرزندی میں لیکر اس کی تربیت اور مطلوب تک پہنچادو اس لئے کہ یہ نوجوان اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت عزیز ہے اور اپنے وقت کا قطب المدار ہوگا پس حضرت مدار پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بموجب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی محبت میں سرشار ہو کر نجف اشرف ان

کے روضۂ پاک پر حاضر ہوئے اور آستانۂ پاک پر ریاضت کرتے رہے اور حضرت علی کی روحانیت پاک کی تربیت سے صحیح طور پر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔

بعدہ حضرت سیدنا مدار اعظم قدس سرہ پر جو عنایتیں ہوئیں ان کا تذکرہ اس طور سے کیا گیا ہے۔

اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ او را بفرزند رشید خود کہ وارث ولایت مطلق محمد مہدی بن حسن عسکری نام داشت در عالم بوئے آشنا گردانید و از کمال مہربانی فرمود کہ قطب المداری بدیع الدین را من باشارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تربیت نمودہ بمقامات عالی رسانیدہ بفرزندی قبول کردہ ام شما نیز متوجہ شدہ جمیع کتب آسمان از راہ شفقت بایں جوان شائستہ روزگار تعلیم بکنید پس صاحب زمان مہدی رضی اللہ عنہ از کمال الطاف شاہ مدار را در گوشہائے جبال بردہ در چند مدت دوازدہ کتاب وصحف آسمانی تعلیم فرمودہ اول چہار کتاب کہ بر انبیاء اولاد بشر آدم علیہ السلام نازل شدہ اند یعنی فرقان وتوریت وانجیل وزبور بالترتیب وشرائط تعلیم کرد و بعد از اں چہار کتاب کہ بر مقتدائے و پیشوائے جنیات نزول یافتہ بودند تعلیم فرمودہ نام آں کتابہا ایں است راکوری وجاجرمی وستاری والیان بعدہ چہار کتب کہ بر ملائک مقرب درگاہ سبحانی نازل گشتہ بودند آں را نیز تعلیم نمودہ نام آں کتب ایں است مراءت، وعین الرب، وسرماجن، ومظہر الف۔ واز علوم اولین وآخرین کہ خاصۂ ائمہ اھل بیت بود از راہ کرم بخشی جبلی بموجب اشارت جد بزرگوار خود حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بقطب المدار عطا فرمودہ واو را کامل ومکمل گردانیدہ بخدمت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ آوردہ معروض داشت کہ ایں جوان الحال لائق ارشاد شدا امیدوار خلافت است۔ (مرآۃ مداری ص ۱۱۱

مترجم مع متن)   (بحر زخار ص ۷۹/۹۷۸ شعبۂ چہارم)

حضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ نے اپنے فرزند رشید ولایت مطلقہ کے وارث محمد مہدی بن حسن عسکری کے نام سے عالم ظاہری میں مشہور ہیں ان سے حضرت مدار پاک کا تعارف کرایا اور از راہ لطف ومہربانی ارشاد فرمایا کہ بدیع الدین قطب مدار کو میں نے حضور ختمی مرتبت علیہ السلام کے اشارۂ پاک کے مطابق تربیت دے کر مقامات بلند پر پہونچا کر اپنی فرزندی میں قبول کرلیا ہے تم بھی توجہ کرکے از راہ لطف ومہربانی تمام کتب آسمانی کی تعلیم اس نوجوان شائستۂ روزگار کو دے دو پس صاحب زمان مہدی رضی اللہ عنہ نے انتہائی لطف وکرم کے ساتھ پہاڑوں کے غاروں میں جا کر تھوڑی سی مدت میں بارہ آسمانی کتب وصحائف کی تعلیم فرمائی اول چار کتابیں جو انبیاء کرام اولاد بشر حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئیں یعنی فرقان، توریت، زبور، انجیل کی تعلیم وتربیت شرائط کے ساتھ دی اس کے بعد ان چاروں کتابوں کی تعلیم فرمائی جو قوم اجنہ کے رہبروں اور پیشواؤں پر نازل ہوئی تھیں۔ ان کتابوں کے نام یہ ہیں راکوری، جاجرمی، ستاری، الیان اس کے بعد ان چاروں کتابوں کی تعلیم دی جو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے ملائکۂ مقربین پر نازل ہوئیں ان کتابوں کے نام یہ ہیں مرأت عین الرب، سرماجن، مظہر الف اور اولین وآخرین کے علوم جو ائمہ اہل بیت اطہار کا خاصہ ہیں لطف وعطا کی عادت کے موافق وجد بزرگوار حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے اشارے کے مطابق قطب المدار کو عطا فرما کر انھیں کامل واکمل بنادیا اور بارگاہ مولیٰ میں حاضر کرکے عرض کیا کہ اب یہ جوان لائق ارشاد ہوکر امیدوار خلافت ہے۔

(مرآۃ المداری: ص ۱۱۱۔ مترجم مع متن، بحر زخار: ص ۷۹/۹۷۸ شعبۂ چہارم) مخطوطہ

مرتبۂ قطب المدار سلف وخلف کی نظر میں:

تاجدار ولایت سیدنا سید بدیع الدین احمد قدس سرہٗ نے تمام مقامات ولایت کو طے فرما کر عرفان حقیقی کا حصول فرمالیا تھا اور خاص چشمۂ احمدی سے سیراب ہوئے تھے آپ کو انعامات محمدیہ واضافات احمدیہ سے حصۂ وافر ملا ہوا تھا لیکن آپ کو درجۂ قطب المدار سے خاص قسم کی شہرت حاصل ہوئی تھی تاریخ تصوف وطریقت میں قطب المدار بول کر عموماً حضرت شیخ سید بدیع الدین احمد قطب المدار کو مراد لیا جاتا ہے جس طرح سے حضور شہنشاہ ولایت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ تمام درجات ولایت کو طے فرمانے والے بزرگوں میں سے ہیں لیکن درجۂ غوثیت سے آپ کو خصوصی شہرت حاصل ہے عموماً غوث بول کر آپ کو ہی مراد لیا جاتا ہے حضرت مدار پاک چونکہ درجۂ مداریت سے زیادہ مشہور ومعروف ہیں۔ اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ درجۂ قطب المدار کی جو تشریح وتوضیح سلف وخلف نے فرمائی ہے اسے ہدیۂ ناظرین کردوں ملاحظہ فرمائیں۔

قطب کا معنیٰ لغوی:

قطب لغت میں اس کیل کو کہتے ہیں جس کے چاروں سمت چکی گھومتی ہے۔ مدار کار، سردار قوم، زمین کے محور کا کنارہ، ایک ستارہ کا نام جس سے سمت قبلہ متعین کیا جاتا ہے۔

قطب کا معنیٰ اصطلاحی:

قطب اس کو کہتے ہیں جو عالم میں منظور حق تعالیٰ ہوتا ہے، ہر زمانہ میں اور وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے۔ (الدر المنظم: ص ۵۰ لطائف اشرفی)

اقطاب کی برکت سے عالم محفوظ ہے:

حضرت شیخ اکبر فتوحات کے باب نمبر تین سو تر اسی میں فرماتے ہیں کہ بسبب قطب اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے کل دائرہ وجود کو عالم کون وفساد سے اور امامین کی وجہ سے عالم غیب وشہادت کو اور اوتاد کی وجہ سے جنوب وشمال اور مشرق ومغرب کو اور ابدال کی وجہ سے ساتوں ولایتوں کو محفوظ رکھتا ہے اور قطب الاقطاب سے ان سب کو کیونکہ وہ تو وہ شخص ہے جس پر سارے عالم کا امر دائر ہے۔

قطب کی وراثت:

شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ قطب وہ مرد کامل ہے جس نے وہ چار دینار حاصل کئے ہوں جس کا ہر دینار پچیس قیراط کا ہو اور ان سے مردان خدا کی کیفیت معلوم کی جاتی ہو اور چار دینار سے مراد رسل وانبیاء اولیاء اور مومنین ہیں اور ان سب کا وارث قطب ہوتا ہے۔

قطب کی شان:

شیخ اکبر فتوحات مکیہ کے باب تین سو اکیاون میں فرماتے ہیں کہ قطب کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اس حجاب میں رہتا ہے جو اس کے اور اللہ عزوجل کے درمیان ہوتا ہے۔ اور حجاب مرتے دم تک نہیں اٹھتا اور جب قطب انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔

ایک قطب کے تصرف کی حد کیا ہے:

امام الاولیاءِ سرکار غوث پاک سیدنا عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اقطاب کے لئے سولہ عالم ہیں اور ہر عالم ان میں سے اتنا بڑا ہے جو اس

عالم کے دنیا و آخرت دونوں کو محیط ہے مگر اس امر کو سوائے قطب کے کوئی نہیں جانتا۔

(الدرالمنظم فی مناقب غوث اعظم: ص ۵۸)

ہر زمانہ اور ہر ولایت کے لئے ایک قطب ہوتا ہے:

الدرالمنظم میں ہے کہ ہر مقام پر اس مقام کی حفاظت کیلئے وہ گاؤں ہو یا قصبہ ایک ولی اللہ ہوتا ہے جو اس گاؤں کا قطب کہا جاتا ہے خواہ اس گاؤں میں مسلمان رہتے ہوں یا کافر اگر مسلمان موجود ہیں تو ان کی پرورش زیر تجلی اسم ہادی ہوگی اور اگر کافر ہیں تو ان کی پرورش زیر تجلی اسم مضل ہوگی اور یہ دونوں صفتیں ایک ہی ذات کی ہیں۔

(الدرالمنظم: ص ۶۴)

اور فصل الخطاب میں ہے کہ بقول صاحب فتوحات مکیہ قطبوں کی کوئی انتہا نہیں ہر سمت میں ایک قطب ہوتا ہے۔ قطب عباد، قطب زہاد، قطب عرفاء، قطب متوکلان وغیرہ

اُمم سابقہ میں بھی اقطاب تھے:

یاد رکھیں کہ اقطاب سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ہر دور میں قطب زماں کا ورود و ظہور رہا ہے شیخ اکبر فتوحات مکیہ کے چودھویں باب میں فرماتے ہیں "امم گزشتہ کے اقطاب کاملین حضرت آدم علیہ السلام سے عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کل پچیس ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مشہد قدس میں کہ جو مشاہدۂ برزخیہ ہے ان سے میری ملاقات کرائی اس وقت میں شہر قرطبہ میں تھا اور وہ پچیس اقطاب یہ ہیں۔ (۱) فرق (۲) مداوی الکلوم (۳) بکاء (۴) مرتفع (۵) شفاء الماضی (۶) ماحق (۷) عاقب (۸) منجور (۹) سجر الماء (۱۰) عنصر الحیات (۱۱) شرید (۱۲) صائغ (۱۳) راجع (۱۴) طیار (۱۵) سالم

(۱۶) خلیفہ (۱۷) مقسوم (۱۸) حی (۱۹) راقی (۲۰) واسع (۲۱) بحر (۲۲) مضف (۲۳) ہادی (۲۴) اصلح (۲۵) باقی۔

وہ اقطاب جو انبیاء علیہم السلام کے قلب پر ہیں:

شیخ عبدالرحمن چشتی بحوالہ فتوحات نقل فرماتے ہیں بارہ اقطاب ایسے ہیں جو بعض انبیاء علیہم السلام کے قلب پر ہیں جن میں پہلا قطب حضرت نوح علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورہ یٰس شریف ہے دوسرا قطب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورہ اخلاص ہے۔ تیسرا قطب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا ورد سورۂ نصر ہے۔ چوتھا قطب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے اس کا ورد سورۂ فتح ہے۔ پانچواں قطب حضرت داؤد علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورۂ زلزال ہے۔ چھٹا قطب حضرت سلیمان علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورۂ واقعہ ہے۔ ساتواں قطب حضرت ایوب علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورۂ بقرہ ہے۔ آٹھواں قطب حضرت الیاس علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورۂ کہف ہے۔ نواں قطب حضرت لوط علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورۂ نمل ہے۔ دسواں قطب حضرت ہود علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورۂ انعام ہے۔ گیارہواں قطب حضرت صالح علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورۂ طٰہٰ ہے۔ بارہواں قطب حضرت شیث علیہ السلام کے قلب پر ہے اس کا ورد سورۂ ملک ہے۔ اور قطب المدار قلب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے اور بڑے شہر میں ہوتا ہے اور اس کا فیض عالم سفلی وعلوی پر برابر رہتا ہے۔

(مرآۃ الاسرار اردو: ص ۹۳ شیخ عبدالرحمن چشتی مطبوعہ مکتبہ جام نور دہلی)

تمام اقطاب قطب المدار کے محکوم ہوتے ہیں:

اقطاب جتنے ہوتے ہیں سب کے سب قطب مدار کے محکوم و ماتحت ہوتے ہیں اور یہ بارہ اقطاب بھی جن کا ما سبق میں ذکر ہوا قطب المدار کے محکوم ہوتے ہیں اور ان قطبوں میں سے سات ہفت اقلیم کے ہیں یعنی ہر اقلیم میں ایک قطب اور پانچ قطب یمن کے ولایت میں رہتے ہیں۔ ان کو قطب ولایت کہتے ہیں۔ قطب عالم یعنی قطب مدار کا فیض اقطاب اقالیم پر ہوتا ہے اور اقطاب اقالیم کا فیض اقطاب ولایت پر آتا ہے اور اقطاب ولایت کا فیض عام اولیاء پر جاتا ہے اور یہی طریقہ قیامت تک رہے گا۔

(مرآۃ الاسرار اردو: ص ۲۸ شیخ عبدالرحمن چشتی مطبوعہ مکتبہ جام نور دہلی)

مراتب اقطاب:

گزشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے کہ ولایت کے چار مرتبے ہیں ۱ صغریٰ ۲ وسطیٰ ۳ کبریٰ ۴ عظمیٰ اور ان چاروں کے ہر ہر مرتبے میں تین تین مقام ہیں۔ ۱ بدایت ۲ وسط ۳ نہایت۔ اسی طرح اقطاب کے بھی مختلف مقامات و مراتب ہیں۔ چنانچہ سیدنا سید میر جعفر مکی مرید و خلیفہ سیدنا سید نصیر الدین چراغ دہلوی اپنی مشہور زمانہ تصنیف بحر المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ" جب ولی ترقی کرتا ہے تو قطب ولایت ہو جاتا ہے اور قطب ولایت ترقی کر کے قطب اقلیم ہو جاتا ہے اور جب قطب اقلیم ترقی کرتا ہے تو قطب عالم ہو جاتا ہے۔ اور قطب عالم ترقی کر کے عبد الرب کے مرتبہ پر قطب الاقطاب ہو جاتا ہے اور قطب اقلیم کو ہی قطب ابدال بھی کہتے ہیں پھر تیسری مرتبہ یہ قطب الارشاد ہو جاتا ہے اور قطب الارشاد ترقی کر کے مقام فردانیت میں پہنچ جاتا ہے الغرض قطب عالم (قطب مدار) کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اقطاب کو قطبیت سے معزول

کردے۔

قارئین کرام! ایک بار پھر یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ قطب عالم صاحب الزمان قطب الاقطاب قطب اکبر قطب الارشاد اور قطب المدار ایک ہی ذات کے نام و القاب ہیں جیسا کہ سید السادات شیخ سید باسط علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "قطب الارشاد قطب، الاقطاب اور قطب العالم اور صاحب الزمان و قطب المدار ایک ہی شخص کے نام ہیں جو بالاصالت عرفان کی کنجی ہے اور اقطاب کہ دراصل موصل الی اللہ ہیں وہ قطب المدار یعنی قطب الاقطاب کی نیابت میں رہتے ہیں اور اس کو اختیار ہوتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو انھیں اپنی نیابت میں رکھے اور چاہے تو نہ رکھے۔

(مطالب رشدی: ص ۲۶۷، الدر المنتظم فی مناقب غوث اعظم)

بحر المعانی میں ہے قطب عالم ہر زمانے میں ایک ہوتا ہے اور موجودات علوی و سفلی کا وجود اس کے وجود کے سبب قائم ہوتا ہے اور بوجہ اس کے قطب عالم ہونے کے سب چیزیں قائم ہوتی ہیں اور بارہ اقطاب اس کے سوا ہوتے ہیں اور قطب عالم کو حق تعالیٰ سے بے واسطہ فیض پہونچتا ہے اور اسی کو قطب اکبر اور قطب الارشاد اور قطب الاقطاب اور قطب المدار بھی کہتے ہیں۔ (مرآۃ الاسرار: ص ۹۱) بحر المعانی میں مزید یہ بھی تحریر ہے کہ علامت قطب الارشاد (قطب المدار) یہ ہے کہ اس میں نور تمکین نظر آئے جو سبز رنگ کا ہوتا ہے اور کبھی کبھی سرخ رنگ کا اور وہ بے جہت تمام اطراف کو آنکھ کھولے خواہ بند کئے ہو یکساں دیکھتا ہے۔" اس نور کی حقیقت کو جاننا خاصہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کیونکہ آپ ہی پر اس کا پرتو پڑا ہے (انتہی کلامی) اسی طرح تذکرۃ العابدین: ص ۲۴۴ پر ہے اب یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ان تمام گروہوں میں کیا کیا مرتبہ اولیاء اللہ کا ہوتا

ہے۔ دنیا کا کل کارخانہ اللہ رب العزت نے اولیاء کرام کی ذات سے وابستہ کیا ہے اور اس گروہ کے بارہ نوع ہیں۔ اول ان میں قطب الاقطاب ہے جسکو قطب العالم بھی کہتے ہیں وہ ایک ہی ہوتا ہے خواہ قطب الارشاد ہو یا قطب المدار اس کے بارہ نائب ہیں یا یوں کہیئے کہ مدار المہام ہوتے ہیں، دوسرا غوث ہے مرتبہ اس کا قطب سے کم ہوتا ہے۔۔۔الخ

ان عبارتوں سے خوب خوب معلوم ہوا کہ اقطاب کے مختلف درجات ومقامات ہیں نیز یہ بھی ظاہر ہوا کہ قطب اکبر قطب عالم قطب الارشاد قطب الاقطاب، قطب المدار ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ ان ناموں میں سے کسی نام سے ان کے اوصاف ومراتب و مقامات ومناقب بیان ہوں وہ سب قطب المدار کے اوصاف ومراتب ومقامات، مناقب ہونگے۔

سب سے بڑا قطب قطب المدار ہوتا ہے:

تفسیر روح البیان اردو زیر آیت "والجبال اوتادا" (پ عم) میں رقم ہے کہ ہر زمانہ میں ایک قطب ہوتا ہے یہ قطب سب سے بڑا ہوتا ہے اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب الارشاد، قطب مدار، قطب جہاں اور جہانگیر عالم۔ عالم علوی اور عالم سفلی میں اسی کا تصرف ہوتا ہے اور سارا عالم اسی کے فیض و برکت سے قائم ہوتا ہے اگر قطب عالم کا وجود درمیان سے ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔ قطب عالم براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام وفیوض حاصل کر کے ان فیوض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے وہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں سکونت رکھتا ہے وہ اپنے ماتحت اقطاب کے تقرر، تنزل اور ترقی کے اختیار کا مالک ہوتا ہے۔ ولی کو

معزول کرنا، ولایت کو سلب کرنا، ولی کو مقرر نا اس کے درجات میں ترقی دینا اسی کے فرائض میں ہے۔ وہ ولایت شمس پر فائز ہوتا ہے لیکن اس کے ماتحت اقطاب کو ولایت قمر میں جگہ ملتی ہے قطب عالم اللہ تعالیٰ کے اسم رحمٰن کی تجلی کا مظہر ہوتا ہے سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر خاص تجلی الولایت ہیں قطب عالم سالک بھی ہوتا ہے اور اس کا مقام ترقی پذیر ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ مقام فردانیت تک پہونچ جاتا ہے یہ مقام محبوبیت ہے۔ رجال اللہ میں اس قطب عالم کا نام عبداللہ بھی ہے۔ (تفسیر روح البیان اردو ص ۳ زیر آیت والجبال اوتادا پ، عم مترجم مولانا محمد فیض احمد اویسی۔۔۔۔ مطبوعہ رضوی کتاب گھر مٹیا محل دہلی)

قطب المدار پر مخلوق کے احوال روشن رہتے ہیں:

چونکہ قطب المدار پر خلق کے احوال گردش کرتے رہتے ہیں اس لئے قطب المدار مخلوق کے احوال کو جانتا ہے اور اس پر خلق کی حالت آشکارا ہوتی ہے۔

شیخ عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ سبحانی فرماتے ہیں کہ

القطب فی اصطلاح القوم اکمل الانسان متمکن فی مقام الفردیۃ تدور علیہ احوال الخلق (رسالہ ابن عابدین الشامی ص۔ ۲۶۵)

ترجمہ = صوفیہ کی اصطلاح میں قطب المدار کامل ترین انسان کو کہتے ہیں جو مقام فردیت پر فائز ہو جس پر مخلوق کے احوال گردش کرتے ہوں۔

قطب المدار ولایت کے تمام مقامات واحوال کا جامع ہوتا ہے:

صاحب فتاویٰ شامیہ علامہ ابن عابدین شامی قدس اللہ سرہ النورانی نقل فرماتے ہیں کہ الخلیفۃ الباطن وھو سید اھل زمانہ سمی قطبا لجمع جمیع المقامات والاحوال ودورانھا علیہ۔ (رسالہ ابن عابدین شامی)

ترجمہ: خلیفۂ باطن جو اپنے زمانے والوں کا سردار ہوتا ہے اسی کو قطب المدار کہتے ہیں کیونکہ تمام مقامات واحوال کا وہ جامع ہوتا ہے اور تمام مقامات ومراتب اسی کے گرد گھومتے ہیں۔

مرتبہ قطب المدار:

شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔ "قطبیت کبریٰ قطب المدار کا مرتبہ ہے جو مرتبہ باطن نبوت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ورثاء کے لئے مخصوص ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب نبوت عامہ ورسالت شاملہ میں سارے عالم کے لئے اکملیت کے ساتھ مخصوص ہیں تو خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا جو باطن خاتم النبوت پر ہو۔ (فتوحات فصل ۳۱ باب ۱۹۸ بحوالہ الدرالمنتظم: ص ۱۵۰)

مرتبہ قطب المدار منتہائے درجہ ولایت ہے:

صاحب الدرالمنتظم فرماتے ہیں قطب الاقطاب وہ ہے جس کے مرتبہ سے اعلیٰ سوائے نبوت عامہ کے اور کوئی مرتبہ نہ ہو، اسی وجہ سے قطب الاقطاب صدیقوں کا سردار ہوتا ہے۔ (الدرالمنتظم ص ۵۰)

حضرت سید باسط علی قلندر قدس سرہ الاطہر فرماتے ہیں مقام قطب الارشاد بہت رفیع المنزلت ہے جس کے آگے اولیاء کا مقام نہیں (الدرالمنتظم ص ۶۰) لطائف اشرفی میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کو اس طرح نقل کیا ہے:

اما القطب وھو الواحد الذی موضع نظر اللہ تعالیٰ من العالم فی کل زمان وجمیع اوان وھو علی قلب اسرافیل علیہ

السلام والقطب الاقطاب باطن نبوته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فلا یکون الا لوارثتہ لاختصاصہ علیہ السلام بالاکملیت فلا یکون خاتم الولایت وقطب الاقطاب الاعلیٰ باطن خاتم النبوت (لطائف اشرفی نقل از فتوحات فصل ۳۱ باب ۱۹۸) ترجمہ: یعنی قطب وہ ہے جو عالم میں منظور الٰہی ہوتا ہے اور وہ ہر زمانے میں ہوتا ہے اور وہ اسرافیل علیہ السلام کے مشرب پر ہوتا ہے اور قطبیت کبریٰ جو قطب الاقطاب (قطب المدار) کا مرتبہ ہے اور یہ مرتبہ باطن نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبۂ کمال صرف وارثان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اسلئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی اکملیت سے مختص ہیں تو خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا جو باطن خاتم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہو۔ انتہیٰ کلامہ

عبارت بالا سے واضح ہوا کہ قطب المدار قطبیت کبریٰ کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ قطب المدار جو قطب الاقطاب بھی ہوتا ہے وہی اکملیت کے ساتھ وراثت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حامل و متحمل ہوتا ہے اور قطب المدار خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت سے منتہائے درجۂ ولایت خاتم الولایت کے منصب پر فائز ہوتا ہے اور وہی ولایت خاصہ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وارث کامل ہوتا ہے۔

ولایت خاصہ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان :

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی اپنے مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ولایت خاصہ سے ولایت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے ولایت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں فناء اتم وبقائے اکمل حاصل ہوتی ہے جو نیک بخت اس نعمت عظمیٰ

سے مشرف کیا گیا ہو اس کا جسم طاعت کے لئے نرم ہو گیا اور اس کا سینہ اسلام کے لئے کھل گیا اور اس کا نفس مطمئن ہو گیا اور اس کا نفس اپنے مولیٰ کے لئے راضی ہو گیا اور اس کا مولیٰ اس سے راضی ہو گیا اور اس کا دل رب تعالیٰ کے لئے خالص ہو گیا۔ اور اس کی روح پورے طور پر صفات لاہوت کے مکاشفہ کے لئے آزاد ہو گئی۔ اور اس کا سر شیون و اختیارات کے ملاحظہ کے ساتھ موصوف ہو گیا اس مقام میں تجلیات ذاتیہ برقیہ سے مشرف ہو گیا اور اس کا لطیفۂ خفی رب تعالیٰ کے کمال تنزہ و تقدس کبریاء کے سامنے دریائے حیرت میں ڈوب گیا اور اس کا لطیفۂ اخفیٰ اس ذات کے ساتھ بے کیف و بے مثال طریقہ پر اتصال پذیر ہو گیا۔

هنيا لارباب النعيم نعيمها ارباب نعمت کو نعمتیں مبارک ہوں۔

(مکتوبات مجدد جلد دوم نمبر ۱۳۵)

لطائف چھ ہیں:

یاد رہے کہ انسانی وجود کے اندر لطائف کل چھ ہیں جو لطائف ستہ کے نام سے موسوم ہیں یعنی (۱) لطیفۂ نفس (۲) لطیفۂ قلب (۳) لطیفۂ روح (۴) لطیفۂ سر (۵) لطیفۂ خفی (۶) لطیفۂ اخفیٰ

لطیفۂ نفس کا مقام ناف ہے، لطیفۂ قلب کا مقام بایاں پہلو، لطیفۂ روح کا مقام دایاں پہلو، لطیفۂ سر کا مقام درمیان قلب و روح، لطیفۂ خفی کا مقام پیشانی، لطیفۂ اخفیٰ کا مقام سر کی چوٹی۔ اقتباس الانوار میں ہے کہ قطب ارشاد (جسے قطب مدار بھی کہتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم لدنی کا وارث ہوتا ہے اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات کے لئے ازبس صاحب لطیفہ اخفیٰ ہوتا ہے (اقتباس الانوار اردو) شیخ محمد اکرم

قدوسی ندوی کی ص ۴۱ مطبوعہ جسیم بکڈ پو دہلی۔ زمانۂ تالیف ۱۱۳۰ھ

ولایت خاصۂ محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام تمام مراتب ولایت سے ممتاز ہے:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں اور ایک بات جو ذہن نشین رکھنی چاہئے وہ یہ ہے کہ ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام عروج ونزول کے تمام طریقوں میں دوسرے تمام مراتب ولایت سے ممتاز اور الگ ہے۔ جناب عروج میں تو اس طرح کے لطیفۂ اخفیٰ کی فناء اور اس کی بقاء اسی ولایت خاصہ کے ساتھ مختص ہے باقی تمام ولایتوں کا عروج اپنے درجات کے فرق کے مطابق صرف لطیفۂ خفی تک ہے یعنی بعض ارباب ولایت کا عروج صرف روح تک ہے اور بعض کا سر تک اور کچھ دوسروں کا عروج لطیفۂ خفی تک ہے اور یہ ولایت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے اولیاء کے اجسام طاہرہ کو بھی اس ولایت کے درجات کمالات سے حصہ ملتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج جہاں تک خدا نے چاہا جسد عنصری کے ساتھ عروج نصیب ہوا آپ پر جنت دوزخ پیش کئے گئے اور آپ حق تعالیٰ کی رویت بصری سے مشرف کئے گئے اس طرح معراج حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہے اور وہ اولیاء جو حضور علیہ السلام کی کمال متابعت سے موصوف ہو کر ولایت خاصہ کے وارث ہوئے ہیں اور آپ کے قدم مبارک کے نیچے چلتے ہیں انھیں بھی اس مرتبۂ مخصوصہ سے حصہ ملتا ہے۔ ع

وللارض من کأس الکرام نصیب

لیکن جو اولیاء زیر قدم نبوت ہیں انہیں جو حالت نصیب ہوتی ہے وہ رویت اصلیہ کی حالت نہیں۔ رویت اور اس حالت میں فرق اصل وفرع اور شخص وسایہ کا

ہے، رویت اور یہ حالت ایک دوسرے کا عین نہیں۔

(مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب نمبر ۱۳۵)

رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت کا نور قطب الارشاد کے وسیلے سے ہی ملتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں۔ قطب ارشاد جو کمالات فردیہ کا بھی جامع ہوتا ہے۔ بہت عزیز الوجود اور نایاب ہے اور بہت سے قرنوں اور بے شمار زمانوں کے بعد اس قسم کا جوہر وجود میں آتا ہے عالم تاریک اس کے نور ظہور سے نورانی ہوتا ہے اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور محیط عرش سے لے کر مرکز فرش تک تمام جہاں کو شامل ہوتا ہے اور جس کسی کو رشد و ہدایت، ایمان و معرفت حاصل ہوتا ہے اسی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور اس کے وسیلے کے بغیر کوئی شخص اس دولت کو نہیں پا سکتا۔ مثلاً اس کی ہدایت کا نور دریائے محیط کی طرح تمام جہاں کو گھیرا ہوا ہے اور وہ دریا گویا منجمد ہے اور اور ہرگز حرکت نہیں کرتا۔ اور وہ شخص جو اس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو توجہ کے وقت گویا طالب کے دل میں ایک روزن کھل جاتا ہے اور اس راہ سے توجہ و اخلاص کے مطابق اس دریا سے سیراب ہوتا ہے ایسے ہی وہ شخص جو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے اور اس عزیز کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہے انکار سے نہیں بلکہ اس کو پہچانتا نہیں تو اس کو بھی یہ افادہ حاصل ہو جاتا ہے لیکن پہلی صورت میں دوسری صورت کی نسبت افادہ بہتر اور بڑھ کر ہے لیکن وہ شخص جو اس بزرگ (قطب الارشاد، قطب المدار) کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے آزردہ ہے تو اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم ہے وہی انکار و آزار اس کے فیض کا مانع ہو جاتا ہے بغیر اس کے حکم کے کہ وہ بزرگ اس کے عدم افادہ کی طرف

متوجہ ہو یا اس کے ضرر کا قصد کرے کیونکہ ہدایت کی حقیقت اس سے مفقود ہے وہ صرف مرشد صورت ہے اور صورت بے مانع کچھ فائدہ نہیں دیتی اور وہ لوگ جو اس عزیز (قطب المدار) کے ساتھ محبت واخلاص رکھتے ہیں اگرچہ توجہ مذکورہ اور ذکر الٰہی سے خالی ہوں لیکن فقط محبت ہی کے باعث رشد وہدایت کا نور ان کو پہنچ جاتا ہے۔

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

بانگ دو کردم اگر در دہ کس است

میں بس زیرک لوگوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے میں نے دو آوازیں دے دی ہیں اگر گاؤں میں کوئی ہے۔ (مکتوبات امام ربانی جلد دوم دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ٢٦٠)

قطب المدار کی تخت نشینی اور تاج پوشی:

پرودگار عالم جب کسی ولی کو مرتبہ قطب المدار پر سرفراز کرتا ہے تو اس کو تاج کرامت دے کر تخت پر بٹھاتا ہے اور اپنی خلافت سے اس کو مشرف فرما کر عالمین کے لئے اس کو مطاع ومراد بنا دیتا ہے۔ چنانچہ شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو مرتبۂ قطبیت کبریٰ میں متولی فرماتا ہے تو عالم مثال میں اس کے لئے ایک تخت بچھا کر اس پر اس کو بٹھاتا ہے اور اس مکان کی صورت بہ حیثیت اس کے مرتبہ کے بناتا ہے مثلاً اس کو اپنے عرش پر مستوی ہونے کی صورت بناتا ہے اپنی ہر چیز کے ساتھ احاطہ علمی کے ذریعہ اور اللہ سے بڑھ کر کون اعلیٰ مثل سکتا ہے تو جب وہ تخت بچھا لیا جاتا ہے تو اس کے بعد اس کو ان تمام اسماء کا خلعت دیا جاتا ہے جن کا طالب تمام عالم ہے اور اسماء اس کو عالم کے طالب ہوتے ہیں پھر اس سے حلّے ظاہر ہوتے ہیں وہ سب اس قطب کو پہنا کر اور تاج کرامت دے کر اس کو تخت پر بٹھاتے

ہیں اس وقت اس کی حالت خلیفہ کی ہوتی ہے پھر اللہ جل شانہٗ تمام عالم کو حکم دیتا ہے اس سے بیعت کرنے کا اس شرط پر کہ سب لوگ اس کی اطاعت کریں اور سختی اور راحت ہر حال میں کریں پس سارا عالم ادنیٰ و اعلیٰ سب اس کی بیعت میں داخل ہو جاتے ہیں سوائے عالون کے۔ عالون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے جلال میں در آئے ہوئے ہیں اور وہ لوگ بالذات حق کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ امر ظاہری شرعی کی وجہ سے اور قوم ملاً اعلیٰ بھی اس قطب کے پاس سب سے پہلے آتے ہیں اپنے مراتب کے موافق یعنی کوئی پہلے کوئی پیچھے اور وہ سب اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں بنا کسی سختی و راحت کی قید کے اور وہ لوگ ان دونوں صفتوں کو اپنے میں جانتے ہی نہیں اس لئے کہ کسی شئے کی شناخت کما حقہ بغیر اس کے ضد کے نہیں ہوتی اور ملاء اعلیٰ ایسے ذوق میں ہوتے ہیں جس میں امر مکروہ کی گنجائش ہی نہیں ہوتی تو جو روحیں قطب کے پاس بیعت کے لئے آتی ہیں تو وہ اس سے علم الٰہی کے متعلق کوئی مسئلہ ضرور پوچھتی ہیں اور وہ جواب میں کہتا ہے کہ اے شخص کیا تو فلاں فلاں امر کا قائل ہے۔ جب وہ اس کا اقرار کرتا ہے تو قطب اس سے کہتا ہے اس مسئلے میں دو جہتیں ہیں اور وہ دونوں متعلق ہیں علم الٰہی سے جن میں ایک دوسرے سے اعلیٰ ہیں جو اس شخص کو معلوم ہوتی ہے تو ہر بیعت کرنے والا اس قطب سے مستفید ہوتا ہے اور وہ علم حاصل کرتا ہے جو اس کو معلوم نہیں ہوتا ہے حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ میں نے کل سوالات قطبیت ایک علیحدہ رسالے میں لکھا ہے اور مجھ سے پہلے کسی نے ان کو نہیں لکھا ہے اور وہ مسائل معیّن نہیں ہوتے ہیں کہ بار بار اس قطب سے وہی پوچھے جائیں بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ خود بخود سائل کے دل میں ڈال دیتا ہے یعنی پہلے سے وہ سوال اس کے ذہن میں نہیں ہوتا ہے بلکہ

پوچھنے کے وقت فوراً ذہن میں آجاتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ پہلے اس قطب سے عقل اول سوال کرتی ہے پھر نفس، پھر وہ ملائکہ جو مقدم ہیں ان ملائکہ سے جو آسمان وزمین کے بنانے والے ہیں یا ان پر موکل پھر وہ روحیں جو ان ھیاکل کی مدبرہ ہیں جنہوں نے بعد انتقال اپنے جسموں سے مفارقت کی ہے پھر اجنہ پھر مولدات پھر باقی وہ جو اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ (فتوحات مکیہ: ۳۳۶واں باب بحوالہ الدر المنتظم)

قطب المدار کے اختیارات وتصرفات:

چونکہ قطب المدار جامع کمالات ولایت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مظہر اتم اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہوتا ہے اور وہی باطن خاتم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اس لئے بغیر کسی واسطے کے فیضان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم اس کے زمانے میں اسی کے ذریعہ ہوتی ہے اور اس کو نعمات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر متصرف مختار بنا دیا جاتا ہے اور مدار انعامات الٰہیہ سے اس کو مشرف وسرفراز کیا جاتا ہے اور زمام عزل و نصب اس کے ہاتھوں میں تھما دیا جاتا ہے چنانچہ میر جعفر مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب بحرالمعانی میں رقم فرماتے ہیں کہ ’’اے محبوب گوش دار کہ مراتب اقطاب وقطب المدار چیست؟ مراتب اقطاب آن است کہ ایشاں اگر بخواہند ولی راز ولایت معزول کنند و بجائے او دیگرے رانصب کنند و مرتبۂ قطب المدار یعنی قطب عالم آں است کہ او اگر بخواہد اقطاب را از مقام قطبیت معزول کند و اللہ تعالیٰ فرشتہ را کارفرمودہ باشد بگفت قطب مدار ازاں کار فرشتہ را معزول کند و بگفت قطب مدار حضرت جلّت قدرتہ احکام لوح محفوظ را نیز محو گرداند و نہ زندہ کردن موتی و انتقالات عرش و کرسی ایں جمیع تصرفات قطب مدار را

باشد۔ (بحرالمعانی)

اے محبوب! دھیان سے سن کہ اقطاب اور قطب المدار کے مراتب کیا ہیں؟ اقطاب کا مرتبہ یہ ہے کہ یہ لوگ اگر چاہیں تو ولی کو ولایت سے معزول کر دیں اور اس کی جگہ دوسرے کو مقرر فرما دیں اور قطب مدار یعنی قطب عالم کا مقام یہ ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اقطاب کو مقام قطبیت سے معزول کر دیں اور اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کسی کام کا حکم فرما چکا ہو اور قطب مدار کی مرضی ہو کہ یہ کام نہیں ہونا چاہئے تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی رضا کی خاطر فرشتوں کو اس کام سے روک دے اور قطب مدار کے کہنے پر اللہ تعالیٰ لوح محفوظ کے نوشتہ کو بھی محو فرما دے۔ مردوں کو زندہ کر دینا، لوح و کرسی کو منتقل کر دینا یہ سب قطب مدار کے خصوصی تصرفات ہیں۔

قطب مدار کا ہفت اقلیم پر تصرف:

مزید فرماتے ہیں کہ قطب مدار تمام اقالیم اور تمام اقطاب پر متصرف ہوتا ہے ان کی عبارت یہ ہے:

قطب عالم یعنی قطب مدار متصرف بر جمیع اقالیم و بر جمیع اقطاب باشد و از عرش تا ثریٰ متصرف بود (بحرالمعانی: ص ۹۲) قطب عالم یعنی قطب مدار تمام اقالیم اور سارے اقطاب پر متصرف ہوتا ہے اور عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے نیز ان ہی کا فرمان ہے کہ ”مقام جبروت یعنی مقام جبر و کسر خلائق مقام قطب مدار است یعنی قطب مدار کہ او متصرف است از عرش تا ثریٰ و جبر و کسر در شش جہت کند و قطب عالم یعنی قطب مدار را فیض از عرش مجید است کہ تعلق بعزلیت نصبیت دارد“۔ (بحرالمعانی: ص ۹۳ میر سید جعفر مکی)

مخلوق کے جبر و کسر کا مقام مقام مدار ہے یعنی قطب مدار جو عرش سے تحت الثریٰ

تک متصرف ہوتا ہے چھ جہتوں میں جبر و کسر کرتا ہے اور قطب مدار جس کا فیض عرش مجید سے وارد ہوتا ہے عزل ونصب سے تعلق رکھتا ہے یعنی مخلوق میں سے کسی کو اس کے منصب سے معزول کر دینا یا کسی کو صاحب مقام بنا دینا قطب مدار کے اختیارات و تصرفات سے متعلق ہے۔

کاروبار عالم کا دارومدار قطب المدار پر ہے:

مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے پیر و مرشد حضرت سید آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہر زمانے میں ایک غوث ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے تمام اولیائے کرام کا سردار و سرتاج ہوتا ہے اور اس کے زمانے کا کوئی ولی اس کا مرتبہ نہیں پا سکتا اس کو قطب المدار بھی کہتے ہیں اس لئے کہ تمام عالم کے کاروبار کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے اور تمام نظم و نسق اسی کے ہاتھوں نافذ ہوتا ہے اور نفاذ پاتا ہے۔

(سراج العوارف مترجم موسوم بہ شریعت و طریقت: ص ۱۱۴/۱۱۵)

عالم کی بقا قطب المدار کی برکت سے ہے:

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت خضر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

جعلنا الله تعالیٰ معيناً للقطب المدار من اولياء الله تعالیٰ الذی جعله الله تعالیٰ مدار للعالم وجعل بقاء العالم ببركته وجوده واضافته۔ (الحديقة الندیه)

یعنی اللہ تعالیٰ مجھے (اور الیاس علیہ السلام کو) قطب المدار کا معاون بنایا جو اللہ تعالیٰ کا ایسا ولی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عالم کے لئے مدار بنایا ہے اور عالم کی بقاء اس

کے وجود کی برکت اور اس کے فیضان کے سبب ہے (الحدیقۃ الندیہ فی شرح الطریقۃ النقشبندیہ مطبوعہ استنبول ترکی)۔ اسی طرح سیدنا سید میر جعفر مکی علیہ الرحمہ جو سیدنا نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ ہیں فرماتے ہیں کہ ''قطب عالم در ہر زمانہ وعصر یکے باشد و وجود جمیع موجودات از اہلِ دنیا وآخرت یعنی سفلی وعلوی بوجود قطب عالم قائم باشد وقطب عالم را فیض از حق تعالیٰ بے واسطہ باشد وقطب عالم را قطب مدار نیز گونید یعنی مدارِ موجوداتِ سفلی وعلوی از برکت وجودِ او است''۔ (بحر المعانی ص ۸۳)

یعنی قطب عالم ہر زمانے میں ایک ہی ہوتا ہے اور اہل دنیا وآخرت میں سے تمام موجودات یعنی عالم علوی وسفلی کا وجود قطب عالم کے سبب قائم ہے اور قطب عالم کو حق تعالیٰ سے بے واسطہ فیض پہنچتا ہے اور قطب عالم کو قطب المدار بھی کہتے ہیں یعنی موجودات علوی وسفلی کا دار ومدار قطب المدار کے وجود کے سبب ہے۔

کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی کا اجراءِ قطب مدار کے ذمہ ہے:

مولانا غلام علی نقش بندی مجددی قدس سرہ دار المعارف میں رقم فرماتے ہیں کہ ''حق تعالیٰ اجرائے کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی قطب مدار اعطامی فرماید وہدایت وارشاد ورہنمائی گمراہاں بدست قطب ارشادی سپارد وبعد ازاں فرمودند کہ حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہٗ قطب مدار بودند وشانِ عظیم دارند۔

حق تعالیٰ کارخانۂ ہستی وتوابع ہستی کے اجرا کا کام قطب مدار کو سپرد فرمادیتا ہے اور گمراہوں کی ہدایت ورہنمائی قطب ارشاد سرانجام دیتا ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہٗ قطب مدار تھے اور عظیم شان والے تھے۔

(در المعارف مطبوعہ استنبول ترکی: ص ۲۴۳)

اسی طرح حضرت محدث عبد العزیز دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ قیام عالم کا انحصار قطب المدار کے جود پر ہے۔ (تفسیر عزیزی: جلد دوم ص ۱۴۱)

قطب المدار کے مفقود ہونے سے قیامت برپا ہو جائے گی:

یہی محدث موصوف علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ "ہاں اتنا ضرور تم کو معلوم کر لینا چاہیئے کہ ان منکروں کی گرفتاری کا وقت اس وقت ہوگا جب دنیا میں اہل مجاہدہ اور اہل ذکر سے کوئی باقی نہ رہے گا اور ولایت کی راہ بالکل بند ہو جائے گی اور غیبیہ ساری خدمتیں معطل اور بیکار ہو جائیں گی جیسے غوثیت، قطبیت، ابدالیت، اوتادیت اور قطب المدار زمین سے مفقود ہو جائے گا اور ابدال اوتاد سب اٹھا لئے جائیں گے۔ یوم ترجف الارض والجبال وکانت الجبال کثیبا مھیلا۔ یعنی جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ قطب المدار ابدال و اوتاد کی موت کے سبب سے جن کی برکت سے عالم کا قیام اور ثبوت تھا۔ (تفسیر عزیزی زیر آیت یوم ترجف الارض والجبال)

قطب المدار کے تصرفات حیات و ممات میں برابر ہیں:

صاحب مطلع العلوم و مجمع الفنون ارشاد فرماتے ہیں کہ

حضرت بدیع الدین قطب
المدار کمالاتش در مملکت
ہندوستان شہرت تمام دارد

حضرت بدیع الدین قطب المدار کے کمالات ملک ہندوستان میں بہت زیادہ مشہور ہیں اور آپ کے تصرفات حیات و ممات میں برابر ایک جیسے ہیں۔

(مطلع العلوم و مجمع الفنون)

وہ چار بزرگ جو مثل احیاء کے تصرف کرتے ہیں:

صاحب مراۃ الاسرار شیخ عبدالرحمٰن چشتی فرماتے ہیں کہ مراۃ الاسرار کی تصنیف کے بارہ سال بعد ۱۰۶۵ھ میں زیارت حضرت پیر دستگیر معنوی خواجہ بزرگ معین الحق والدین چشتی قدس سرہ سے دو چار ہوا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تم کو چار مرد صاحب ولایت و صاحب تصرف کے درمیان جگہ دی ہے جو قیام قیامت تک اپنی قبور میں مثل احیاء زندہ کی طرح اپنی قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمیشہ تمہارے ممد و معاون رہیں گے۔

(۱) مغرب کی طرف شیخ بدیع الدین شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) مشرق کی طرف سید اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) شمال میں سید سالار مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) اور جنوب میں شیخ حسام الدین مانک پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاروں کے درمیان تم ہمیشہ امن و امان میں رہو گے۔

(مراۃ الاسرار ص ۱۲۵۲)

سرکارِ مدار پاک کی ہندوستان میں آمد:

قطب الاقطاب سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے تذکرہ نگاروں کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ ۲۸۲ھ میں بحکم رسول مقبول علیہ السلام ہندوستان تشریف لائے۔ مورخ علامہ سید اقبال جونپوری نے اپنی دستاویزی کتاب تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیاء جونپور میں تحریر فرمایا ہے کہ قطب المدار جب ہندوستان تشریف لائے تو یہاں مسلمانوں کا نام و نشان نہیں تھا محمد بن قاسم کی حکومت زوال پذیر ہو چکی تھی۔ (سلاطین شرقیہ صوفیاء جونپور)

آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکتیں جب سے ہمارے ملک ہندوستان کو نصیب ہوئیں تب سے آج اس ملک میں اسلام پھل پھول رہا ہے اور کوئی ایسا علاقہ و خطہ نہیں ہے کہ جہاں آپ کی بدولت اسلام نہ پہونچا ہو اور لطف کی بات یہ ہے کہ ہر خطے میں آپ کی مقدس چلہ گاہیں آج تک سلامت ہیں جو ببانگ دہل آپ کی ہمہ جہت خدمات دینیہ کا اعلان کر رہی ہیں۔

آپ کے سفر ہند کا تذکرہ صاحب تذکرۃ المتقین نے اس طور پر فرمایا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

''حضرت قطب المدار را حکم فرمودند کہ بہ ہندوستان رفتہ در امر حق سعی بکار بری چنانچہ از آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اجازت حاصل کردہ عازم ہند گشتند و ہدایت ارشاد خلق اللہ را فرمودہ ومخلوق را راہنمونی نمودہ بر جہاز سوار شدند روزے حضرت فضائل نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد میفرمودند کہ راکبان جہاز از راہ عناد واعتساف سخنہائے مخالفانہ سر کردند حضرت از اوشاں ناخوش شدند وبہ مشیت ایزدی آن جہاز در تباہی آمد وآں ہمہ در بحر فنا غرق شدند مگر حضرت مع یازدہ کس ازاں گروہ پرخاش جو بر تختۂ باقی ماندند وبسی بر نیامد کہ آں باقی ماندگان ہم راہ فنا گرفتند حضرت قطب المدار را ناخدائے حقیقی بافضال خویش بر ساحل نجات رسانید عمارتے عالیشان از دور پدید آمد وقتیکہ حضرت متصل وے رسید ند مردے بزرگ صورت فرشتہ سیرت را بر درش ایستادہ یافتند آں پیر مرد سبقت سلام کردہ دراں مکان رفیع الشان آنجناب را بہمراہی خود بردہ حضرت باآں مقام بزرگی را از نہایت جاہ وحشم بر تخت مرصع ومکلل زیب وسادہ یافتند ومودب قریبش رفتند آں بزرگ از کمال شفقت وعاطفت نزد خود نشانید وطعامے پیش کرد آں طعام ملکوتی بود نہ ۹ لقمہ از دست خود نوش

کنانید لقمہ کہ از حلق فرو می رفت احوال یک طبق از طبقات ارضی وسماوی بروی مکشوف
میگشت الغرض از عرش تا ثریٰ برحضرت مبرہن گردید پس ازاں آں جناب رالباس بہشتی
پوشانید و فرمود ان شاء اللہ تعالیٰ ترا گاہے خواہش اکل وشرب نخواہد شد و خرقہ کہ دادہ ام کہنہ
نخواہد گردید آں بزرگ سرحلقۂ ملائکہ عنصری بود نامش شتخیشا است و بروایتے چناں ہم آمدہ
کہ افتخار خرقہ وطعام از دست حق پرست حضرت رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ومرحمت شد و
ہمیں قول اصح یافتہ شود باتفاق جمہور۔ (تذکرۃ المتقین فارسی: ص ۴۵ / ۴۴)

حضرت قطب المدار کو ہندوستان جا کر تبلیغ دین حق کا حکم فرمایا چنانچہ حضرت مدار پاک
آنحضرت علیہ السلام سے اجازت حاصل کر کے عازم ہندوستان ہوئے تاکہ خلق اللہ کے
درمیان ہدایت وارشاد کا کام جاری کریں۔ آپ جہاز پر سوار ہوئے ایک دن اثنائے سفر
آپ نے آنحضرت علیہ السلام کے فضائل ومناقب بیان فرمائے جس کی وجہ سے جہاز
پر سوار لوگ از راہ عناد وتعصب صدائے مخالفت بلند کرنے لگے اس بات سے آپ خاطر
ملول ہو گئے چنانچہ بہ مشیت الٰہی وہ جہاز تباہی میں پھنس کر فناء کے گھاٹ اتر گیا لیکن
حضرت مدار پاک گیارہ آدمیوں کے ساتھ ایک تختہ کے سہارے پانی کے بہاؤ کے
مطابق چلتے رہے یہاں تک کہ وہ گیارہ لوگ بھی فوت ہو گئے لیکن ناخدائے حقیقی یعنی اللہ
عزوجل کے خاص فضل وکرم سے آپ ساحل نجات کو پہونچے آپ نے دور سے ہی ایک
عالی شان عمارت دیکھی جب اس کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ ایک بزرگ صورت
فرشتہ سیرت شخص اس محل کے دروازے پر کھڑا ہے اس بزرگ شخص نے آگے بڑھ کر
آپ کو سلام پیش کیا اور آپ کو اپنے ہمراہ اس محل میں لے گیا اس محل میں ایک بزرگ
صاحب جاہ وحشم ایک تخت مرصع پر پوری سادگی کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ مؤدبانہ

طور پر ان کے قریب پہونچے ان بزرگوار نے کمال شفقت و عاطفت کے ساتھ آپ کو اپنے قریب بٹھالیا اور طعام ملکوتی پیش فرماتے ہوئے نو ۹ لقمہ خود اپنے ہاتھوں سے قطب المدار کو کھلایا چنانچہ لقمۂ ملکوتی کا حلق کے نیچے اترنا تھا کہ طبقات ارضی و سماوی سے ایک ایک طبق آپ پر روشن ہو گیا یہاں تک کہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کے تمام طبقات آپ پر روشن ہو گئے پھر ان بزرگ نے آپ کو لباس بہشتی پہنایا اور فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اب تمہیں کھانے پینے کی حاجت نہ ہوگی اور جو خرقہ تمہیں دیا ہے یہ کبھی میلا پرانا نہ ہوگا وہ بزرگ سر حلقہ ملائکۂ عنصری تھے ان کا نام شتخیشا ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ جنھوں نے اپنے دست حق پرست سے آپ کو خرقہ اور طعام ملکوتی عطا فرمایا تھا وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اور یہی والا قول اصح ہے اسی پر جمہور کا اتفاق ہے۔

مدار پاک کے تبلیغی کارنامے:

سیدنا مدار پاک قدس سرہ کا دائرہ تبلیغ وارشاد اس درجہ وسیع وعریض ہے کہ بڑے سے بڑا مورخ وقلم کار اسے حصار تحریر میں لانے سے قاصر ہے اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ چونکہ آپ کا دائرہ تبلیغ وارشاد تقریباً ساڑھے پانچ صدیوں کو محیط ہے اور اس مدت دراز میں آپ نے پوری دنیا کا سفر فرما کر ساری دنیا میں اسلامی تعلیمات کو پہونچایا اور عموماً عادۃً یہ بات پائی جاتی ہے کہ کسی کے کارنامے اس کی ظاہری زندگی میں لکھے نہیں جاتے حیات وخدمات پر قلم بعد وفات اٹھتے ہیں یہ سلسلہ شروع ہی سے چلا آرہا ہے اور آج تک جاری ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی حیات وخدمات کا تہائی حصہ منظر عام پر نہیں آسکا۔

آپ کی تبلیغ کا سلسلہ تیسری صدی ہجری کی آخری دو دہائیوں سے نوویں صدی ہجری کی ابتدائی چار دہائیوں تک چلتا رہا، اس درمیان آپ بقید حیات رہے نیز کسی ایک مخصوص مقام کو مستقل جائے قیام بھی نہیں بنایا ضرورتِ دعوت و تبلیغ کے مطابق ایک مقام سے دوسرے مقامات کی طرف منتقل ہوتے رہے۔

صاحب تذکرۃ الکرام نے لکھا ہے کہ ''حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے کہتے ہیں کہ وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے اور ان کا کپڑا کبھی میلا نہیں ہوتا تھا اور نہ اس پر مکھی بیٹھتی تھی اور ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا نہایت حسین و جمیل تھے چاروں کتب سماوی کے حافظ و عالم تھے کہتے ہیں کہ آپکی عمر چار سو برس سے زائد تھی واللہ اعلم اور تمام دنیا کا سفر انھوں نے کیا تھا اور وہ اپنے وقت کے قطب مدار تھے اس لئے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں۔''

(تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام: ص ۲۹۳)

اقتباس مذکورہ بالا میں صاف تحریر ہے کہ آپ نے پوری دنیا کا سفر فرمایا تھا لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اکثر ممالک کی تفصیل اب تک نگاہوں سے نہیں گزری اور نہ ہی ہر ملک کی تاریخ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی عین ممکن ہے کہ مستقبل کے محققین کی دریافت میں مزید تفصیلات بھی آئیں۔ ان شاء اللہ

تاہم متحدہ ہندوستان جس میں پاکستان، بنگلہ دیش، شری لنکا، برما وغیرہ کے علاقہ جات بھی ہیں ان کے علاوہ عرب، بصرہ، شام، ایران، عراق، روم، بخارا، سمرقند، تاشقند، افریقہ، امریکہ، جرمن، روس، افغانستان، چین، نیپال وغیرہ کے اسفارِ دینی کا تذکرہ مصنفین مؤرخین نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ آج بھی دنیا کے مختلف ممالک

سے لوگ مکن پور شریف آتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بھی حضور مدار پاک کے نشان قدم موجود ہیں۔

افریقہ سے ایک صاحب نے مجھے فون کر کے بتایا تھا کہ ہمارے ملک میں سرکار مدار پاک کے کئی چلہ جات موجود ہیں روس اور امریکہ جیسے ممالک بھی قدم مدار کی برکت سے مستفیض ہیں۔خود عرب شریف خاص مکۃ المکرمہ کے اندر محلہ الشامیۃ المداریہ موجود ہے اور نسبتِ مداری سے منسوب حضرات آج بھی وہاں آباد ہیں۔

مکن پور شریف کے ایک شیخ طریقت نے سفر حج کے دوران ملنگان کرام کی ایک جماعت خواب میں دیکھی اور ان سے پوچھا کہ آپ حضرات بھی تشریف لائے ہیں؟ ملنگان کرام نے فرمایا کہ ہم لوگ جدہ میں رہتے ہیں اور یہاں برابر آتے رہتے ہیں۔

حضور مدار پاک قدس سرہ نے ہر چندکہ پوری دنیا کی سیاحت فرمائی اور ہر مقام پر دعوت اسلام کو پہونچانے کا بے مثال کارنامہ انجام دیا لیکن چونکہ ہندوستان بہت بڑا ملک تھا اور وہ بھی آپ کے دور کا اکھنڈ بھارت تو بہت ہی بڑا تھا جس کے پیش نظر اس ملک کو آپ کی برکات سب سے زیادہ میسر ہوئیں اور آپ نے پورے ہندوستان میں کوئی علاقہ نہیں چھوڑا جہاں آپ بغرض تبلیغ اسلام نہ پہونچے ہوں چنانچہ اس بابت آپ ہندوستان کے تمام بزرگان دین و مبلغین اسلام پر سبقت لے گئے۔ اس کی ایک خاص وجہ جو آسانی کے ساتھ سمجھ میں آتی ہے وہ آپ کی چھ سو سالہ حیات طیبہ ہے جو دیگر مبلغین اسلام و بزرگان دین کو نہیں ملی ہم نے ہندوستان کے طول و عرض میں جس قدر سفر کئے تو اس میں بھی یہی مشاہدہ ہوا کہ ملک بھارت کو جس بزرگ

نے اپنے قدموں سے سب سے زیادہ فیضیاب کیا اور لوگوں کو داخل اسلام فرمایا وہ بلا شبہ حضور قطب وحدت سید نا سرکار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی ذات والا صفات ہیں۔

میں نے بچشم خود دیکھا اتر پردیش میں ہزاروں مقامات ایسے ملے جہاں آپ کے سلسلۂ پاک کے ملنگان عظام کے نقوش قدم بنے ہیں اور آج بھی فیوض و برکات لٹا رہے ہیں ہر علاقے میں آپ کی چلہ گاہیں موجود ہیں کانپور، لکھنؤ، جون پور، بنارس، اعظم گڑھ، بھدوہی، گورکھپور، مرزا پور، گونڈہ، بارہ بنکی، فیض آباد، بہرائچ، سلطان پور، امیٹھی، امبیڈکر نگر، رائے بریلی، جالون، جھانسی، آگرہ، متھرا، الہ آباد، سدھارتھ نگر، سنت کبیر نگر، بستی، غرض یہ کہ پورے اتر پردیش میں آپ کی چلہ گاہیں اور آپ کے ملنگان عظام کی گدیاں اور خلفاء کرام کی خانقاہوں کا جال بچھا ہوا ہے اور یہی حال صوبہ بہار، ایم پی مہاراشٹر، گوا، گجرات، راجستھان، آندھر پردیش، بنگال، مدراس، دہلی، پنجاب اور تمام صوبہ جات کا بھی ہے جہاں ہر چہار جانب آپ کے چلے اور خلفاء کی خانقاہیں ملنگان پاکباز کی گدیاں موجود ہیں جو بانگ دہل آپ کی دینی خدمات کا اعلان کر رہی ہیں ہم نے اپنی آنکھوں سے بہت سارے ایسے مقامات دیکھے جہاں حضرت مدار پاک کی چلہ گاہ ہے اور وہاں آج بھی خلقت کا اژدہام ہوتا ہے اور لوگ بامراد ہو کر واپس جاتے ہیں یہی تمام وجوہات ہیں کہ ہندوستان و بیرون ہند ہر مقام پر آپ کی شہرت اور آپ کا چرچا ہے بعض مقامات تو ایسے ہیں جہاں آپ سے منسوب کئی رسومات بھی قائم ہیں جو آپ کی مقبولیت کا احساس دلاتی ہیں تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ بغرض تبلیغ اسلام وندیا چل بدری ناتھ کاشی اجودھیا متھرا وغیرہ بھی

تشریف لے گئے اس دور ترقی میں بھی اتنی تعداد میں مدارس اسلامیہ نہیں ہیں کہ جتنی تعداد میں سلسلۂ مداریہ کی خانقاہیں ہیں بزرگان دین نے کے ان احصار وشمار کا بھی اہتمام فرمایا ہے چنانچہ حضور تاجدار ملنگان عظام خواجہ مخدوم معصوم علی شاہ ملنگ گدی نشین خانقاہ مداریہ پنہار ضلع گوالیر ایم پی کے بیاض میں سلسلۂ مداریہ کی خانقاہوں کی تعداد تین لاکھ سے زائد ملتی ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ہٰذا۔

باب کرامت میں حضور مدار پاک کا تفرُّدْ

بزرگان دین واولیاء کاملین کی ذات سے کرامات کا ظہور ایک عام بات ہے۔ اس موضوع پر اہل ذوق نے خوب کام کیا ہے اور ہزاروں صفحات سیاہ کر دیئے گئے لیکن یہ بات قابل توجہ ہے کہ پروردگار عالم نے جماعت اولیاء میں سیدنا قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کو ایسی کئی خوبیاں عنایت کی ہیں جن کی وجہ سے آپ منفرد الوجود نظر آتے ہیں، اس جگہ ہم کرامات میں آپکی انفرادیت پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ باب کرامت میں آپکی انفرادیت کے شواہد ہر قاری کو انگشت بدنداں کر دیں گے اور اہل عقیدت عش عش کر اٹھیں گے۔

ناظرین گرامی مرتبت! جیسا کہ کتب احادیث میں حضور ختمی مرتبت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال مبارکہ "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ" یعنی یہ کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور "عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل" یعنی پیارے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں احادیث مبارکہ کو نظر میں رکھ کر بزرگان دین کی حیات و خدمات و کرامات کا مطالعہ کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ قلوب و اذہان میں عقیدت اولیاء کے ساتھ ساتھ عشق رسالت بھی انگڑائی لینے لگے گی۔

جب ہم دونوں احادیث مبارکہ کے پیش نظر حضور سیدنا ولایت پناہ سرکار سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ کی حیات طیبہ کو پڑھتے ہیں تو پوری جماعت اولیاء میں حضور والا کی ذات قطعی منفرد و ممتاز نظر آتی ہے۔ ذیل میں آپ کی چند کرامتیں پڑھئے اور غور فرمائیے کہ حضور مدار پاک کی ذات مذکورہ بالا دونوں احادیث مبارکہ کے سانچے میں کس خوبصورتی کے ساتھ ڈھلی ہوئی ہے۔

معجزۂ حضرت سلیمان اور کرامت قطب المدار

بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کی مقدس جماعت میں نبی رحمان، حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ہیں جن کا معجزہ یہ تھا کہ آپ فضائے آسمانی میں تخت پر جلوہ افروز ہو کر دنیا کے گوشے گوشے، چپے چپے کی سیاحت کرتے تھے اور دین داؤدی کی تبلیغ و اشاعت فرماتے تھے۔ (قصص الانبیاء)

اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس معجزہ کو علماء امت میں یعنی اولیائے کرام میں تلاش کیا جائے تو بعض اولیاء تاریخ میں ایسے ملیں گے جو اڑتے پرواز کرتے ہیں مگر خود اپنے جسم کے ساتھ اڑتے ہیں تخت پر پرواز نہیں کرتے تھے، پس وہ سلیمان علیہ السلام کے معجزہ کے مصداق نہیں ٹھہرے، مگر سلیمان علیہ السلام کے اس وصف کا مشاہدہ حضور مدار العالمین رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات میں کیا جا سکتا ہے کہ

آپ ہی اس امت محمدیہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے مظہر اتم ہیں، آپ تخت پر رونق افروز ہو کے دنیا کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں اشاعت دین محمدی کر کے مخلوق خدا کو کفر و شرک کی ظلمت و تاریکی سے نکال کر نور ایمان و اذعان اور ضیائے اسلام سے روشن فرماتے تھے۔ آپکی تبلیغی سرگرمیاں صرف انسانوں تک محدود و محصور نہیں تھیں بلکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح قوم اجنہ میں بھی آپ نے شمع اسلام فروزاں کی ہے۔ آپ کے چلہ جات اکثر و بیشتر پہاڑوں کی فلک بوس چوٹیوں پر ہیں، پہاڑوں پر قیام کا مقصد قوم اجنہ کو اللہ اور اس کے رسول کا پیغام دینا تھا۔ چنانچہ آثار و سیر کی کتب معتبرہ میں مرقوم ہے۔ قطب دو جہاں، سلیمانِ زماں حضور بدیع الدین مدار العالمین تخت پر جلوہ افروز ہو کے ہوا کے دوشوں پر پرواز کرتے ہوئے ایک ایسے مقام سے گزرے جہاں جنوں کی بود و باش تھی، جنوں کے بادشاہ عماد الملک نے ایک تخت فضائے آسمانی میں نہایت تیز و شتابی سے اڑتے دیکھا، جس پر ایک نورانی بزرگ مسند نشین ہیں، وہ بزرگوار کی زیارت کا مشتاق ہوا، اپنے اصحاب و رفقاء سے کہا، دیکھو تو یہ تخت کیسا ہوا میں سیر کرتا ہوا آرہا ہے جس پر کوئی شیخ جلوہ بار ہیں؟ ابھی یہ ذکر ہی ہو رہا تھا کہ تخت اس کے قریب آپہونچا، عماد الملک فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور اس مصرع کے مصداق عرض کیا، ”شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا“ یعنی بادشاہ حقیقی کے لئے تعجب خیز بات نہیں اگر وہ اپنے فضل و کرم سے کسی بندے کو نواز دے، آپنے کمال شفقت و محبت اور وفور رافت سے ارشاد فرمایا: ”لاتحبوا الدنیا فتکونوا من الخاسرین“ یعنی تم دنیا سے الفت و محبت نہ کرو ورنہ خاسر و خائب اور نامراد ہو جاؤ گے۔ عماد الملک نے خوف خدا سے ڈرتے ہوئے کہا

بیشک آپ اللہ کے ولی ہیں، جو کچھ آپ کا ارشاد ہے وہ سراپا ہدایت ہے لیکن اپنے نفس کی خباثت سے مجبور ہوں، خواہشات نفسانیہ کی کمندوں کا اسیر ہوں، حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار نے فرمایا: ''اللہ غالب علی کل غالب'' اللہ غالب ہے ہر ایک غلبہ کرنے والے پر۔ عماد الملک عرض گزار ہوا مجھے اپنے حال خراب پر افسوس وندامت ہے کہ اب تک خواب غفلت میں رہا اور کوئی نیک عمل مجھ سے نہ ہوسکا، آپ نے ارشاد فرمایا: ''لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً'' یعنی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بیشک اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، عماد الملک نے عرض کیا کہ حکومت اور تاج وتخت کی لالچ میں گرفتار ہوں اور طمع کے گرداب میں گھرا ہوا ہوں، اس سے رہائی کی کیا صورت ہوسکتی ہے، میرے شعور وادراک سے ماوریٰ ہے۔

آپ نے فرمایا: ''خیر الغنا غناء عن النفس و خیر الزاد التقویٰ'' یعنی بہترین مالداری خواہشات نفسانیہ سے بے نیازی ہے اور بہترین زادِ راہ پرہیزگاری ہے۔

آپ کی حقائق سے لبریز تقریر کا عماد الملک پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ اسی وقت جمیع تعلقات دنیاوی اور لواحقات ولوازمات حکومت کو ترک کر کے اپنی بیٹی کو تخت وتاج کا وارث بنا کر دنیا و مافیہا سے کنارہ کش ہوگیا، آپ نے عماد الملک کو مریدی سے سرفراز فرمایا۔

بالآخر وہ تمام عمر آپ کی دربانی کرتا رہا، آپ کے عشق ومحبت میں ایسا سرشار ہوا کہ آج بھی آستانہ اقدس پر خدمت کی عظمت سے مستفیض ہو رہا ہے۔

وصف عیسوی اور کمال بدیعی:

بیشک موت وحیات اللہ کے اختیار میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے کسی محبوب بندے کو مردے جلانے کی قدرت بخش دے تو اس کے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو ہم اللہ کی دی ہوئی قدرت سے مردے کو زندہ کرنے والا تسلیم کریں تو اس سے ہمارے ایمان میں کوئی خرابی نہیں ہوتی، اگر گمراہ بدعقیدہ لوگوں کی باتوں میں آ کر کسی نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مردہ زندہ کرنے کی طاقت ہی نہیں دی تو اس کا یہ نظریہ یقیناً حکم قرآنی کے خلاف ہے، دیکھئے قرآن پاک، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے مریضوں کو شفا دینے اور مردوں کو زندگی دینے کا صاف صاف اعلان کر رہا ہے، "وابری الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ" یعنی مادرزاد اندھوں کو اور کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں (سورہ آل عمران)۔ چنانچہ قرآن سے ثبوت وثیق مل رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے قدم مبارک سے ٹھوکر مار کر قم باذن اللہ فرماتے تو جس مردہ کا گوشت و پوست خلط ملط ہو چکا ہوتا تھا وہ حکم سن کر فی الفور لا الٰہ إلا اللہ عیسیٰ روح اللہ پڑھتا ہوا قبر سے کھڑا ہو جاتا تھا۔ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک انسانی سر کے قریب سے گزر ہوا، آپ نے اسے پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا، بحکم خدا مجھ سے کلام کر! کھوپڑی بولی: اے روح اللہ! میں فلاں فلاں زمانے کا بادشاہ تھا، ایک مرتبہ میں اپنے ملک میں تاج سر پر رکھے لشکر کے حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک ملک الموت میرے سامنے آگیا، جسے دیکھ کر میرا ہر عضو معطل ہو گیا اور میری روح پرواز کر گئی، پس اس اجتماع میں کیا رکھا تھا، جدائی تو

سامنے کھڑی تھی اور انس و محبت میں کیا تھا وحشت ہی وحشت اور تنہائی ہی تنہائی تھی۔

(مکاشفۃ القلوب)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ کا عکس جمیل نائب عیسیٰ قطب الوریٰ حضرت سید بدیع الدین کی کرامت میں موجود ہے، آپ نے بھی مردوں کو ٹھوکر مار کر حیات بخشی ہے۔ کتب تواریخ میں ہے کہ آپ نے انوارِ محمد کے گوہر لٹاتے ہوئے ایک راہ گذر سے اپنے قدوم میمنت لزوم کو گذارا، راستہ میں ایک مردہ انسان کی کھوپڑی پڑی ہوئی تھی، تو آپ نے وصف عیسیٰ کا مظاہرہ فرمایا: ''من أنت یا جُمجُمَة؟'' یعنی اے کھوپڑی تو کون ہے؟ ''وقصی علینا من قصتک'' اور اپنا قصہ بیان کر چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی عطا فرمائی، وہ عرض گزار ہوا: یا ولی اللہ! میں فلاں بن فلاں ہوں اور فلاں کی مزدوری کرتا تھا اور اس کی تنخواہ سے اہل وعیال کا گذر ہو رہا تھا اور کفر و شرک کی ظلمت وضلالت میں رہ کر اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا، میرا یہی حال تھا کہ ایک آن واحد میں حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آکے میری روح کو شدت و سختی کے ساتھ نکال لیا اب قسم قسم کے مصائب و آلام، تکالیف و شدائد برداشت کر رہا ہوں۔ اس بیان غم واندوہ سے حضرت بدیع الدین قطب المدار کا قلب رقیق مضطر ہوا اور رحم و کرم کا جذبہ جوش میں آیا، بارگاہِ رب العالمین میں التجا و دعا کی، اے رب قدیر! اس بے جسم و بے جان کو جسم و جان عطا فرما دے، حضرت بدیع الدین کی دعا مستجاب ہوئی۔ اللہ نے اس کھوپڑی کو زندگی کی دولت بخش دی، وہ کلمہ لا إلٰہ إلا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ غفور و رحیم نے تجھ کو نو سال کی عمر بخشی ہے اور نو سال میں اپنے اہل وعیال کے

ساتھ رہ کر اعمال صالحہ کر کے آخرت کی زندگی کو آراستہ و پیراستہ کر۔

(کواکب الدرایۃ)

جمال یوسفی اور جمال بدیعی:

اور جہاں آپ کا یہ وصف اعجاز موسوی کے مثل ہے وہیں آپ کا یہ وصفِ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزہ کے مثل بھی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا معجزہ حسن و جمال ہے کہ جو بھی آپ کے حسن و جمال کے نظارہ سے سرشار ہو جاتا وہ کئی کئی روز تک کھانے پینے سے بے نیاز رہتا تھا۔ حضرت بدیع الدین مدار رضی اللہ عنہ پر پرتو یوسفی ہے کہ آپ کے تجلی پیکر چہرہ انور کا معائنہ اور مشاہدہ کے بعد کھانے پینے کی عمومی حاجت وضرورت نہیں رہتی تھی۔

مثلاً آپ کے مشہور و نامور خلیفہ حضرت قاضی مطہر قلہ شیر جنہیں آپ کی خلوت نشینی میں خدمت گزاری کا شرف حاصل ہوا ہے وہ آپ کے جلوؤں میں گم ہو کر کھانے پینے سے بے نیاز ہو گئے تھے، کتب سیر و تواریخ میں ان کا ذکر یوں ملتا ہے:

''کہ سلطان الاولیاء سید الاتقیاء حضرت قاضی مطہر قلہ شیر قدس اللہ سرہ العزیز بغرض بحث وحدت الوجود سیدنا سید بدیع الدین مدار العالمین کی خدمت میں آئے، ایک ہفتہ تک اعتراض کا ہنگامہ جوش وخروش پر رہا، حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار کو علم احدیت کی غیرت آئی،

فرمایا: اے طفل مکتب خالق مطلق واحد است ونقابیکہ بر چہرہ انور فرد ہشتہ بود برداشت یعنی اے نوعمر! میرا خالق مطلق ایک ہے اور جو نقاب آپ کے چہرہ انور پر پڑے تھے اٹھا دیئے۔

قاضی بمعائنہ تجلی پیکر روئے اطہر کہ از تابش جمال مہر سپہر کرامت نمایاں شد، سہ یوم لذت بیخودی چشید۔ قاضی صاحب تجلی پیکر روئے اطہر کے معائنہ سے کہ جس کے جمال کی تابش سے مہر سپہر کرامت نمایاں تھا مع شاگردوں کے دیکھا تو سجدے میں گر پڑے ان پر حالت غشی طاری ہوگئی، تین روز تک لذت بے خودی چکھتے رہے۔

روزے مولانا حضرت قدس سرہ راوضو میکنانید کہ روئے مبارک درہم کشید قاضی التماس کرد، کہ خطایم چیست؟ فرمود کہ از تو بوئے پیاز می آید، عرض نمود کہ از شش ماہ اکل و شرب کارے ندارم، آرے از بازار آمدہ ام شاید در جامہادر گرفتہ باشد۔ (تذکرۃ المصنفین)

ایک روز مولانا قاضی مطہر حضور مدار پاک کو وضو کرا رہے تھے کہ حضرت والا نے کراہیت سے چہرہ کھینچ لیا، قاضی مطہر نے التماس کیا کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا کہ تجھ سے پیاز کی بو آ رہی ہے۔ قاضی مطہر نے عرض کیا: مجھے چھ مہینوں سے کھانے پینے سے کوئی کام نہیں، ہاں میں بازار گیا تھا شاید کپڑوں میں بو بس گئی ہوگئی۔

اسی طرح آپ کے ایک اور خلیفہ حضرت طاہر رضی اللہ عنہ بھی ہیں وہ جب سے حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کی صحبت بابرکت سے مستفیض ہوئے تو کبھی مفارقت نہیں کی، ایک ہفتہ میں نیم کی پتی ایک مشت سوکھا کر کھاتے تھے جو نہایت تلخ (کڑوی) ہوتی تھی۔

حضرت بدیع الدین قطب المدار تمام اوصاف وکمالات انبیائے سابقین کے حامل و جامع ہیں یعنی اعجاز سلیمان و عیسیٰ اور اعجاز موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام کے مگر ان اوصاف کمالات کے متحمل ہونے کے باوجود کسی بھی نبی کے ہم فضیلت یا ہم شان نہیں ہیں، جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں رقم طراز ہیں: کوئی فرد ولی

کامل کسی پیغمبر کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اگر چہ اس پیغمبر کی کسی نے بھی پیروی نہ کی ہو، اور اس کی دعوت کو کسی نے قبول نہ کیا ہو۔ (مکتوب نمبر ۴۰، حصہ دوم)

☆☆☆☆

معجزۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور کرامت مدار المہام:

بنی اسرائیل کے معزز و مکرم نبیوں اور رسولوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان و شوکت بام فضیلت پر ہے۔ آپ کے احوال و اقوال، پاکیزہ اعمال، قرآن ناطق بیان کر رہا ہے۔ حد یہ ہے کہ سارے نبیوں رسولوں میں سرکار کائنات، خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو علیحدہ کر کے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا ذکر کثرت سے ہے۔ آپ کے محیر العقول معجزات عجیبہ، خوارق عادات کمالاتِ غریبہ میں ایک یہ بھی معجزہ و کمال ہے کہ آپ کا روئے مقدس نقاب سے مستور و پنہاں رہتا تھا، کیونکہ چہرہ نہایت ہی پر جمال تھا جو آپ کے رخ انور کا دیدار کرتا تھا، وہ بصارت و بینائی سے محروم ہو جاتا تھا۔

آپ کے چہرہ کے حسن و جمال کا سبب یہ تھا کہ آپ نے کوہِ طور پر تشریف ارزانی فرمائی اور کوہ طور پر خدا سے ہم کلامی کے شرف سے مشرف ہوئے، اللہ کے لذت کلام سے اس درجہ محظوظ و سرشار ہوئے کہ دیدار خداوندی کا شوق و اشتیاق ہوا اور جذبۂ شوقِ دیدار میں بارگاہ ایزدی میں ''رب ارنی انظر الیک'' عرض کیا، (اے رب تو مجھے اپنا دیدار کرا دے) خداوند تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: ''لن ترانی'' اے موسیٰ! تمہاری آنکھیں جمال و جلال دیکھنے کی تاب و طاقت نہیں رکھتی ہیں، پیغمبر ذوالعزم کی دل شکنی نہ ہو، دل جوئی کے لئے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ'' یعنی اے موسیٰ تم پہاڑ کی طرف نظر جما کر دیکھو! اگر

یہ پہاڑ اپنی جگہ پر قائم و برقرار رہا تو قریب ہے تم میرا دیدار کرسکو گے۔

"فلما تجلّٰی ربہ للجبل جعلہ دکاً وخر موسیٰ صعقاً" یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر اپنی تجلی ڈالی تو وہ اس تجلی کی تاب نہ لاکر پاش پاش ریزہ ریزہ ہوکر زمین پر بکھر گیا اور موسیٰ علیہ السلام پر اس تجلی کے دیدار سے ایسی والہانہ کیفیت طاری ہوگئی کہ وہ دنیائے ہوش وخرد سے بے نیاز ہوکر اور اپنے کیف وسرور کے حال و ماحول میں کھوکر فرش خاک پر آگئے۔ (سورہ اعراف)

اس تجلی نور خدا سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ اتنا درخشندہ وتابندہ ہوا کہ گویا سیکڑوں آفتاب و ماہتاب آپ کے چہرہ میں جگمگا رہے ہوں۔

تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے چہرہ کو کپڑے کے نقاب میں چھپایا، وہ نقاب نور سے جل گیا، پھر لکڑی کا نقاب بنا کر روئے جمال پر ڈالا وہ بھی نور کی سوزش سے خاکستر ہوگیا، پھر لوہے کا نقاب تیار کر کے رخ انور کو مستور کرنا چاہا وہ بھی جل گیا، تب حضرت موسیٰ علیہ السلام بارگاہ باری تعالیٰ میں عرض گذار ہوئے، میں کس چیز کا نقاب بناؤں، حکم ملا کہ اے موسیٰ! فقیروں کے خرقہ (کپڑے) سے اپنا نقاب بنا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فقیری کے لباس کا برقع بنا کے اپنے چہرہ انور کو مستور کیا۔

(قصص الانبیاء بیان موسیٰ علیہ السلام: ص ۱۳۲)

رب ذوالجلال کے پیغمبر جلیل، جمیل وشکیل، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ آپ کا مقدس چہرہ نقابوں سے چھپا رہتا تھا، امت محمدی کے علماء ربانیین یعنی اولیاء عظام انبیاء کرام کے وارث ہیں، لہٰذا اس امت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مظہر و مثال بھی ہونا تھا جو موسیٰ علیہ السلام کی نیابت و وراثت کے طور پر اپنے چہرہ کی نوری

شعاعوں کو پوشیدہ رکھے۔افضل الخلق ،مبشر حق صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بلاشبہ برحق ہے۔
تاریخ اسلام کے مشاہدے اور کتب معتبرہ کے مطالعے سے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ اولیاء ذوی الاحترام کی مقدس جماعت میں کوئی ایسا ولی نہیں جو اس وصف موسوی کا حامل ہو الا ماشاء اللہ، مگر ایک ہستی ہے جس کی شمع فروزاں سے اقلیم ولایت کے نگار خانے جگمگا رہے ہیں، وہ ذات والا صفات کوئی اور نہیں بلکہ حضور سید بدیع الدین مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جو وارث سلیمان و عیسیٰ بھی ہیں اور حامل اعجاز موسیٰ بھی۔آپ کے رخ انور پر نقاب پڑے رہتے تھے اور روئے پرنور اتنا تاباں تھا کہ شمس و قمر کی ضیاء و روشنی ماندسی اور دھندلی دھندلی لگتی تھی، جو بھی آپ کے جمال، مسرت مآل کا نظارہ کرتا تھا بے اختیار ہو کر سجدہ میں گر جاتا تھا اور آپ کے رخِ انور کے منور و روشن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دوسری صدی ہجری کے نصف آخر یعنی ۲۸۲ھ میں بار اول دریائی سفر طے کر کے کھمبات میں ورود فرمایا تو ایک شخص بزرگ صورت، فرشتہ سیرت نے آ کے سلام کیا اور ساتھ چلنے کو کہا، سرکار بدیع الدین قطب المدار اس بزرگ کی معیت میں ایک ایسے خوشنما باغ میں پہنچے جو عمدہ عمدہ میوہ جات سے لدا ہوا ہے، اسی حسین و بہترین باغ میں ایک رفیع الشان مکان بھی ہے جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے پر ایک بزرگ دربانی کر رہے ہیں، بالآخر دروازوں سے گزر کر آپ اس مقام پر پہنچے جہاں پر جواہرات سے مرصع و مسجع تخت بچھا ہوا ہے اس تخت مزین پر حضور اکرم برگزیدہ نوع بنی آدم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزک و احتشام کے ساتھ رونق افروز ہیں، آپ کے روئے ضیا بار سے سارا محل منور و مجلی ہو رہا ہے، سرکار بدیع الدین قطب المدار حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ

الاطہار کو جلوہ بار دیکھ کر قدم بوس ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کمال شفقت و محبت، وفور عاطفت سے اٹھا کر پہلو میں بٹھالیا، اسی اثناء میں ملائکہ عنصری کے سردار شتخیثا نمودار ہوئے جن کے ہاتھوں میں طعام بہشتی اور لباس بہشتی تھا، سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے اس طعام بہشتی کے نو (۹) لقمے حضرت بدیع الدین قطب المدار کو کھلائے جن کو تناول کرتے ہی چودہ طبق زمین و آسمان کے اسرار و حقائق و رموز و دقائق آپ پر منکشف اور روشن، منور و مجلی ہو گئے، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے پیراہن جنتی آپ کو ملبوس فرمایا جو تمام عمر آپ کے زیب تن رہا، کبھی پراگندہ و میلا نہ ہوا اور پرانا نہ ہوا، اور پھر احمد مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نورانی ہاتھوں کو حضرت بدیع الدین رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر پھیرا جس سے آپ کا چہرہ اتنا درخشاں و تاباں ہو گیا کہ جو بھی آپ کے رخ انور کا دیدار کرتا بے اختیار سجدہ ریز ہو جاتا تھا۔ حضرت بدیع الدین احمد کا روئے انور رشک صد آفتاب و ماہتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب اعجاز دست پاک مس ہونے کی بدولت ہے ،جس کی برکت سے مدار پاک کی آنکھوں کو تجلی نور خدا دیکھنے کی تاب و طاقت پیدا ہوگئی اور پھر آپ نے جمال ذات خدا کا مشاہدہ کیا اور مشاہدۂ جمال اللہ سے آپ کا چہرہ پرنور ہو گیا جیسا کہ صاحب اصول المقصود تراب علی کاکوروی نے مرقوم فرمایا ہے کہ ہر کرا مشاہدۂ تبارک و تعالیٰ غالب آید، نور روے در چشم او نماید، یعنی جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی جمال ذات مشاہدہ کرتا ہے اللہ کا نور اس کی آنکھوں میں نظر آتا ہے۔ (تذکرۃ المتقین) جس کی وجہ سے ہمہ وقت روئے جمال پر سات نقاب ڈالے رہتے تھے۔

مدار پاک کی دو عظیم کرامات:

صاحبِ انیس الابرار نے لکھا ہے کہ جب حضرت قطب المدار قدس سرہ مستقل طور پر قیام پذیر ہو گئے اور کہیں آنا جانا بند کر دیا اور مکن پور پر ہی سایہ گستر ہو گئے تو اب خاص طور پر اسی دیار کے باشندگان کی ہدایت کا شغل جاری فرمایا۔ دردمندان حوائج نزدیک و دور اور دیگر دیار و امسار کو ہر روز اور ہمہ وقت مجمع کثیر رہنے لگا۔ حاجت مند اپنی حاجتیں اور مرادیں لے کر آتے اور بامراد و شاد و خرم اپنے گھروں کو واپس جاتے تھے۔ انہیں ایام میں حضرت خواجہ سید حسن طیفور کسی خاص ضرورت سے کہیں مع چند رفقاء کے تشریف لے گئے تھے، واپسی میں چند چوروں اور ڈاکوؤں نے گھیر لیا ساتھی تو ساتھ نہ دے سکے پر آپ نے جواں مردی کے ساتھ مقابلہ کیا مگر ایک شخص ایک پورے گروہ کا کب تک مقابلہ کر سکتا ہے۔ بالآخر آپ شہید ہو گئے یہ خبر وحشت اثر جب حضور زندہ شاہ مدار کو پہنچی تو آپ کو انتہائی صدمہ ہوا فوراً جائے وقوع پر تشریف لے گئے، حضرت خواجہ طیفور کی نعش مبارک خاک و خون میں لتھڑی ہوئی بے گور و کفن پڑی تھی جسے دیکھ کر دل بے قرار ہو گیا، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اسی حالتِ بیقراری اور اشک ریزی میں آپ نے گڑ گڑا کر حضرت خواجہ طیفور کے زندہ ہونے کی دعا کی، آپ کی دعا درگاہِ مجیب الدعوات میں قبول ہو گئی، حضرت خواجہ طیفور نے دوبارہ زندگی پائی اور لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت شاہ مدار کو قریب کھڑے ہوئے دیکھا فوراً قدم بوس ہوئے، آپ نے سینہ سے لگا لیا اور پھر جائے قیام کی طرف مراجعت فرمائی جس نے یہ خبر سنی انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک دن حضرت خواجہ طیفور مکن پور سے دکھن کی طرف کسی ضرورت سے بمقام بسرہن

سے گزر ہوا، وہاں دیکھا کہ ایک جوگی غیر مسلم اپنے استدراج کے زور سے پالتی مارے ہوئے ہوا میں معلق بیٹھا ہوا ہے، آپ نے جب اس کو قہر آلود نظر سے ملاحظہ فرمایا تو وہ زمین پر آگیا اور سخت حیران ہوا، آپ کا نام ونشان پوچھا، جب آپ نے اس کو تمام حالات سے آگاہ فرمایا اس پر اس نے آپ کے ذریعہ ایک سوال رموزِ فقر سے پُر بزبانِ ہندی اپنے زعمِ باطل کی بناء پر کہ حضرت قطب المدار سے عدم واقفیت کی وجہ سے جواب سے عاجز رہیں گے اور میری فتح ہوگی، حضرت مدار پاک کے پاس بھیجا جب یہ سوال بارگاہِ مدارِ پاک میں آیا تو آپ نے برجستہ جواب لکھ دیا اور اپنی طرف سے ایک سوال بھیجا، جوگی نے اپنے سوال کا جواب معقول اور حسب منشا پایا لیکن آپ کے سوال کا جواب دینے سے عاجز رہا اور بعقیدت تمام حاضرِ خدمت ہوکر کہا کہ اگر ارشاد ہو تو آپ کا یہ چبوترہ سونے کا ہو جائے، مدارِ پاک نے ارشاد فرمایا کہ آنکھ بند کر، اس نے آنکھ بند کر کے جو کھولی تو دیکھا کہ تمام در و دیوار بلکہ جہاں تک نظر جاتی تھی ہر چیز سونے کی ہی نظر آتی تھی۔ آپ نے پھر آنکھ بند کرنے کو فرمایا، اس نے پھر جو آنکھ بند کر کے کھولی تو ہر چیز اپنی اصل حالت میں نظر آئی، مدارِ پاک نے فرمایا کہ یہاں خاک اور سونا دونوں برابر ہیں۔ جوگی آپ کی یہ عظیم کرامت دیکھ کر فوراً مسلمان ہوگیا اور آپ کے نیاز مندوں میں شامل ہوگیا۔

(انیس الابرار: ص ۹۶؍۹۷)

قطب المدار شہر قنوج میں:

حضرت برہان العاشقین سیدنا مدار العالمین ان تمام مقامات کا دورہ فرماتے

ہوئے شہر قنوج میں جلوہ افروز ہوئے وہاں بھی لوگ جوق در جوق دائرۂ شمس الافلاک فرد الافراد میں شامل ہوئے اور بہت سے کافروں کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔(الکواکب الدرایۃ:۴۰۔۴۱)

قنوج کے قریب ایک موضع رادھانگر میں جب حضرت مخدوم شیخ اخی جمشید قدوائی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت) کو حضرت برہان العاشقین سیدنا مدار العالمین قدس سرہ کی جلوہ فرمائی کی خبر ہوئی تو کمال محبت و اخلاص حسنِ عقیدت کے ساتھ خدمت شمس الافلاک میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے۔ دونوں بزرگوں کی آپس میں پر خلوص ملاقات ہوئی۔خوب خوب راز و نیاز، رموز و اسرار تصوف و فقر و سلوک کا مکالمہ رہا۔حضرت مخدوم مدار العالمین کے روحانی فیضان سے مستفیض ہوئے پھر واپس مستقر رادھانگر کو تشریف لے گئے۔

مکن پور شریف میں جلوہ گری:

چند دن بعد حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خلفاء باوقار و مریدین جانثار و معتقدین وفادار کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ مکن پور کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ۸۱۸ھ کا واقعہ ہے جس کا اشارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمایا تھا۔شہر قنوج سے جنوب کی طرف میدان و گھنے جنگل اور بیابان کی طرف روانہ ہوئے جہاں ایک تالاب کے اردگرد جنگل میں دیووں اور رکاسوں کا مسکن تھا جو راتوں کو آبادی کی طرف آتے اور آدمیوں کو اٹھا کر لے جاتے، ان کو ہلاک کر ڈالتے اور ان کے جسم کا خون پی جاتے تھے۔ ہر رات گاؤں والے ہیبت و خوف سے تھراتے تھے۔ان کے لئے قیامت صغریٰ کا سماں ہوتا تھا، دن بہ دن آدمیوں کی تعداد گھٹتی جا رہی تھی۔ کچھ

لوگ دیوؤں کے خوف سے دوسرے گاؤں میں چلے جارہے تھے، جونہیں جا سکتے تھے وہ موت کو گلے لگا رہے تھے۔ ان کا کوئی بھی یارو مددگار نہیں تھا سوائے خدائے ذوالجلال کے۔ حضرت قطب الارشاد قطب العالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کو سینے سے لگائے اس جنگل و بیابان کی طرف روانہ ہوئے۔ گھنا جنگل رات کی تاریکی نہ آدم نہ آدم زاد سوائے ذات ذوالجلال کے تلاشِ بسیار کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اس تالاب کے قریب پہونچے جہاں سے یاعزیزُ کی آواز آیا کرتی تھی، قدرت خدا کی ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کے پہونچتے ہی تالاب خود بخود خشک ہوگیا تاکہ مقبولِ بارگاہ لم یزل حضرت کو اس کے خشک کرنے اور پاٹنے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے، اب وہ آواز یاعزیزُ کی جو آیا کرتی تھی وہ بھی بند ہوگئی۔ سرکار خیر الواصلین کے اصحاب اس جنگل کو صاف کر کے سرکار کے لئے ایک حجرہ الگ اور اپنے لئے بھی خس وخاشاک کے حجرے بنالئے اور سب عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے اور حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ عین اسی راستے پر جہاں سے دیو آتے تھے بیچوں بیچ اپنی جائے نشست قرار دی اور اپنے سے چالیس چالیس قدم دور تک چاروں طرف حصار باندھ کر شاہ اجنہ عماد الملک اور ان کے ساتھیوں کو پہرے پر بٹھا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ دیوؤں کا سردار مکنا دیو جب راستے پر آیا تو دیکھا کہ کوئی شخص درویش اس کا راستہ روکے بیٹھا ہے۔ مکنا دیو نے آپ کو بڑے غرور وتکبر سے دیکھا اور چاہا کہ آپ کو راستے سے ہٹا کر دور پھینک دے اس نے جیسے ہی قدم حصار کے اندر رکھا محافظ موکل نے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ وہ بدبخت چکرا کر زمین پر گر پڑا۔ وہ پریشان ہوا، محافظ موکل اس کو نظر نہ آتے تھے وہ حیرت میں کھوگیا اور تعجب کیا کہ یہ بیٹھا

ہوا شخص ہاتھ ہلا یا نہ دھکا دیا اور میں بالکل چالیس قدم کے فاصلہ پر بطور سنگریزے کے
گرا اور دل میں خیال کیا کہ یہ کون آدمی ہوگا جس کے ہاتھ نہ حرکت کرتے ہیں اور نہ ہی
یہ شخص اپنے مقام سے اٹھا پھر بھی مجھ پر حملہ کر دیا، وہ دیو بھی زور آزمائی کے مطابق
حملہ آور ہوا۔ مگر جلال مدار العالمین سے تھرانے لگا اور کہا کہ یہ کوئی بلا کا سامنا ہے یا فقیر
خدا کا نظر آتا ہے، میرا حملہ اس پر کارگر نہ ہوگا۔ پست ہمت ہو کر بیرون حصار عاجز
ہو کر زمین پر گر کر اپنی گستاخی اور بے ادبی وقصور پر معافی کا خواستگار ہوا۔ حضرت قطب
المدار شمس الافلاک نے اس دیو بدذات کا کفر غارت ہونے پر اس کی عجز و نیاز کو قبول
فرمایا اور کہا: اے نالائق اگر حق خدمت گذاری یعنی جاروب کشی کا اقرار کرے گا تو تیری
جان بخشی ہوگی، ورنہ تیری ہلاکت ہوگی۔ فی الحقیقت ایسی جرأت کی گفتگو سن کر اقرار کیا
اور ہمیشہ حاضری و پاسبانی کا خواستگار ہوا اور بار دیگر کسی مخلوق کو آزار نہ کرنے کے
واسطے حضرت نے اس کو مقید کر دیا۔

اس مقام پر پانی کے حصول کا ذریعہ تالاب تھا جب آپ کے تشریف
لانے کے بعد وہ خود بخود خشک ہوگیا تو پانی نہ ملنے یا دور دراز مقامات سے پانی
لانے میں بہت ہی پریشانیوں کا سامنا ہوا۔ اس بات کو دیکھ کر آپ نے شاہ یٰسین
کو جو آپ کے خاص ارادت کیشان اور جانثاروں میں سے بڑے صاحب کمال
بزرگ تھے ان کو حضرت شاہ مدار صاحبؒ نے اپنا عصاء مبارک دے کر ارشاد
فرمایا کہ مغرب سے مشرق کو ایک لائن کھینچ دو! حکم کی تعمیل کی گئی جس سے دریا
جاری ہوا آج تک یہ دریا شاہ ایسن جن کے نام سے موسوم ہے جو میرے سرکارؒ
کی ایک ادنیٰ کرامت ہے۔ اور رہتی دنیا تک قائم رہے گی اور اس دریا کے پانی

سے بھی کرامتوں کاظہور ہے۔بیمار آدمی، زخمی آدمی اور اثرات والا آدمی اس پانی سے غسل کرلے تو اس کے عوارض میں کمی ہو جاتی ہے۔مسلسل استعمال سے تمام چیزوں سے شفایاب ہوتا ہے۔اس دریا کے پانی سے اور ایک بات ظہور میں آئی ہے۔ ۱۷ ؍جمادی الاول کے وقت اس کا پانی دودھ سے زیادہ تیز اور لذت شیر برنج کی اس میں پاتے ہیں اس میں بھی برکتوں کا نزول ہے۔قوت حافظہ تیز ہوتا ہے آنکھوں کی بینائی بڑھتی ہے۔ضعف اعصاب کم ہو جاتا ہے۔پریشر، اختلاج اور گٹھیا بائی کے امراض سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا ہے۔

(رہبر اسلام سترہویں شریف مجلس دوم ص ۲۵۔۲۶)

مکن پور شریف قبلۂ حاجات بن گیا:

حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ مستقل طور پر مکن پور میں قیام پذیر ہو گئے اور اس کی خبر تمام اطراف و جوانب میں پھیل گئی تو خلقتِ خدا شرف زیارت حاصل کرنے کو اور اہلِ حاجات کے واسطے ہجوم رہنے لگا اور ہر وقت میلے کی شان نظر آتی تھی جو شخص آپ کی زیارت سے مشرف ہو کر اپنی حاجت پیش کرتا وہ اللہ پاک کے فضل و کرم اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے بامراد اور دلشاد واپس جاتا۔آپ کی بارگاہ سے کوئی نامراد یا محروم واپس جاتے نہیں دیکھا۔جو آپ کی بارگاہ میں آتا وہ اللہ والا ہو کر جاتا، اللہ تعالیٰ اس کی دین و دنیا دونوں سنوار دیتا۔پھر کسی کے آگے جانے کی اس کو حاجت نہ ہوتی تھی، آپ کے تشریف لانے سے وہ جنگل پھر سے آباد ہو گیا۔لوگ کثرت سے وہاں بسنے لگے۔لوگ جو بھی کاروبار کرتے اللہ تعالیٰ انہیں غیر معمولی برکت دیتا تھا۔اور آپ کے وعظ و بیان

سے بھی توحید وحقانیت کے چشمے ابلتے تھے اور کافی لوگ آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرلیتے تھے۔ (انیس الابرار:۹۱_۹۲)

حضور سرکارِ مدارِ پاک کی رحلت:

سرکارِ مدار پاک کا ۸۱۸ھ میں مکن پور شریف ورود مسعود ہوا، آپ نے اسی مقام کو اپنی مستقل اور آخری قیامگاہ قرار دی بالآخر دین مصطفوی کا یہ جلیل القدر داعی اور مذہبِ حنیف کا شمس الافلاک پوری دنیا کو اپنے نورانی اور اسلامی شعاعوں سے منور کرکے ۱۷ر جمادی الاول ۸۳۸ھ کو اسی مقدس سرزمین دارالنور مکن پور شریف میں غروب ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کو غسل اور تجہیز وتکفین رجال الغیب نے دی، آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ آپ کے معتمد علیہ مرید وخلیفہ سلطان التارکین حضرت مولانا حسام الدین سلامتی جونپوری مداری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور آپ کو اسی مقام پر سپرد خاک کردیا گیا جہاں سے یاعزیزُ کی صدا آتی تھی۔ ہر سال ۱۵ر ۱۶ر ۱۷ر جمادی الاول کو انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ آپ کا عرس سراپا قدس منعقد ہوتا ہے جس میں لاکھوں لاکھ افراد شریک ہوکر فیضیاب ہوتے ہیں۔

تعلیماتِ قطب المدار:

حضور سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا طالب حق کو لازم ہے کہ ادائیگی فریضۂ نماز کے بعد نوافل کی کثرت کرے اور شب وروز ذکر الٰہی میں مشغول رہے، ہوا وہوس سے اپنے نفس کو محفوظ رکھے، ہر سانس یاد الٰہی میں گذارے، ہر لمحہ اس کی رضا مدنظر رکھے، دل کو پراگندگی سے بچائے، مخلوق خدا کے

ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، نفس کی شرارتوں میں مبتلا نہ ہو، اپنے دل کی حفاظت کرتا رہے، عیب جوئی اور غیبت سے سختی سے پرہیز کرے اور ہمیشہ سنت رسالت مآب ﷺ کے مطابق زندگی گزارے۔

(۱) آپ نے ارشاد فرمایا: ایمان قول و عمل کے مجموعے کا نام ہے، قول و عمل کی مطابقت کے بغیر حق تعالیٰ کے پاس قبولیت نہیں۔

(۲) آپ نے ارشاد فرمایا: توبہ کیجئے اور توبہ پر قائم رہئے کیونکہ شان توبہ کرنے میں نہیں توبہ پر قائم رہنے میں ہے۔

(۳) آپ نے ارشاد فرمایا: اعمال کی بنیاد توحید اور اخلاص پر قائم ہے، توحید اور اخلاص کے ذریعہ اپنے عمل کی بنیاد کو مضبوط کیجئے۔

(۴) آپ نے ارشاد فرمایا: ہر شخص کے پاس ایک ہی قلب ہے پھر اس میں دنیا و آخرت کی یکساں محبت کیسے ممکن ہے؟

(۵) آپ نے ارشاد فرمایا: آپ کے اعمال آپ کے عقائد کے مظاہر ہیں اور آپ کا ظاہر آپ کے باطن کی علامت ہے۔ ڈر کے قابل اور امید کے لائق صرف وہی ہے۔ اسی سے ڈرو اور اسی سے امید رکھو۔

(۶) آپ نے ارشاد فرمایا: آپ اپنے تمام معاملات میں حضور ﷺ کے حضور کمربستہ ہو جائیں اور اتباع کے لئے تیار رہیں۔

(۷) آپ نے ارشاد فرمایا: جب آپ عالم ہو کر عامل بن جائیں گے پھر اگر خاموش بھی رہیں گے تو آپ کا علم آپ کے عمل کی زبان سے کلام کرے گا۔

(۸) آپ نے ارشاد فرمایا: بغیر عمل علم بے حقیقت ہے، وہ نفع نہیں دے سکتا۔

(۹) آپ نے ارشاد فرمایا: صوفی وہ ہے جو اپنے نفس کی پسندیدہ چیزوں کو ترک کر دے اور سوا خدا تعالیٰ کے کسی کے ساتھ سکون نہ لے۔

پوچھا گیا: سالک کسے کہتے ہیں؟

(۱۰) فرمایا کہ سالک وہ ہے جو چاہتا ہے کہ آسمان پر چلا جائے۔ یعنی ہر وقت قرب خداوندی کے تجسس میں رہتا ہے۔

پوچھا گیا: قلندر کسے کہتے ہیں؟

(۱۱) فرمایا: قلندر وہ ہوتا ہے جو صفات الٰہیہ سے متصف ہو جائے جیسا کہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے: تخلقوا باخلاق اللہ و اتصفوا بصفات اللہ۔

دریافت کیا گیا کہ انسان بزرگ ہے یا کعبہ؟

(۱۲) فرمایا: آدمی پر ذات کا پرتو ہے اور کعبہ پر صفات کا اور ذات صفات کی جان ہوتی ہے اس لئے ذات افضل ہے۔

حضرت خواجہ قاضی مطہر قلہ شیر ماوراء النہری رحمۃ اللہ علیہ تو آپ کے خلیفہ ہیں انہوں نے عرض کیا کہ حضور نماز شریعت اور نماز طریقت میں کوئی فرق ہے؟

(۱۳) فرمایا: نماز ادا کرنے میں تو کوئی فرق نہیں دونوں یکساں ادا کی جاتی ہیں البتہ نماز شریعت ادا کرنے میں اگر دل میں دنیوی وسواس وخیال آجائیں تو بلا اکراہ نماز ہو جاتی ہے اور اگر نماز طریقت کے درمیان دنیا کا خیال بال کے سترویں حصے کے برابر بھی ذہن میں آجائے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

قاضی صاحب موصوف نے دریافت کیا کہ فقر اور غنا میں کیا فرق ہے؟

(۱۴) آپ نے فرمایا: الفقر نور من انوار اللہ والغناء غضب من اغضاب

اللہ۔ یعنی فقر انوار و تجلیات الٰہیہ میں ایک نور ہے اور غنا اللہ تعالیٰ کے غضب میں سے ایک غضب ہے۔

(۱۵) آپ نے فرمایا: سچے مومن شیطان کی اطاعت نہیں کرتے۔

(الکواکب الدرایہ)

آپ سیر فرماتے ہوئے سمرقند جلوہ افروز ہوئے اور وہاں آپ نے اعلائے کلمۃ الحق فرمایا سمرقند سے واپسی پر ایک قریہ سے گذر ہوا اس جگہ قوم ہود کے لوگ آباد تھے آپ وہاں ٹھہر گئے اور ان لوگوں کو پیغام حق سنایا۔ آپ کی نصیحت سن کر وہ لوگ چراغ پا ہو گئے اور مسلمانوں کی اہانت کرتے ہوئے بولے کہ یہ سب بیوقوفوں والی باتیں ہیں اور ان باتوں کو تمہارے ہی جیسے بیوقوف لوگ مان سکتے ہیں بھلا تمہاری اس طرح کی عبادتوں اور پابندیوں سے کیا فائدہ ہے! جو کچھ زندگی میں عیش و آسائش حاصل ہو جائے وہی سب کچھ ہے ورنہ سب کو مر کر مٹی ہو جانا ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم نے اپنے کلام عظیم میں تم ہی جیسوں کے لئے ارشاد فرمایا: ”واذاقیل لھم آمنوا کما آمن اناس قالوا انؤمن کما آمن السفھاء ألا إنھم ھم السفھاء ولٰکن لا یعلمون“ اور یہ بھی جان لو کہ دنیا کی زندگی چندروزہ ہے اس میں آزمائش و ابتلا ہے پھر جب کسی کا وقت پورا ہو جائے گا اس کو موت آجائے گی پھر دوبارہ زندہ کرکے اس کو بارگاہِ ایزدی میں پیش کیا جائے گا وہاں اچھائی اور برائی کا نتیجہ دیا جائے گا۔

چنانچہ خداوند کریم فرماتا ہے: کل نفس ذائقۃ الموت ثم الینا ترجعون“ اور فرماتا ہے: ”وکیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً

فأحيا كم ثم يميتكم ثم يحييكم ثم اليه ترجعون "اورلوگو! اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، وہی ہر شئی کا خالق و مالک ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، وہی عبادت کے لائق ہے اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور سچے رسول ہیں لہٰذا جو دین ہم کو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملا وہی عین حق ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔"ان الدين عند الله الاسلام" بیشک اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی دین ہے اس لئے ہم کو آپ ہی کے نقش قدم پر چلنا چاہئے کیونکہ ہم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول ومن يطع الرسول فقد أطاع الله" پس اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو کہ دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کو پہنچ جاؤ۔ ورنہ زندگانی کا کیا بھروسہ ہے یہ دنیا چند روزہ ہے، سب لوگ ایک نہ ایک دن یہاں سے رخصت ہو جائیں گے، موت سے کسی کو بچنا نہیں اگر کوئی چاہے کہ مضبوط قلعہ کے اندر چھپ جائے تو بھی موت کے آہنی پنجوں سے بچ نہیں سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: "اينما تكونوا يدرك كم الموت ولو كنتم في بروج مشيدة" اور ارشاد فرمایا: "فاذا جاء أجلهم لايستأخرون ساعة ولا يستقدمون" یہ کشتی جس پر ہم لوگ سوار ہیں یہ بھی اللہ کے حکم سے چل رہی ہے ورنہ خدا تعالیٰ جب چاہے غرق کر دے پھر ہم کو کوئی بچانے والا بھی نہ ہو اور کیا خبر کہ ہم لوگ یہاں سے ساحل پر بھی پہنچیں گے کہ نہیں۔

ارشاد خداوندی ہے: "وآية لهم انا حملنا ذريتهم في الفلك المشحون وخلقنا لهم من مثله ما يركبون وان نشا نغرقهم

فلاصریخ لھم ولا ھم ینقذون الا رحمۃ منا ومتاعا الیٰ حین ‘‘پس لوگو ڈرو اس وقت سے جو عنقریب آنے والا ہے جو سب کو فنا کے گھاٹ اتار دے گا اگر تم لوگ ایمان نہ لائے تو تم پر عذاب الٰہی نازل ہوگا۔

☆☆☆

شہر سورت میں پہلی مرتبہ تبلیغ فرمانے کے بعد جب آپ نے وہاں سے روانگی کا قصد ظاہر فرمایا تو وہ لوگ جو آپ کی تعلیمات سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے، حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا باپو! ہم سے کیا خطا ہوئی جو آپ یہاں سے تشریف لے جارہے ہیں۔ آپ نے متبسم ہو کر ارشاد فرمایا: گھبراؤ نہیں ہم پھر یہاں آئیں گے، دراصل ہم کو ہندوستان میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ اس ملک میں ہم دین فطرت کو عام کریں بحمد اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقصد میں یہاں کامیابی ملی ہے اسی لئے ہم اب دوسرے مقامات کا سفر کرنے جارہے ہیں، فی الحال تمہارے درمیان ایک ایسا انسان چھوڑ رہے ہیں جو تمہاری تربیت کرے گا تمہیں احکام خدا، رسول و اسلام سے روشناس کرائے گا، تم لوگ اس کے کہنے پر عمل کرنا، قرآن وسنت کو ترک نہ کرنا، ہر لمحہ ہر آن خوف خداوندی ملحوظ رکھنا۔ ہم نے تم کو جو دین عطا کیا ہے وہ دین ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے، یہ دین دین فطرت ہے، زندگی کے ہر پل اسی دین کی ضرورت ہے اور ہر اک موڑ پر یہی دین سچی رہنمائی کرتا ہے۔ اسی دین میں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں ہیں، یہی دین خالق و مالک کا منتخب اور پسندیدہ دین ہے کہ ’’ان الدین عند اللہ الاسلام من یؤمن باللہ فھو سیف من سیوف اللہ‘‘ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک

تلوار ہے۔

عرفان کا کمترین درجہ یہ ہے کہ عارف ایک قدم میں عرش سے حجاب عظمت اور حجاب کبریا تک پہنچ جائے اور دوسرے قدم میں اپنے مقام پر واپس آجائے۔

فرمایا: جس نے کسی کامیاب کو نہیں دیکھا وہ کامیاب نہیں ہوتا۔

☆☆☆

قیام کابل کے دوران جب کابل کے شر پسندوں نے آپ کے مریدین کو کنویں سے پانی بھرنے نہیں دیا اور آپ کے حکم سے کنویں کا پانی جوش مار کر بہہ نکلا تو لوگ گھبرائے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ نے ان لوگوں کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم لوگ رئیس ہونے کے غرور میں ان فقیروں کو حقیر سمجھ رہے تھے، اچھی طرح یاد رکھو! رئیس ہونا صاحب کمال ہونے کی دلیل نہیں ہے، عزت کا حقیقی انحصار علم و عمل پر ہے اس لئے تونگر ہو کر مفلوک الحال لوگوں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے، تم کیا جانو خرقہ پوش اپنی گدڑی میں لعل رکھتے ہیں۔ تم لوگوں نے ان درویشوں کو پانی بھرنے سے روک کر دانشمندی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ سخت دلی اور تنگ نظری کا ثبوت دیا ہے کیونکہ یہ مسافر تمہارے مہمان ہیں اگر تم انہیں مہمان نہیں سمجھتے ہو تو یہ اللہ کے مہمان ضرور ہیں وہ ان کی میزبانی کرتا ہے کھلاتا پلاتا ہے یہ تو اسی کا آباد کیا ہوا شہر ہے ورنہ وہ رازق حقیقی جنگلوں میں بھی محض اپنی رحمت سے ان کے لئے خورد و نوش اور حوائج ضروریہ کا سامان مہیا کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آج کا یہ چھوٹا سا واقعہ ہی آپ لوگوں کی چشم عبرت وا کرنے کے لئے کافی ہوگا اور آپ لوگ آئندہ غریبوں کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھو گے۔

ایک مرتبہ شیخ عبدالرحمن نے آپ سے دریافت کیا کہ کرامت چھپانا ہمارا مذہب ہے اس کے برخلاف آپ کا تخت پر اڑنا کھانے پینے کی حاجت نہ ہونا آپ کے جسم پر مکھی نہ بیٹھنا، آپ کے لباس کا میلا اور پرانا نہ ہونا، چہرے پر اس قدر نور کی تابانی ہونا کہ نقابوں کے باوجود روشنی پھوٹے یہ سب کرامت کو ظاہر کرنے والی باتیں ہیں اس کا کیا سبب ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: میرے عزیز ہماری کرامات ہمارے سردار کے معجزات ہیں یہ تخت کا ہوا میں اڑنا مجھے کھانے پینے سونے کی حاجت نہ ہونا میرے جسم پر مکھی نہ بیٹھنا، میرا لباس میلا اور پرانا نہ ہونا اور چہرے پر انوار الٰہی کا ظہور یہ سب کچھ ہمارے سردار کا عطیہ ہے لہٰذا تحدیث نعمت ہمارا فرض اور کتمان نعمت کفران نعمت ہے جو کسی بھی طرح درست نہیں۔

☆☆☆

شیخ زاہدی نے ایک قطعہ حضور قطب المدار کی خدمت میں لکھ کر بھیجا جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے مکان پر حضرت کو بلانا چاہتے تھے وہ قطعہ یہ ہے ؎

پرتو خورشید عشق برہمہ تابد ولیک

سنگ بیک نوع نیست کان ہمہ گوہر شود

(ترجمہ)

عشق کے سورج کی ضوفشانی سب پر ہوتی ہے لیکن ہر پتھر یکساں نہیں کہ سب کے سب گوہر بن جائیں۔

بنیاد کردہ کہ کنی خانہا خراب

اے خانماں خراب چہ بنیاد کردہ

(ترجمہ)

تو نے اپنے گھر کی بنیاد ایسی رکھی ہے تا کہ دوسرے گھروں کو ویران کردو؟ اے خانما خراب! تو نے کیسی بنیاد رکھی؟

ایک روز مخدومی شیخ ابوالفتح نے حضرت شاہ مدار صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اس دنیا کے کارخانہ کی حقیقت نہ معلوم ہوئی کہ عدم سے وجود میں آیا اور پھر وجود سے عدم میں چلا جائے گا آخر اس سے کیا نتیجہ۔ حضرت نے فرمایا: ان اسرار حقیقت کی نقاب کشائی نہ کرو۔ اپنے رب کی رضا میں راضی رہو۔

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش

حسن ایں قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

(ترجمہ)

قلم توڑ دو، سیاہی بہادو، کاغذ جلادو، چپ سادھ لو۔ یہ عشق کا معاملہ ہے معرض تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔

ایک روز مکتوبات شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جلسہ میں پڑھے جا رہے تھے آخر جب اس مقام پر پہنچے ہیں کہ عالم کی دو قسمیں ہیں فرمایا: کتاب بند کرو، وحدت نقطہ سے زیادہ نہیں ہے کیا خوب کسی شخص نے کہا ہے۔

گفتم بہ حرم صاحب ایں خانہ کدام است

آہستہ بمن گفت کہ بیگانہ کدام است

(ترجمہ)

خانہ کعبہ میں جا کر میں نے پوچھا کہ اس گھر کا مالک کون ہے؟ مجھے سرگوشی میں جواب ملا کہ یہاں بیگانہ کون ہے؟

ایک روز آپ کی زبان مبارک پر یہ رباعی تھی:

اے قوم بہ حج رفتہ کجائید کجائید
معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید
آنانکہ طلب گار خدائند خدائند
حاجت بطلب نیست شمائید شمائید

(ترجمہ)

اے حج کو جانے والے لوگو! کہاں ہو کہاں ہو؟؟ آؤ آؤ!! معشوق تو یہیں ہے۔

جو لوگ خدا تعالیٰ کے طلبگار ہیں وہ اس کی تلاش میں ہیں حالانکہ انہیں تلاش کی حاجت نہیں ہے وہ اپنے وجود میں ہی تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کریں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ کلمہ شریف کے لا سے تمام معلومات کے گرد و غبار صاف ہو جاتے ہیں۔ (مدار اعظم ص ۶۲)

☆☆☆

بندرگاہ کھمبات میں بعالم روحانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست سے نو لقمے تناول فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا:

الدنیا لنا یوم و انا فیھا صوم

(ترجمہ)

میرے لئے یہ دنیا ایک دن ہے اور اس میں میرا روزہ ہے۔

ایک روز مولانا حسام الدین بغیر اذن حضرت شاہ مدار صاحب کے حجرہ میں چلے آئے۔ آپ نے فرمایا: "ہیچ بے ادب بخدا نرسید"۔ کوئی بے ادب بارگاہِ الٰہی تک نہیں پہونچا۔

مولانا حسام الدین نے چند شعر فی البدیہہ کہے جس میں حضرت کی زیارت کے شوق کو ظاہر کیا تھا اور عرض کیا:

اگر ادب من کردے از جمال اللہ محروم بودے

اکنوں کہ ترک ادب کردم بخدا رسیدم

(ترجمہ)

یعنی اگر میں ادب کرتا تو اللہ تعالیٰ کے نورِ جمال سے محروم ہو جاتا، اب جبکہ ادب ملحوظ نہ رکھا خدا تک پہنچ گیا۔

آپ یہ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا: سلامتی۔ سلامتی۔ اسی روز سے مولانا حسام الدین کا لقب سلامتی ہو گیا۔ (مدار اعظم: صفحہ ۹۵)

☆☆☆☆

خلیفۂ قطب المدار حضرت شیخ احمد بن مسروق

کشف المحجوب صفحہ ۲۲۱ میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ طریقت کے اماموں میں ایک بزرگ داعی مریداں بحکم فرمان الٰہی حضرت ابوالعباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو خراسان کے اجلہ مشائخ واکابر میں سے ہیں اور تمام اولیاء آپ کے زمین پر اوتاد ہونے پر متفق ہیں۔ آپ نے حضرت قطب المدارؒ کی صحبت پائی اور بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ ظاہری و باطنی علوم میں آپ کو کمال دسترس حاصل تھا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ خوشی ومسرت خدا کے سوا کسی اور سے ہے تو اس کی یہ خوشی دائمی غم کا وارث بناتی ہے۔ اور جس کا لگاؤ خدا کی خدمت وعبادت سے نہ ہو تو اس کا یہ لگاؤ دائمی وحشت کا ورثہ دیتی ہے۔ اس لئے کہ خدا کے سوا ہر چیز فانی ہے اور جس کی خوشی فانی چیز سے ہوگی تو جب وہ چیز فنا ہو جائے گی تو اس کے لئے بجز حسرت وغم کے کچھ نہ رہے گا۔ اور غیر خدا کی خدمت حقیر شئے ہے جس وقت اشیاء مخلوق کی انانیت اور خواری ظاہر ہوگی تو اس کے لئے اس سے انس ومحبت رکھنا موجب وحشت و پریشانی ہوگا لہٰذا غیر اللہ پر نظر رکھنے ہی سے سارے جہاں میں پریشانی ہے۔ اور تذکرۃ الاولیاء شیخ فریدالدین ص ۲۴۱ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ اپنے دور کے بہت بڑے ولی تھے اور خراسان کے مشہور مشائخین میں سے تھے۔ آپ اقطاب زمانہ تھے اور حضرت سیدنا بدیع الدین قطب المدار کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور آپ کے مرید وخلیفہ تھے۔ لوگوں نے آپ سے سوال کیا اس عہد

میں قطب کون ہیں؟ آپ نے خاموشی اختیار کی۔اس سے اندازہ ہوا کہ آپ اس دور کے قطب زماں تھے۔آپ طوس میں تولد ہوئے اور بغداد میں سکونت پذیر رہے۔ ایک شیریں سخن بوڑھے نے آپ سے کہا کہ اپنا خیال ظاہر فرمائیے۔آپ کو خیال ہوا کہ یہ شاید یہودی ہے اس لئے آپ نے فرمایا کہ تم یہودی معلوم ہوتے ہو۔وہ آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر اور آپ کی نورانی شخصیت سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں اسلام سے زیادہ صداقت کسی مذہب میں نہیں پاتا۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی عزت کرنا حقیقت میں خدا کی عزت کرنے کے مترادف ہے اور اسی سے تقویٰ تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔فرمایا کہ معرفت سے بعد کی دلیل باطل پر نظر کرنا ہے۔فرمایا کہ خدا کے دوست پر کوئی غلبہ نہیں پاسکتا۔خدا کے اطاعت گذار دنیا کو نظرانداز کر کے خدا ہی سے اُنس کرتے ہیں۔''سفینۃ الاولیاء شہزادہ داراشکوہ ص ۱۷۰'' میں فرماتے ہیں کہ: حضرت شیخ احمد بن محمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ آپ کی کنیت ابوالعباس ہے۔طوس آپ کا وطن تھا۔آپ کا شمار مشائخ متقدمین میں ہوتا ہے۔بغداد میں آپ کا مستقل قیام تھا۔آپ حضرت شیخ علی رودباری کے استاد اور حضرت حارث محاسبی کے شاگرد ہوتے ہیں اور آپ کو شیخ المشائخ حضرت قطب المدار سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل ہے۔حضرت شیخ سری سقطی اور حضرت محمد منصور طوسی کے اور حضرت جنید بغدادی کے ہم صحبت تھے۔سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی سے روایت ہے کہ حضرت احمد بن مسروق نے فرمایا: زندگی میں جو شخص بھی تدبیر ترک کرتا ہے اس کی وجہ تن آسانی ہوتی ہے یا آرام طلبی۔آپ نے فرمایا کہ باطل کی جانب زیادہ مائل ہونے سے عرفان حق کی لذت جاتی رہتی ہے۔احمد بن مسروق

حضرت جنید بغدادی کے دور میں خراسان گئے تھے جہاں سے واپسی پر بغداد میں ان سے ملاقاتیں رہی تھیں۔ خاص طور پر حضرت شیخ عبدالقادر ضمیری جب حضرت قطب المدار کے اعزاز میں ایک دعوتِ خاص کا اہتمام کیا تھا جس میں حضرت احمد بن مسروق اور حضرت جنید بغدادی نے شرکت کی تھی۔ اس موقع پر حضرت احمد بن مسروق نے حضرت شاہ بدیع الدین احمد مدار کی ان مہربانیوں کا تذکرہ کیا تھا جو بقائے نسل اور ولایت پر فائز کرنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر ضمیری کو حضرت احمد بن مسروق نے مشورہ دیا تھا کہ وہ قطب المدار صاحب کے ہمراہ ہندوستان جائیں۔ شیخ ضمیری نے احمد بن مسروق کے ہی مشورہ پر عمل کیا۔ حضرت عبدالقادر ضمیری کو بھی حضرت قطب المدار کا صحبت یافتہ اور خلیفہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ کا مزار شریف سنگلدیپ میں ہے۔

حضرت احمد بن مسروق صاحب کرامات بزرگ ہیں۔ حضرت علی ہجویری کو آپ کی چالیس حکایات (کرامتیں) یاد تھیں۔ یہاں اختصار کی وجہ سے نہیں لکھے۔ آپ کے بھی خلیفہ اور مریدین کی کثیر تعداد تھی۔ آپ کا وصال ۳۰۹ھ میں ہوا۔ مزار مبارک بغداد میں ہے۔ سیرۃ الصحابہ والتابعین جو حضرت ابوعبداللہ البغدادی الطبقاتی العباسی کی چوتھی صدی ہجری کی تصنیف ہے اس کتاب میں بھی حضرت احمد بن مسروق کو سرکار قطب المدار کا مرید و خلیفہ تحریر کیا گیا ہے۔ یہ کتاب رضا لائبریری رامپور میں موجود ہے۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت سید جمال الدین جان من جنتی

ملنگان عظام کی جماعت کے امام اول شہنشاہ ترک وتجرید نازش فقر وتفرید حضور سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔آپ کی ولادت با سعادت پانچویں صدی ہجری میں ہوئی ۔آپ کا مولد و مسکن شہر بغداد ہے ۔آپ کے والد گرامی حضرت سیدنا سید محمود اور والدہ محترمہ حضرت بی بی نصیبہ رضی اللہ عنہما ہیں ۔آپ تاجدار بغداد محبوب سبحانی حضور سیدنا سرکار غوث اعظم جیلانی قدس سرہ کے حقیقی بھانجے ہیں ۔سیرت وسوانح کی بہت پرانی کتابوں میں آپ کا ذکر خیر موجود ہے ۔مسراءۃ الانساب، خمخانۂ تصوف، سیرت قطب عالم، ثمرات القدس وغیرہ میں تحریر ہے کہ حضور سیدنا محمد جمال الدین جنتی جان من رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمس الافلاک مرجع الاقطاب غوث الاغواث حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار حلبی مکن پوری قدس سرہ کی دعاؤں سے پیدا ہوئے ۔واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ سیدہ بی بی نصیبہ کے یہاں کوئی اولاد نہیں تھی ۔آپ اپنے برادر محترم حضور سیدنا غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی ۔حضور سیدنا غوث پاک نے لوح محفوظ کا مشاہدہ فرما کر بتایا کہ بہن ! تیری قسمت میں اولاد تو ہے مگر وہ شہنشاہ ولایت مخزن اسرار حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار کی دعاء پر موقوف ہے ۔عنقریب آپ سیاحت فرماتے ہوئے بغداد پہونچنے والے ہیں ۔جب حضور کا ورود مسعود بغداد میں ہو تو پھر تم ان کی بارگاہ میں حاضر

ہونا اور ان سے دعاء کی درخواست کرنا۔ پروردگار عالم سرکار مدار کی دعاؤں کے طفیل تمہیں ضرور اولاد عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہ پانچویں صدی ہجری میں سیاحت فرماتے ہوئے بغداد پہونچے۔ پورا بغداد ایک عرصے سے آپ کی دید کا منتظر تھا کتنے ہی حاجت مند اسی انتظار میں بیٹھے تھے کہ جب شاہکار قدرت قطب وحدت شہنشاہ ولایت حضور سیدنا مدار العالمین کا ورود مسعود بغداد میں ہوگا تو ہم بھی اپنی عرضیاں بارگاہ مداریت میں پیش کر کے شادکام ہوں گے۔ پورا بغداد آپ کی تشریف آوری کی خوشی سے جھوم رہا تھا۔ ہر طرف مسرتوں کا سماں چھایا ہوا تھا۔ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو شہنشاہ ولایت کی آمد کی اطلاع دے رہے تھے غرض یہ کہ پورے بغداد میں آپ کی آمد کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ یکے بعد دیگرے لوگ حاضر بارگاہ ہو کر فیوض مداریت سے مالا مال ہوتے رہے۔ بالآخر وہ وقت بھی آگیا کہ جب ہمشیرہ غوث الوریٰ سیدہ بی بی نصیبہ حضور مداریت پناہ میں حاضر ہوئیں اور بحوالہ محبوب سبحانی حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی اپنا مدعائے دل بصد ادب و احترام پیش کیا۔ حضور قطب وحدت سیدنا مدار اعظم قدس سرہ نے کمال شفقت کے ساتھ بی بی نصیبہ کی عرضی کو سماعت فرمایا۔ پھر حضرت سیدہ بی بی نصیبہ سے فرمایا کہ اللہ عزوجل عنقریب تمہیں دو فرزند سعید عطا فرمائے گا۔ ایک کا نام "محمد" اور دوسرے کا نام "احمد" رکھنا۔ البتہ آپ یہ وعدہ ضرور کریں کہ بڑے فرزند کو آپ مجھے دے دیں گی۔ قدسی صفات اس مقدس خاتون نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ آپ کی اس شرط کو قبول کرلیا۔

بغداد میں چند روز قیام کے بعد آپ دیگر مقامات کی طرف روانہ ہوگئے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حضرت بی بی نصیبہ کے یہاں ایک فرزند سعید تولد ہوا۔ حسب حکم

والدین نے اس نومولود کا نام "محمد" رکھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوسرے فرزند کی بھی ولادت ہوئی ان کا نام "احمد" رکھا گیا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حضور قطب المدار قدس سرہ پھر بغداد پہونچے۔ پورا بغداد ایک بار پھر آپ کی آمد کی خوشی سے جھوم اٹھا۔ بغداد کے اطراف سے بھی لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ جس قدر بھی لوگ آپ کے بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ نے سبھوں کو شادکام فرمایا۔ حضرت سیدہ بی بی نصیبہ بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور حضرت مدار پاک کو صاجزادگان کے ولادت کی خبر دی مگر دل ہی دل میں صاجزادے کی جدائی کے تصور سے کانپ اٹھیں۔ بڑے صاجزادے محمد جمال الدین اب سن شعور کو پہونچنے والے تھے جبکہ چھوٹے فرزند سید احمد ابھی ان سے کچھ چھوٹے تھے سرکار مدار العالمین قدس سرہ نے سیدہ بی بی نصیبہ سے فرمایا کہ آپ اب اپنا وعدہ پورا کریں یعنی محمد جمال الدین کو میرے حوالے کریں۔ حضور مدار اعظم کی زبان فیض سے یہ جملہ سن کر آپ کی ممتا تڑپ اٹھی مگر وعدہ تو وعدہ اور وہ بھی اتنے عظیم ولی اللہ سے کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آئی۔ بیساختہ حضرت سیدہ کی زبان سے نکلا کہ حضور! محمد جمال الدین تو انتقال کر گئے۔ آپ خوب جانتے تھے کہ بی بی نصیبہ کو شفقت مادری کے جذبے نے بے اختیار کر دیا ہے مگر آپ نے ان سے کچھ نہیں فرمایا۔ بی بی نصیبہ بھی اجازت مانگ کر گھر کی طرف چل پڑیں۔ ابھی آپ گھر کے قریب ہی تھیں کہ اطلاع ملی کہ محمد جمال الدین زینے سے گر پڑے اس سے پہلے کہ آپ ان تک پہونچتیں محمد جمال الدین کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کرب غم سے بیقرار ہو گئیں اور بلا تاخیر افتاں وخیزاں حضور مدار عالم سرکار زندہ شاہ مدار کی بارگاہ میں پہونچیں اور پورا قصہ

بیان فرمایا۔ حضور شہنشاہ ولایت مسکرائے اور فرمایا کہ ٹھیک ہے جاؤ محمد جمال الدین کو میرے پاس لے آؤ۔ جب حضرت محمد جمال الدین کی نعش مبارک آپ کی خدمت میں لاکر رکھی گئی تو آپ نے ان کے سر پر اپنا دست مقدس رکھا اور فرمایا، جمال الدین جان من جنتی اٹھو تمہیں تو دین رسول کی بڑی خدمتیں کرنی ہیں۔ آپ کی زبان فیض ترجمان سے یہ جملے نکلے ہی تھے کہ حضرت سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ کی بارگاہ سے ملا ہوا خطاب جان من جنتی آج بھی آپ کے اسم مبارک سے جڑا ہوا ہے۔ دیہاتوں میں اکثر لوگ جمن جتی بھی کہتے ہیں۔ ثمرات القدس میں ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ بعد ولادت سیدنا غوث اعظم قدس سرہ نے اپنے دونوں بھانجوں یعنی حضرت سید محمد کے صاحبزادگان حضرت محمد جمال الدین اور حضرت سید احمد بادیہ پا کو لیکر خود بارگاہ مداریت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ یہ دونوں میری ہمشیرہ بی بی نصیبہ کے دلبند ہیں۔ آں حضرت کی ذات برکات سے فائز المرام ہونا چاہتے ہیں۔ اور ایک قول کے مطابق حضور غوث پاک نے خود ہی بی بی نصیبہ کے فرزندوں کے لئے بارگاہ قطب المدار میں دعاء کی درخواست فرمائی تھی۔ آپ کے کہنے پر حضور مدار پاک نے دعاء فرمائی اور حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو گئے واپسی میں جب دوبارہ تشریف لائے تو بی بی نصیبہ غوث پاک کی وصیت کے مطابق اپنے دونوں فرزندوں کو لے کر بارگاہ مداریت میں حاضر ہوئیں۔ حضور مدار پاک نے بی بی نصیبہ کے فرزندوں کو دل وجان سے قبول فرمایا اور انہیں لے کر استنبول کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس جگہ ان دونوں عزیزوں کو علم صوری کی تعلیم کے لئے عبداللہ رومی کے حوالے فرمایا اور خود ایک پہاڑی کی گھاٹی میں حبس دم کے اشغال میں واحد حقیقی

کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اس جگہ چند دن گزارنے کے بعد خراسان کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت سیدنا مدار العالمین کی ان ہی نوازشوں کا صدقہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی مداری قدس سرہ کا اسم شریف بھی کاملان طریقت میں سرفہرست ہے۔ آپ سے اتنی ساری کرامتیں ظہور میں آئی ہیں کہ انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ تذکرۃ المتقین وغیرہ میں تحریر ہے کہ حضرت جان من جنتی قدس سرہ شیر کی سواری اور سانپ کا کوڑا رکھتے تھے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے ملاقات کی ہے اور

آپ کے فیوض سے خوب خوب مستفیض ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

یکے را دیدم از عرصۂ رودبار
کہ پیش آمدم بر پلنگ سورا
چناں ہول زاں حال برمن نشست
کہ ترسیدم پائے رفتن بہ بست

(الخ)

آپ نے بھی تقریباً دنیا کے اکثر ممالک کا سفر فرمایا ہے چونکہ آپ کی عمر پاک بھی کافی طویل ہوئی ہے تذکرۃ المتقین گلستان مدار وغیرہ میں آپ کی عمر شریف چار سو سال تحریر ہے۔ آپ کی عمر پاک کا اکثر حصہ حضور قطب المدار قدس سرہ کی خدمت میں گزرا ہے۔ آپ حضور مدار الوریٰ قدس سرہ کے بڑے چہیتے اور محبوب نظر مرید و خلیفہ ہیں۔ حضور سیدنا مدار العالمین قدس سرہ کے خلفاء میں جس قدر تقرب آپ کو حاصل ہے

وہ اوروں کو میسر نہیں، آپ حضور مدار پاک قدس سرہ کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے ہیں زیارت حرمین کے بعد حضور مدار اعظم قدس سرہ کاظمین شریفین بغداد اور دیگر بلاد عربیہ کا سفر فرماتے ہوئے کربلائے معلی پہونچے پھر یہاں سے نجف اشرف کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ نجف اشرف میں حضرت محمد جمال الدین جان من جنتی کو اعتکاف کا حکم دیا اور خود تبلیغ دین کی فرماتے ہوئے ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے۔

پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تمام ملنگان عظام کے مصدر و منبع حضور سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی ہی ہیں۔ آپ کے سر کے بال بہت بڑے بڑے تھے۔ آپ کے بال نہ کٹوانے کی دو روایتیں مشہور ہیں ایک تو یہ کہ حضور مدار پاک نے حضرت جان من جنتی کے عہد طفلی میں اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھ کر دعا فرمائی تھی اور دوسری روایت جو تذکرۃ المتقین فی احوال خلفائے سید بدیع الدین کے حاشیہ پر تحریر ہے کہ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار نے حضرت محمد جمال الدین جان من جنتی کو اجمیر کے ایک پہاڑ پر ذکر حق و اشغال حبس دم میں بٹھا دیا چنانچہ ایک سو پچیس سال تک مسلسل آپ ذکر حق و اشغال میں حبس دم میں بیٹھے رہ گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے سر سے خون نکلنے لگا۔ جب حضور سیدنا مدار العالمین قدس سرہ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت جان من جنتی کے سر پر اپنے دست مبارک سے مٹی ڈال دی جس کے سبب خون نکلنا بند ہو گیا۔ جب حضرت محمد جمال الدین قدس سرہ پہاڑ کی گھاٹی سے باہر آئے تو لوگوں نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی کہ ایسا ایسا واقعہ آپ کے ساتھ پیش آگیا تھا۔ پھر حضور سید الاقطاب سرکار زندہ شاہ مدار نے آپ کے سر پر خاک ملی تھی۔ جب

حضرت نے سنا کہ میرے سر پر میرے آقا حضور مدار الوریٰ نے اپنا دست حق رکھا تھا بس اسی کے بعد سے بال منڈوانا بند کر دیا۔ ملنگان عظام اسی باعث اپنے بال سر سے جدا نہیں کرتے ہیں۔ دور حاضر کے کچھ دیدہ کور قسم کے لوگ ملنگان عظام کے بالوں پر فتویٰ جہالت نافذ کر کے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔ ناصر السالکین، تذکرۃ الفقراء وغیرہ میں ہے کہ حضور جان من جنتی قدس سرہ کے پیرو دیوانگان کہلاتے ہیں جبکہ یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ گجرات کے اکثر اور یوپی بہار وغیرہ کے بعض علاقوں میں قبیلۂ شاہ کے لوگوں کو بھی دیوان کہا جاتا ہے۔ یہاں پر یہ بات ذہن نشین رکھنے سے تعلق رکھتی ہے کہ قبیلہ شاہ کے حضرات کو بایں وجہ بھی دیوان کہا جاتا ہے کہ عہد قدیم میں خاندان علویہ مرتضویہ کے لوگ لشکر اسلام میں منصب دیوان پر ہی زیادہ تر متمکن ہوتے تھے۔ افسوس کی بات ہے کہ اکثر دیوان حضرات اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ ان کا نسبی رشتہ شیر خدا وارث مصطفی حضور سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے۔ کچھ ناپختہ قلمکاروں نے اس معزز قبیلے کی تاریخ کو غیر سمت میں موڑ کر اپنی کم علمی کا ثبوت دیا ہے جو کہ قابل مذمت ہونے کے ساتھ قابل تردید بھی ہے۔ انہیں چاہئے کہ اپنی ان ناقص تحریروں سے توبہ و رجوع کر کے عند اللہ سرخروئی کے اسباب مہیا کرلیں۔ الغرض حضور سیدنا محمد جمال الدین قدس سرہ سے رشتہ رشدی رکھنے والے حضرات بھی دیوانگان کہلاتے ہیں۔ جب کہ آپ سے دیوانگان کی ۷۲ (بہتر) شاخیں نکلی ہیں جو دیوانگان حسینی، دیوانگان سلطانی، دیوانگان رشیدی، دیوانگان دریائی، دیوانگان سرموری، دیوانگان زندہ ولی، دیوانگان آتشی اور دیوانگان کاملی اور دیوانگان جمشیدی، دیوانگان قدوسی، دیوانگان مداحی اور دیوانگان سدھ شاہی وغیرہ

کے ناموں سے مشہور ہیں۔

آپ نے پوری زندگی مجردانہ طور پر گزاری ہے یعنی زندگی بھر شادی نہیں فرمائی۔ آپ اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ سلسلۂ مداریہ کو کافی فروغ حاصل ہوا ہے بڑے بڑے امراء اور سلاطین نے آپ کی بارگاہ میں حاضری دی ہے اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ شیر شاہ سوری آپ سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوا، محل سے نکلتے وقت اس نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر آپ واقعی فقیر کامل ہوں گے تو مجھے آم دیں گے واضح رہے کہ اس وقت آم کا موسم نہیں تھا۔ جب بادشاہ وقت آپ کی بارگاہ میں پہونچا تو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں آدھا آم ہے چنانچہ حضرت سید جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ نے وہ آدھا آم شیر شاہ سوری کو دے دیا۔ شیر شاہ سوری نے آم آپ کے ہاتھ سے لے لیا اور درویشی و فقیری کے موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے لگا۔ جانے کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اگر بادشاہ آم کھا لیتا تو اس کے خاندان میں نسلاً بعد نسل بادشاہت قائم ہو جاتی مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔ حضور سیدنا جان من جنتی قدس سرہ کا مقام و مرتبہ درمیان اولیاء بہت ہی بلند و بالا ہے۔ جماعت اولیاء اللہ میں آپ کے مثل ریاضت و مجاہدہ کرنے والے بہت کم نظر آتے ہیں۔ پروردگار عالم نے آپ کو مجمع فضائل بنا دیا تھا۔ بالخصوص جذب خلائق آپ کا خاص وصف ہے۔ اللہ کی مخلوق دیکھتے ہی آپ کی گرویدہ ہو جاتی تھی۔ گلستان مدار وغیرہ میں ہے کہ جب آپ جنگلوں میں ہوتے تو چاروں طرف سے جنگلی جانور آپ کو گھیرے رہتے تھے۔ آپ کی عجیب و غریب داستان ہے۔ آپ کی ایک مشہور کرامت آج بھی زبان زد عام ہے کہ ایک مرتبہ حضور قطب وحدت سیدنا مدار العالمین قدس سرہ اور آپ ایک

ایسی پہاڑی پر قیام فرما ہوئے جہاں تقریباً نو سو (۹۰۰) سادھو مہنت بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان سادھوؤں کا بھنڈارا صبح و شام چلتا رہتا تھا۔ ایک روز حضور سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے فرمایا کہ جان من جنتی! میری کشتی لے کر سادھوں کے پاس جاؤ اور تھوڑی سی آگ لے آؤ۔ آپ کشتی لے کر روانہ ہوئے اور سادھوؤں کے پاس پہونچکر آگ مانگی۔ سب سے بڑا سادھو بولا آگ کیا کیجئے گا؟ آپ نے فرمایا: کہ مرشد گرامی نے مانگی ہے۔ ایک دوسرے مہنت نے کہا کہ شاید کھانا بنانے کے لئے ہی آگ مانگا ہوگا لہٰذا انہیں بجائے آگ دینے کے دو آدمیوں کا کھانا ہی دے دیا جائے۔ حضرت جان من جنتی نے فرمایا کہ نہیں میرے مرشد تو کھانا کھاتے ہی نہیں ہیں البتہ میں ضرور کبھی کبھی کھالیتا ہوں مگر ہمیں کھانے کی حاجت نہیں، آگ ہی چاہئے۔ بڑے سادھو نے کہا: ٹھیک ہے آپ آگ بھی لے لیں اور کشتی میں کھانا بھی لے لیں۔ جب آپ نے دیکھا: سادھو اصرار پر اصرار کئے جارہے ہیں تو پھر آپ نے اپنی کشتی ان کے حوالے کردی باورچی کو حکم ہوا کشتی میں بھر کر کھانا لے آؤ۔ باورچی نے کشتی میں کھانا ڈالنا شروع کیا مگر کیا کیجئے گا کئی دیگیں ختم ہوگئیں اور کشتی ہے کہ بھرنے کا نام نہیں لے رہی ہے۔ یہاں تک کہ ساری دیگیں ختم ہوگئیں مگر کشتی نہیں بھری اب تو تمام مہنت و سادھو حیرت و استعجاب میں ڈوب گئے، ایک دوسرے کو حیرت بھرے انداز میں دیکھتے رہے مگر معاملہ کچھ بھی سمجھ میں نہیں آنے والا تھا۔ آپ کے کمالات و کرامات ان مشرکوں پر ظاہر ہو چکے تھے اور آپ کی عظمت کا سکہ ان کے دلوں پر بیٹھ چکا تھا۔ حضرت سیدنا جمال الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین اسی مقام پر ایک ایسا وظیفہ کیا کہ کچھ ہی دیر کے بعد آپ کے جسم کے سارے اعضاء الگ الگ

ہو گئے، سر دھڑ سے جدا ہو گیا۔ یہ کیفیت اور یہ منظر دیکھ کر مہنت لوگ گھبرا گئے لیکن ان میں سے ایک جادوگر، جری، نڈر مہنت نے آواز بلند کی دیکھتے کیا ہو؟ ان کو بوٹی بوٹی کر کے کھاؤ یہ سارے کمالات تمہارے اندر بھی پیدا ہو جائیں گے اور اس کی خوبیاں تمہارے اندر سرایت کر جائیں گی۔ مہنتوں کا دماغ پھرا اور انھوں نے آپ کے جسم کے بکھرے اعضاء اور ٹکڑوں کی بوٹی بوٹی کی اور ان ظالموں نے انھیں کھالیا۔ ادھر حضور قطب المدار قدس سرہ آپ کا انتظار فرما رہے تھے چنانچہ جب زیادہ تاخیر ہوئی تو آپ خود چل کر پہاڑی پر پہنچے اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جمال الدین جان من جنتی تم کہاں ہو؟ حضرت خواجہ جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ نے تمام سادھوؤں کے پیٹ سے جواب دیا کہ حضور! میں مہنتوں کے پیٹ میں ہوں۔ ہر مہنت کے پیٹ سے یہ صدا بلند ہوئی، حضور میں یہاں ہوں۔ حضور سرکار سرکاراں سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے فرمایا کہ جلدی سے آجاؤ۔ حضرت جان من جنتی قدس سرہ نے جواب دیا کہ حضور کیسے باہر آؤں، تمام راستے گندے ہیں۔ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار نے فرمایا کہ تم تمام سنتوں کے پیٹ سے نکل کر سب سے بڑے سادھو کے پیٹ میں آجاؤ اور پھر اس کا سر پھاڑ کر باہر آؤ۔ تمام سنت سرکار قطب المدار کی باتیں سن کر سکتے میں پڑ گئے۔ ابھی تھوڑا ہی وقفہ گزرا ہوگا کہ تمام سنتوں نے جنہیں رتی رتی کر کے کھالیا تھا وہی شیخ طریقت حضور سیدنا محمد جمال الدین قدس سرہ سب سے بڑے مہنت کا سر پھاڑ کر باہر آگئے جب ان کفار و مشرکین نے ایسی عظیم کرامت دیکھی تو سب کے سب نادم و شرمندہ ہو کر قدم بوس ہوئے اور کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور دل و جان سے

آپ کے مرید و غلام بن گئے بعد میں ان میں سے بہت سارے لوگ نعمت خلافت و اجازت سے سرفراز ہو کر صاحب کشف و کرامت بھی ہوئے۔ ان لوگوں سے متعلق اور بھی بہت سارے افراد تھے وہ بھی نعمت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔ یہ حیرت ناک واقعہ گجرات میں جونا گڑھ گرنار نامی پہاڑ پر واقع ہوا۔ جس پتھر پر کھڑے ہو کر حضور قطب المدار سرکار نے جان من جنتی کو آواز دی تھی اس پتھر پر آج بھی سرکار زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے پائے اقدس کے نشان بنے ہوئے ہیں غور سے دیکھنے پر آدمی کو اس میں اپنا چہرہ بھی نظر آتا ہے۔ مدار ٹیکری اجمیر شریف اور مدار یہ پہاڑ محل باری نیپال میں بھی ایسا ہی واقعہ مشہور ہے۔ (سیر المدار)

حضور سید الاقطاب سیدنا مدار اعظم قدس سرہ کی سیرت پاک کی مشہور کتاب ''مدار اعظم'' میں علامہ حکیم فرید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضور سیدی زندہ شاہ مدار قدس سرہ آخری سفر حج سے واپسی میں جب خراسان پہونچے تو وہاں کے ایک بزرگ حضرت شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا مگر وہ ملنے نہیں آئے۔ اتفاقاً حضور محمد جمال الدین قدس سرہ ایک طرف سیر کے لئے نکل پڑے وہاں آپ کی ملاقات حضرت شیخ نصیر الدین سے ہوگئی، دوران گفتگو حضرت جان من جنتی قدس سرہ نے ان بزرگ سے فرمایا کہ آپ نے حضور سیدنا مدار العالمین سے ملاقات نہیں کی؟؟ حضرت نصیر الدین نے فرمایا مجھے ان سے ملنے کی کیا ضرورت وہ بھی ولی ہیں اور میں بھی ولی ہوں۔ حضرت جان من جنتی کو یہ جملہ ناگوار گزرا چنانچہ آپ نے اسی وقت ان کی کیفیت کو سلب کر لیا اور وہاں سے چل پڑے۔ جب سرکار قطب المدار کی خدمت میں پہونچے تو سرکار مدار پاک نے فرمایا جان من جنتی

نصیر الدین کی باتوں نے تمہیں ملول کر دیا۔آپ نے بوجہ ادب کوئی جواب نہیں دیا۔
تھوڑی دیر بعد حضرت نصیر الدین بھی بارگاہ مداریت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے
اور پھر خاموشی کے ساتھ ایک گوشے میں بیٹھ گئے ۔حضرت سیدنا زندہ شاہ مدار نے
حضرت جان من جنتی کی طرف اشارہ فرمایا بعدہٗ حضرت محمد جمال الدین قدس سرہ نے
وہ سلب کی ہوئی نعمت حضرت نصیر الدین کو واپس دے دی ۔حضور زندہ شاہ مدار قدس
سرہ یہاں سے دیگر ممالک میں تبلیغ دین فرماتے ہوئے اجمیر پہونچے ۔اجمیر
پہونچکر سرکار زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے حضرت محمد جمال الدین جان من جنتی قدس
سرہ اور آپ کے برادر حضرت سید احمد بادیا پا کو کولا پہاڑی پر چلہ کرنے کا حکم دیا اور
خود کالپی کی طرف روانہ ہو گئے ۔آپ کی دینی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہے
ہندوستان میں کئی مقامات پر آپ کے چلے بنے ہوئے ہیں ۔آپ کے خلفاء کی تعداد
بھی بہت زیادہ ہے ۔حضرت فخر الدین زندہ دل ،حضرت سدھن سرمست ،حضرت
قطب محمد المعروف بہ قطب غوری علیہم الرحمہ آپ کے قابل ذکر خلفاء میں ہیں ۔آپ کا
وصال پر ملال ۱۴ محرم الحرام ۱۰۹۵ھ میں ہوا۔مزار مبارک ریاست بہار کے ضلع پٹنہ
کے قصبہ ہلسہ میں مرجع خلائق ہے ۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت سید احمد بادیہ پا

آپ کی ولادت باسعادت پانچویں صدی ہجری شہر بغداد میں ہوئی ۔آپ کے
والد گرامی حضرت سید محمود اور والدہ مخدومہ سیدہ بی بی نصیبہ ہیں ۔آپ کی والدہ خدارسیدہ
بی بی نصیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور پر نور سیدنا سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی

ہمشیرہ ہیں۔ بایں وجہ آپ حضور سرکار غوث اعظم قدس سرہ کے سگے بھانجے ہیں۔

آپ کو شرف خلافت واجازت حضور سیدنا بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قطب المدار قدس سرہ سے حاصل ہے جیسا کہ ''بحر زخار'' کے مصنف علامہ شیخ وجیہ الدین اشرف علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ ''آں نزہت آرائے چار چمن توحید آں تراوت پیرائے گلشن تجرید آں تاج بخش کش سلاطین وفقراء آں مشغول ہوائے دوست۔ سید احمد مشہور بہ بادیہ پا مرید سعید وخلیفۂ رشید شاہ سید بدیع الدین قطب المدار است۔'' (بحر زخار: ص ۹۹۰)

نیز آپ کے سوانح نگار جناب سید شفیق صاحب نے بھی تذکرہ سید احمد بادپا میں رقم فرمایا ہے کہ ''سید احمد المعروف بہ میراں شاہ قدس سرہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار کے اجل ومعتمد واخص الخواص خلیفہ ہیں۔'' (تذکرہ سید احمد بادپا)

علاوہ ازیں صاحب مراۃ الاسرار علامہ عبد الرحمن علوی چشتی قدس سرہ نے بھی اپنی تصنیف ''مراۃ المداری'' میں حضور سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار حلبی مکن پوری قدس اللہ سرہ کے جلیل القدر خلفاء میں شمار کیا ہے۔

اور نیز علامہ سید اقبال جونپوری نے بھی اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور'' میں حضرت والا کو حضور مدار پاک کا مقرب ترین مرید وخلیفہ تحریر کیا ہے۔ علامہ اقبال جونپوری کے علاوہ دور حاضر کے مشہور مصنف ومؤلف حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی استاذ مدرسہ شمس العلوم گھوسی ضلع مؤ نے بھی اپنی کتاب ''تذکرہ مشائخ عظام'' میں حضرت سیدنا سید احمد بادیہ پا کو حضور مدار العالمین قدس سرہ کے نامور خلفاء کی فہرست میں داخل فرمایا ہے۔

تذکرہ نگاروں نے آپ کی ولادت باسعادت سے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ آپ

اور حضور سید الاولیاء سیدنا سید محمد جمال الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور مدارِ پاک کی دعائے پر اثر سے بی بی نصیبہ کے یہاں تولد ہوئے۔ اس سلسلے میں حضرت ملا کامل رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ثمرات القدس، یا عارف ربانی حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''منتخب العجائب فی اظہار اسرار الغرائب'' یا حضرت سید ضیاء الدین احمد علوی مجددی امروہوی کی کتاب ''مراۃ الانساب'' دیکھی جا سکتی ہیں۔ نیز اس کا تذکرہ حضور سیدنا خواجہ مخدوم سماء الدین سہروردی علیہ الرحمہ کی درگاہ عالیہ کے سجادہ نشین حضرت علامہ ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی، پی۔ایچ۔ڈی نے اپنی کتاب ''خمخانۂ تصوف'' میں اور علامہ فصیح اکمل قادری نے سیرت قطب عالم'' میں اور الحاج ابو الحماد مفتی محمد اسرافیل شاہ علوی مداری نے اپنی تصنیف لطیف ''نصیبۃ الابرار'' المعروف بہ جمال قطب المدار میں اور حضرت الاستاذ علامہ محمد صفی اللہ شمیم القادری نے سہ ماہی امام احمد رضا میگزین جنوری تا مارچ ۲۰۰۸ء میں تفصیل کے ساتھ فرمایا ہے۔

مذکورہ تمام کتابوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سیدہ بی بی نصیبہ کے یہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ ایک روز آپ اپنے برادر گرامی حضور تاجدار ولایت سیدنا سرکار غوث پاک قدس سرہ کی بارگاہ میں حصول اولاد کا عریضہ لے کر حاضر ہوئیں تو آپ نے اپنی ہمشیرہ حضرت بی بی نصیبہ کو حضور سیدنا مدار العالمین قدس سرہ کی طرف رجوع فرمایا اور حضور سیدنا سرکار غوث پاک قدس سرہ کے حسب حکم آپ بارگاہ مداریت پناہ میں حاضر ہوئیں اور دعا کی درخواست کی۔ حضور قطب وحدت سیدنا سرکار مدار کائنات نے دعا فرمائی اور از راہ بشارت ارشاد فرمایا کہ بی بی جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں یکے بعد دیگرے دو

فرزند عطا فرمائے گا۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے بموجب اللہ عزوجل نے آپ کو دو فرزندوں سے نوازا۔ ان میں بڑے صاجزادے حضرت سید محمد جمال الدین جان من جنتی اور چھوٹے صاجزادے حضرت سید احمد بادیاپا قدس اللہ سرھما ہیں۔

ثمرات القدس میں تحریر ہے کہ حضور مدار پاک قدس سرہ ایک عرصہ دراز کے بعد دوبارہ بغداد تشریف لائے تو بی بی نصیبہ نے حسبِ ارشاد سرکار غوث پاک اپنے دونوں فرزندوں کو جو قطب المدار کی دعا سے ہی پیدا ہوئے تھے بارگاہ مداریت میں پیش فرمایا۔ حضرت قطب المدار نے بی بی نصیبہ کے، دونوں فرزندوں کو دل وجان سے قبول فرمایا اور انہیں لے کر استنبول کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس مقام پر آپ نے دونوں عزیزوں کو علم صوری کی تعلیم کے لئے حضرت عبداللہ رومی کے حوالے فرمایا اور خود ایک پہاڑ کی گھاٹی میں حبس دم کے اشغال میں واحد حقیقی کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اس جگہ چند سال گزارنے کے بعد آپ خراسان رونق افروز ہو گئے۔ بحر زخار کے مصنف علامہ حضرت شیخ وجیہہ الدین اشرف لکھتے ہیں کہ ”حضرت سید احمد بادیہ پا حضرت سیدنا سید بدیع الدین شاہ مدار کے ساتھ سمر قند ہوتے ہوئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور دوران سفر کھانا پینا بالکل بند کر دیا۔ دو ہفتہ تک کھانے پینے کی کوئی چیز میسر نہ ہوئی جس کی وجہ سے حضرت سید احمد بادیہ پا بھوک سے بیتاب ہو گئے۔ حضرت شاہ مدار کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے میر سید احمد بادیہ پا سے کہا کہ تم جانب جنوب چند قدم جاؤ وہاں ایک خوشنما پانی کا چشمہ ملے گا اس کے کنارے ہرا بھرا درخت ہوگا جس کے سائے میں ایک مرد حقیر اپنے دوستوں کا کھانا رکھ کر ان کا انتظار کرتا ہوگا وہ کھانا تمہارے نصیب کا ہے جب وہ مرد تمہیں کھانا پیش کرے تو بسم اللہ

پڑھ کر کھالینا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکرادا کر کے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لینا اور اس مرد سے کہنا کہ تم نے مجھے سات مردوں کا کھانا کھلایا ہے اللہ اس کے بدلے تم کو سات اقلیم یا سات پشت کی بادشاہت دے گا چنانچہ میر سید احمد بادیہ پا اس جگہ گئے اس مرد حقیر نے دیکھا کہ یہ مرد صالح سخت بھوکا ہے یہ سوچ کر پورا کھانا میر سید احمد بادیہ پا علیہ الرحمہ کے سامنے رکھ دیا۔انہوں نے اپنے پیر ومرشد کے حکم کے مطابق کھانا کھا کر اس مرد حقیر کے حق میں انہیں لفظوں میں دعا کی۔وہ مرد حقیر تیمور لنگ تھا۔

بعدۂ آپ حضور مدار پاک کے ساتھ مختلف دیار وامصار کی سیاحت فرماتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے اور عرصۂ دراز تک حضور مدار پاک کے قرب خاص میں رہے اور ولایت کی اعلیٰ منازل پر آپ کی خصوصی توجہات کے بدولت فائز ہوئے۔

کولھوابن میں آپ کی آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی استاذ مدرسہ شمس العلوم گھوسی ضلع مؤ جناب مفتی محمد شریف الحق امجدی کی زندگی کے مختلف گوشوں پر لکھی گئی کتاب ’’معارف شارح بخاری‘‘ میں اپنے مقالہ ’’شارح بخاری کے قصبہ گھوسی کا ایک تاریخی جائزہ‘‘ میں لکھتے ہیں کہ’’شرقی عہد حکومت میں گھوسی سے تقریباً دس کلو میٹر دور شمال مشرقی سمت کولھوابن (درگاہ) میں حضرت سید احمد بادیہ پا رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے آپ کے روحانی فیوض و برکات سے گھاگھرا کے جنوبی دیوارہ پر آباد لوگوں نے اسلام کی دولت کو سینے سے لگایا اور جو لوگ مشرف بہ اسلام نہ ہو سکے وہ بھی آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے۔حضرت سید احمد کی زندگی میں موسم باراں میں مسلسل سات جمعرات کو آپ کی زیارت کے لئے مسلمان

اور ہندو آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے جسے بار عام کہا جاتا ہے۔ میراں بابا کے پردہ فرمانے کے بعد آج بھی وہ روایت باقی ہے اور لوگ جوق در جوق بلا تفریق مذہب وملت حضرت کی چلہ گاہ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔ ہاں بار عام کثرت استعمال سے (برام) ہوگیا۔ سید احمد بادیہ پا حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہندوستان آئے، مشہور ہے کہ بغداد شریف کے باشندے تھے۔ یہ حضرت مدار قدس سرہ کے متعمد علیہ مخصوص رفقاء میں تھے۔ مدت العمر حضرت مدار کی خدمت میں حاضر رہے۔ ان کے وصال کے بعد ۸۴۴ھ میں حضرت مدار صاحب کی وصیت کے مطابق گھوسی کو لھوابن درگاہ آئے۔

گھوسی و اطراف میں میراں بابا اور میر بابا کے نام سے مشہور ہیں۔ شاہ مدار نے اپنی وفات سے قبل اپنے ستر مخصوص ہمراہیوں کو تنہا تنہا بلا کر وصیت و نصیحت کی اور ہر ایک کے لئے اس کے مقام ولایت کو متعین کر کے رشد و ہدایت کی خدمت سپرد کی چنانچہ شاہ مدار کے وصال کے بعد ان کے تمام ہمراہی اپنے مقام ولایت پر جا کر مصروف رشد و ہدایت ہوئے اور وہیں فوت ہوئے۔ حضرت سید احمد بادیہ پا بھی حضرت مدار کی وفات ۸۴۴ھ کے بعد اپنے مقام ولایت کولھوابن میں وارد ہوئے اور اپنی جد و جہد سے اسلام کا اہم فریضہ انجام دیا۔ اسلام دشمن عناصر کو زیر کر کے اس دیار کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے ساز گار بنایا۔ فرید خاں سوری اپنے زمانہ طالب علمی میں جون پور کے اندر حضرت سید احمد بادیہ پا کی عظیم روحانی شخصیت کا ذکر سن چکا تھا جب اس کے باپ حسن سور نے سہسرام کی جاگیر کے انتظام سے اس کو بے دخل کر دیا تو وہ حیرانی و پریشانی کے عالم میں کولھوابن حاضر ہوا۔ حضرت نے حالات دریافت

کئے اور فرمایا آزردہ اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ہمت سے کام لو جلد ہی تمہیں جاگیر مل جائے گی اور ہندوستان کی بادشاہت بھی حاصل ہوگی۔ اس وقت رعایا کی بھلائی کے کام انجام دینا عدل وانصاف پر قائم رہنا شیر شاہ سوری رخصت ہو کر سہسرام آگیا اس نے متعدد حاکموں اور امیروں کی ملازمت اختیار کی اور اپنی قوت مجتمع کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بہار کا حاکم بن گیا۔ جب بادشاہ ہمایوں بنگال سے آگرہ جا رہا تھا چوسہ کے مقام پر شیر شاہ سوری نے اس پر حملہ کر دیا اور صفر ۹۴۶ھ مطابق ۱۵۳۹ء میں اس کو شکست فاش دے دی اور اسے ہندوستان سے نکال کر دوبارہ پٹھانوں کی حکومت قائم کر دی۔ اس طرح سید احمد بادیہ پا کی پیش گوئی سے وہ ہندوستان کا بادشاہ بن گیا۔ جس کا نام اپنی عدل گستری اور بے پناہ تنظیمی صلاحیتوں اور عوامی فلاح و بہبود کے کارناموں کی وجہ سے آج بھی تاریخ ہند کے صفحات پر زریں حروف میں لکھا جاتا ہے۔ شیر شاہ سوری نے اپنی حکومت کے زمانے میں دوسری بار کولھوا بن کا سفر کیا۔ حضرت سید احمد بادیہ پا کی زیارت سے مشرف ہوا ان کے لئے ایک وسیع قلعہ نما احاطہ تعمیر کرایا جس کے وسط میں ایک چہار دیواری کے اندر ایک چبوترہ بنوایا جسے حضرت سید احمد بادیہ پا کی نشست گاہ یا چلہ گاہ بتایا جاتا ہے۔

شیر شاہ کی بڑی بیٹی شہزادی ماہ بانو کولھوا بن میں مقیم ہوگئی تھی۔ روضہ اور ماہ بانو کے اخراجات کے لئے شیر شاہ نے بارہ گاؤں کی معافی کا پروانہ دے دیا اور ماہ بانو کے نام ایک گاؤں آباد کیا جس کا نام چک بانو عرف درگاہ ہے۔ اسی نام پر کولھوا بن کو اب درگاہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ماہ بانو نے بہتر سال کی عمر میں وفات پائی اور اندرون احاطہ مدفون ہوئی۔ شیر شاہ کے بعد جتنے بادشاہ تخت نشیں ہوئے انہوں نے نہ

صرف بارہ گاؤں کی معافی کو قائم رکھا بلکہ اس میں مزید اضافہ کیا۔حضرت سید احمد بادیہ پارحمۃ اللہ علیہ کے مدفن کے بارے میں تذکرہ نگار مختلف الرائے ہیں مگر اکثر کا بیان ہے کہ ان کا مزار کوکھوابن ہی میں ہے''

(معارف شارح بخاری: صفحہ ۷۹/۷۸/۷۷/۷۷۔ناشر رضا اکیڈمی ممبئی)

آپ نے اپنی پوری عمر پاک تجرید و تفرید کے ساتھ گزاری۔تذکرہ نگاروں کے مختلف مقالوں کو دیکھ کر لگتا ہے کہ آپ بھی طویل العمر بزرگ گزرے ہیں۔ایک اندازے کے مطابق آپ کا وصال پر ملال نویں صدی ہجری کے آخری دور میں ہوا۔ تحقیقات کا سلسلہ بحمد اللہ تعالیٰ و بعون حبیبہ الاعلیٰ جاری وساری ہے۔

ذکر حضرت سید احمد بادپارحمۃ اللہ علیہ کے اختتامیہ پر بڑے افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ حضرت فاضل گرامی علامہ محمد عاصم اعظمی جیسے علم دوست شخص نے ''معارف شارح بخاری'' میں اپنے شامل شدہ مضمون ''شارح بخاری کے قصبہ گھوسی کا ایک تاریخی جائزہ'' کے اندر حضرت سیدی سید احمد بادیہ پا کو مدار پاک کے مخصوص ''رفقاء'' میں تحریر فرما کر خود اپنی ہی بات کو قدرے ہلکا کر دیا کیونکہ اولاً تو آپ نے جس انداز میں حضرت سید احمد بادیہ پا اور ستر ہمراہیوں کا تعلق حضور مدار پاک کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ کہ بشمول حضرت سید احمد بادیہ پا وہ ستر ہمراہی کہ جن کے مقام ولایت کا تعین حضور مدار پاک نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی کر دیا تھا وہ سب بشمول حضرت سید احمد بادیہ پا بعد وصالِ مدار پاک اپنے اپنے مقامات ولایت پر جا کر مصروف رشد و ہدایت ہو گئے۔اس بیان کا انداز اس بات کو بخوبی ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت سید احمد بادیہ پا حضور مدار پاک کے معتمد علیہ خلیفہ تھے اور بقیہ ستر حضرات بھی حضور قطب وحدت سیدنا زندہ شاہ

مدار قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ جنہیں آپ نے صرف ''ہمراہی'' لکھا ہے جبکہ ہم گزشتہ سطروں میں حضرت فاضل گرامی علامہ ڈاکٹر محمد عاصم صاحب کی ہی کتاب ''تذکرہ مشائخ عظام'' سے بھی یہ ثابت کر چکے ہیں کہ حضور سیدی سید احمد بادپا سید نامدار العالمین قدس سرہ کے نامور خلفاء میں سرفہرست ہیں۔ بہتر ہوگا اگر ڈاکٹر صاحب رفقاء کو خلفاء سے بدل دیں۔ ہم نے یہ چند سطریں موصوف کی وسیع النظری کے پیش نظر لکھ دی ہیں ورنہ عام طور پر تو آج کل لوگوں کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ اپنی بات کو ہی حرف آخر سمجھ لیتے ہیں مگر ہمارے خیال کے مطابق موصوف ایسے ذہن وفکر کے آدمی نہیں ہیں۔ فاضل موصوف کا بہر حال پھر بھی میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے بڑے احتیاط اور حق بیانی کے ساتھ کام لیا ہے نیز آپ کی اور بھی دوسری تحریریں سلسلۂ مداریہ اور حضور پاک کے تعلق سے پڑھنے کو ملیں الحمد للہ موصوف کا انداز بیان بہت بہتر اور محتاط ہے۔ دعا ہے کہ اللہ عزوجل فاضل موصوف مزید خدمتیں کرنے کی توفیق بخشے اور بالخصوص حضور مدار پاک کا ذکر خیر کرنے کے صدقے میں اپنی بارگاہ کی عظیم انعامات سے مالا مال وصاحب فضل وکمال فرمائے۔ آمین

خلیفۂ قطب المدار حضرت شاہ محمد جہندہ بدایونی

ماقبل میں حضرت شاہ محمد جہندہ کا ذکر ضمناً گزر چکا ہے لیکن آپ کے حالات کی کچھ تفصیل یہاں پر نقل کر رہا ہوں ملاحظہ ہو چنانچہ علامہ ضیاء علی خان اشرفی لکھتے ہیں کہ ''شیخ محمد نام تھا بعض لوگ کہتے ہیں پیر میں لنگ ہونے کی وجہ سے کود کر چلتے تھے اس لئے شاہ جہندہ کہلاتے تھے اور یہ خطاب آپ کو پیر و مرشد نے عطا فرمایا تھا

عوام نے اس لفظ کو بگاڑ کر شاہ جھنڈا کر دیا ہے بعض حضرات کہتے ہیں دھمال کے وقت بیقرار ہو جاتے تھے اور کودنے لگتے تھے اس لئے شاہ جھندہ کہلاتے تھے بعض لوگوں کا کہنا ہے سورۂ رحمن اور تبارک الذی کا ورد بہت کرتے تھے اور تلاوت قرآن کے دوران وجد فرماتے تھے اس لئے شاہ جھندہ کہلاتے تھے بدایوں کے باشندہ قریشی النسل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں تھے محلہ شہباز پور کے قریب ایک وسیع خانقاہ تعمیر کرائی تھی اسی میں رہتے تھے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار سے خرقۂ خلافت پایا تھا ذی علم صاحب کرامت مظہر عجائب وغرائب واقف اسرار حقیقت صاحب سجادہ تھے پیشہ معلمی کرتے تھے تمام عمر حالت تجرید میں بسر کی فقر میں شان بلند اور مقام ارجمند رکھتے تھے بہت لوگ آپ کے مرید ہو کر مرتبۂ کمال کو پہونچے جو کچھ شاگردوں سے ملتا تھا مکن پور جا کر ماہ بہ ماہ پیر و مرشد کی نذر کر دیتے تھے شاہی وثیقہ دار بھی تھے معافیات کی آمدنی خانقاہ کے لنگر خانہ میں صرف کرتے تھے فنا فی الشیخ تھے مفقود الخبر کا عمل آپ ہی کا عطیہ ہے جو عید گاہ شمسی کے پیچھے زینۂ ندائیہ پر چڑھ کر تین بار پکارا جاتا تھا سترہ جمادی الاول ۸۴۹ھ کو وصال ہوا تھا مزار شریف بیرون شہر جانب شمال ایک وسیع درگاہ کے اندر پختہ واقع ہے قبہ بنا ہے مسجد اور حجرہ بھی ہے۔ (مردان خدا: ص ۲۱۱-۲۱۲)

قارئین حق پسند چشم انصاف کے ساتھ مذکورہ بالا سطروں کو پڑھئے اور دیکھئے کہ سبع سنابل کی تالیف سے بیس سال قبل سیدنا قطب المدار کے عالی قدر خلیفہ ایک عالم کو فیضان مداریت سے مستفیض کر کے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ رہے ہیں اور پھر ان کے وصال کے بیس سال بعد لکھی اور بیان کی جانے والی سبع سنابل کی بے ثبوت روایت

یہ ظاہر کر رہی ہے کہ مدار پاک نے کسی کو خلافت ہی نہیں دی۔ کیا انتہائی مضحکہ خیز اور قابل صد افسوس نہیں ہے؟

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

میں تو خاندان حضرت میر کے افراد سے یہی گزارش کروں گا کہ حضرت والد کی تالیف سے اس حصے کو خارج کر دیا جائے یہی بہتر ہوگا۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت شیخ منہاج بدایونی

سیدنا مدار العالمین قدس سرہ کے خلفاء کی فہرست میں سرکار منہاج مداری قدس سرہ کا ذکر تقریباً ہر جگہ ملتا ہے لہٰذا اس مقام پر آپ کے کچھ تفصیلی حالات کتاب مردانِ خدا سے نقل کئے جا رہے ہیں ملاحظہ ہو کتاب مذکور میں تحریر ہے کہ ”منہاج الدین نام تھا مولانا شیخ برہان کے بیٹے اور شیخ مجد الدین عثمانی کے پوتے تھے ان کے والد کا نام قاضی رکن الدین تھا اور شمس الدین کے خطاب سے سرفراز تھے ان کے والد کا نام قاضی دانیال قطری تھا شیخ منہاج الدین بدایوں میں پیدا ہوئے تھے یہیں تعلیم وتربیت پائی تھی علم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا اپنے زمانہ کے جلیل القدر عالم اور زبردست شیخ تھے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کے مرید وخلیفہ تھے پیر ومرشد کی خدمت واطاعت میں بہت زیادہ رہتے تھے لوگ سمجھتے تھے کہ آپ ہی مدار صاحب کے جانشین ہوں گے مگر تقدیر کی بات حضرت شاہ مدار صاحب کے

وصال کے وقت موجود نہ ہونے کی وجہ سے محروم رہے میاں شاہ جھندہ صاحب موجود تھے وہ اس نعمت سے سرفراز ہوئے آج تک بدایوں میں کہاوت چلی آتی ہے کہ ''کوٹ پچیس منہاج مریں کرامات ملیں جھندہ'' کو سوم کی فاتحہ کرکے بدایوں چلے آئے تھے خانہ نشینی اختیار کرلی تھی ہر وقت ذکر و شغل میں مشغول رہتے تھے۔ ۳ر جمادی الثانی ۸۴۵ھ کو وصال ہوا تھا قبر شریف شیوخ عثمانی کے قدیم قبرستان میں تھی۔ (مردان خدا: ص ۲۱۳)

ناظرین یہاں بھی وہی مسئلہ درپیش ہے کہ سبع سنابل کی تالیف سے پچیس سال قبل ایک خلیفۂ قطب المدار داعی اجل کو لبیک کہہ رہا ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق اس سلسلے کے تمام ذمہ دار محقق علماء کو سلسلۂ مداریہ سے متعلق سبع سنابل میں درج غیر درست واقعہ کو خارج کرکے اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا چاہیے تاکہ یہ مسئلہ یہیں سے تھم جائے ورنہ یاد رکھیں جب تک چاند و سورج رہیں گے تب تک یہ معاملہ مختلف صورتوں میں نکل کر سامنے آتا رہے گا۔ لائق ورثاء کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ اپنے بزرگوں سے لاحق کی گئی ہر بے سندبات کا رد کرکے اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوں۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت شیخ محمد جنید بدایونی

صاحب بحر زخار نے اس خلیفہ قطب المدار کے تعلق سے تحریر کیا ہے کہ

آں مدام عشق محبوب صمد حضرت شیخ محمد جنید بداؤنی کہ مظہر خوارق عادات عجائب حالات بود در تحفۃ الاخیار نویسد ہنگام رخصت او بہ بداؤں مرشدش قطب المدار فرمود اہل آں

دیار ہرکہ بما نتواند رسید شیخ محمد کند و ہر چہ از صحبت ما منظور باشد از صحبت شیخ محمد جنید یا بدست وے دست ماست بعد از فوت او ہمیں شیوہ معین است ہر کہ بزیارت شیخ رسید گویا زیارت قطب المدار کرد خوابگاہ در بداون رحمۃ اللہ علیہ۔ (بحر زخار: ص ۹۹۷ شعبۂ چہارم)

یعنی حضرت شیخ محمد جنید بدایونی اپنے بے نیاز محبوب کے عشق میں مستغرق رہتے تھے آپ مظہر خوراق عادات و عجائب الاحوال بزرگ تھے تحفۃ الاخیار کے مصنف لکھتے ہیں کہ ان کے مرشد حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بدایوں رخصت کرتے وقت ارشاد فرمایا کہ یہ اس علاقے کے لائق ہیں جو شخص ہم تک نہ پہونچ سکے تو وہ شیخ محمد بدایونی کے پاس چلا جائے اسے جو کچھ میری صحبت سے ملنا ہوگا وہ سب شیخ محمد جنید بدایونی کی صحبت سے مل جائے گا ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اور ان کے انتقال کے بعد بھی یہی دستور فیض رسانی قائم رہے گا جس نے شیخ بدایونی کی زیارت کی گویا اس نے حضور قطب المدار کی زیارت کی شیخ محمد جنید رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار بدایوں میں ہے۔

خلیفۂ قطب المدار قاضی محمود کنتوری

حضرت سیدنا مدار پاک کے تمام تذکرہ نگاروں نے سیدنا قاضی محمود کنتوری قدس سرہ کو مدار پاک کے صاحب گروہ خلفاء میں شمار کیا ہے اور ان کے بے شمار فضائل و مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں جن میں ان کی خدمات جلیلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے سلسلۂ مداریہ کا ہر مبتدی بھی یہ بات جانتا ہے کہ حضرت قاضی محمود کنتوری قدس سرہ مدار پاک کے ان مخصوص خلفاء میں سے ہیں کہ جن سے باقاعدہ سلسلۂ بیعت

وارادت کی شاخیں نکلیں لیکن اس جگہ ہم مشہور زمانہ تصنیف بحر زخار کے حوالہ سے یہ بات پیش کررہے ہیں کہ یہ بزرگوار سیدنا مدار اعظم قدس سرہ کے خلیفہ تھے میرا مقصد محقق علماء واہل دیانت عوام کو یہ باور کرانا ہے کہ ایسے دلائل وشواہد کے ہوتے ہوئے بھی سلسلۂ مداریہ کو سوخت ماننے کا عقیدہ کس درجہ جانب دارانہ اور غیر منصفانہ ہے۔

چنانچہ بحر زخار میں تحریر ہے کہ" آں معدن عشق و وفا آں بحر صدق وصفا آں از عشق واخلاص فخر عالم نوری اشرف المشائخ حضرت قاضی محمود کنتوری از اکبر خلفائے عالی مقام قطب المدار است۔

یعنی وہ عشق و وفا کے معدن ومنبع ہیں وہ صدق وصفا کے سمندر ہیں وہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلصانہ عشق ومحبت کرنے کے سبب نوری ہیں مشائخ میں بہت ہی اشرف واعلیٰ قاضی محمود کنتوری قطب المدار کے عالی مقام خلفاء میں سے ہیں۔

(بحر زخار شعبہ چہارم ص ۹۸۲)

ناظرین محترم! مذکورہ بالا تحریر بغور ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ سبع سنابل کا جھوٹ کیسی کیسی باوقار شخصیات کے اعتبار ووقار کو داؤ پر لگا رہا ہے۔

حضرت شیخ محمد غوثی شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی شہرہ آفاق تصنیف گلزار ابرار میں حضرت قاضی محمود کو مدار پاک کے خلفاء میں شمار کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں" دوسرے قاضی محمود آپ اپنے زمانے کے تمام عالموں سے زیادہ فاضل کامل عالم اور عارف تھے آپ کی قبر کنتور میں جو علاقہ لکھنو میں ہے اہل زمانہ کی زیارت گاہ ہے۔

مگر جس قدر بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے کہ سبع سنابل میں درج شدہ ایک جھوٹی داستان کے آگے دور حاضرہ کے کچھ دشمنان حق ودیانت اس بات پر بضد ہیں

کہ ہم دیانت وحقانیت کے قریب نہیں جائیں گے ہمارے لئے مبلغ سنابل کا جھوٹ ہی سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ دعا ہے کہ ایسے بے شعوروں کو اللہ عزوجل شعور کی دولت سے مالامال فرمادے۔ (آمین)

خلیفۂ قطب المدار حضرت سید ابوالحسن عرف ٹٹھے مدار کنتوری

حضرت شیخ وجیہہ الدین اشرف بحرزخار میں حضرت سیدنا ٹٹھے مدار قدس سرہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ "آں فرزند صوری ومعنوی حیدر کرار آں خلیفہ و جانشین قطب المدار"

یعنی وہ حضرت سیدنا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کے نسبی وروحانی فرزند ہیں اور وہ حضرت قطب المدار قدس سرہ کے خلیفہ و جانشین ہیں۔

(بحرزخار: ص ۹۸۳) شعبہ چہارم

حضرت سیدنا شیخ سید ابوالحسن عرف ٹٹھے مدار قدس سرہ کا شجرۂ نسب حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے۔ شیخ وجیہہ الدین اشرف قادری صاحب بحرزخار نے آپ کے والد بزرگوار کا شجرہ اس طور سے تحریر کیا ہے۔

"قاضی محمود سید صحیح النسب است بدیں تفصیل قاضی محمود بن سید حمید بن سید علی الدین بن سید یعقوب بن سید محمد ماہ بن سید جمال الدین بن سید معین الدین بن سید کبیر

الدین بن سید مرتضیٰ بن سید عبداللہ بن سید جعفر ابن امام علی تقی بن امام علی نقی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن حضرت علی مرتضیٰ

صاحب مراۃ مداری شیخ عبدالرحمن چشتی نے لکھا ہے کہ

''قاضی محمود در عمر چہاردہ سالگی ہمراہ پدر بود روز دیگر او را پیش مخدوم شیخ ابوالفتح برد کہ بندہ زادہ نیز درخواست ارادت دارد مخدوم ساعتے توقف نمود فرمود کہ نصیب ارادت ایں پسر شما جائے دیگر تقدیر شدہ است بعد از چند مدت حضرت شیخ بدیع الدین نام عارف کامل از جانب بالادست تشریف خواہد آورد پسر شما مرید آں بزرگ خواہد شد و بمرتبہ ارشاد خواہد رسید ایں پسر را نیک تر تیب و بکنید کہ تمام خاندان شما از سبب کمالات ایں پسر روشن خواہد شد پس از اں روز پدرش در تربیت او مشغول گشت و در اندک مدت او را تمام علوم نقلی و عقلی تعلیم نمود بعد از چند ایام کہ پدرش وفات یافت قاضی محمود بجائے پدر نشستہ در تدریس مشغول گشت و قریب دو صد طالب علم در مجلس درس او استفادہ می گرفتند دریں اثناء حضرت شاہ مدار بقصبہ کنتور تشریف برد و مسجد جامع کہ بر در قاضی محمود بودہ است آنجا فرود آمد و آں حضرت را رسم بود کہ چوں پیش نماز مردے متقی و صاحب دل حاضر نمی شد از غایت احتیاط نماز فرض خود تنہا ادا می نمود آں حضرت نماز عصر تنہا می گزارد کہ قاضی محمود نیز مع شاگرداں در مسجد رسیدہ خیلے متغیر گشت و بحر نوع نماز باشاگرداں خود بجماعت ادا نمود پیش آں حضرت آمد و مباحثہ علمی در باب نماز جماعت شروع کرد آں حضرت ہم تبسم کناں جواب علمی می فرمود رفتہ رفتہ سخن بلند شد آں حضرت برقعہ از روئے مبارک برداشتہ بلسان وحدت بیان فرمود کہ قاضی مگر قرآن مجید نخواندہ کہ

چندیں غوغا برا ایں معنیٰ کنی قاضی محمود گفت من از قرآن می گویم فرمود قرآن بیار چوں قرآن آوردہ بہ کشاد یک حرف ندید تمام اوراق سفید بہ نظر درآمدند قاضی محمود نہایت مضطرب شدہ بے دست و پا گردید و پرسید کہ شما چہ نام دارند؟ آں حضرت فرمود بدیع الدین می گویند آں زماں قاضی را وصیت مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری یاد آمد و از خواب غفلت بیدار گشتہ بے اختیار سر در قدم آں حضرت آوردہ التماس ارادت نمود آں حضرت فرمود تا آنکہ ایں علم فراموش نہ کنی من ہرگز ترا مرید نمی کنم کہ العلم حجاب الاکبر واقع شدہ است قاضی حیران و سراسیمہ گشت کہ علم را چہ طور فراموش تواند کرد پس بعد از عجز و نیاز مندی بسیار حضرت شاہ مدار مہربان شدہ اندک لعاب دہن مبارک خود کہ اکسیر اعظم بود بہ انگشت شہادت بر زبان قاضی محمود مساس فرمود تمام علوم کہ حجاب راہ او گشتہ بود در ساعت فراموش شد پس بعد از سہ روز او را مرید کرد و بہ شرف سعادت شغل باطن مشغول گردانید حق تعالیٰ بجائے آں علم کی حجاب معلوم شدہ بود او را علم لدنی عطا فرمود۔

(مراۃ مداری: ص ۱۶۷/۱۶۵)

قاضی محمود چودہ سال کی عمر میں والد گرامیؒ کے ساتھ تھے۔ دوسرے دن ان کو مخدوم شیخ ابوالفتح قدس سرہ کی بارگاہ میں لے گئے کہ بندہ زادہ بھی ارادت کا امیدوار ہے مخدوم نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا کہ تمہارے اس لڑکے کا مرید ہونا دوسری جگہ مقدر ہو چکا ہے کچھ دن بعد شیخ بدیع الدین نام کے ایک عارف کامل داہنی جانب سے تشریف لائیں گے تمہارا لڑکا ان بزرگ سے مرید ہوگا اور مرتبۂ ارشاد پر فائز ہوگا اس بچے کی قاعدے سے پرورش کرو اس لئے کہ تمہارا پورا خاندان اس بچے کے کمالات کے سبب روشن ہوگا پس اسی دن سے ان کے باپ ان کے تربیت میں مشغول ہو گئے اور تھوڑی

سی مدت میں انہیں تمام علوم نقلیہ وعقلیہ کی تعلیم دے دی تھوڑے دنوں کے بعد ان کے والد ماجد رحلت فرما گئے۔ قاضی محمود والد کی مسند پر بیٹھ کر تدریس علوم میں مشغول ہو گئے تقریباً دوسو طالب علم ان کی مجلس درس میں استفادہ کرتے تھے اسی درمیان حضرت شاہ مدار قدس سرہ قصبہ کنتور میں رونق افروز ہوئے اور اس جامع مسجد میں جو قاضی محمود کے دروازے پر تھی نزول فرمایا اور آں حضرت کا معمول تھا کہ جب امام کوئی متقی و صاحب دل نہ ہوتا تو غایت احتیاط کی وجہ سے فرض نماز تنہا ادا فرماتے آں حضرت نماز عصر ادا کر رہے تھے کہ قاضی محمود شاگردوں کی جماعت کے ساتھ مسجد میں پہونچے بہت غصہ ہوئے اور کسی طرح نماز عصر شاگردوں کے ساتھ ادا کی اور آں حضرت کے پاس آکر مباحثہ علمی نماز باجماعت کے بارے میں شروع کیا آں حضرت بھی مسکراتے ہوئے علمی جواب دیتے رہے دھیرے دھیرے آواز بلند ہوگئی حضرت مدار پاک نے روئے مقدس سے نقاب ہٹا کر زبان وحدت بیان سے ارشاد فرمایا کہ قاضی شاید تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے جو اس بارے میں اتنا شور مچاتے ہو۔ قاضی محمود نے کہا کہ میں قرآن سے بولتا ہوں آپ نے فرمایا قرآن مجید لاؤ جب قرآن مجید کھولا تو قاضی کو ایک حرف بھی دکھائی نہیں پڑا اور تمام اوراق ان کی نظر میں سفید دکھائی دینے لگے قاضی محمود بہت بیقرار ہو کر بے دست و پا ہو گئے اور سوال کیا کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے آپ نے فرمایا کہ لوگ بدیع الدین کہتے ہیں فوراً قاضی صاحب کو مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری کی وصیت یاد آئی اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر بے اختیار ہو کر سر آنحضرت کے قدموں میں رکھ دیا اور مرید ہونے کی گزارش کی آنحضرت نے فرمایا کہ جب تک اس علم کو فراموش نہیں کروگے میں ہرگز تمہیں مرید نہیں کروں گا کیونکہ العلم حجاب الاکبر (یعنی علم

سب سے بڑا حجاب ہے) واقع ہوا ہے قاضی صاحب حیران و سراسیمہ ہوئے کہ علم کو کیسے بھلایا جا سکتا ہے پھر کافی عاجزی و نیاز مندی کے بعد حضرت مدار پاک نے مہربانی فرماتے ہوئے تھوڑا سا لعابِ دہن جو اکسیر اعظم کا درجہ رکھتا ہے انگشت شہادت سے قاضی محمود کی زبان پر لگا دیا تمام علوم جو ان کے راستے کے لئے حجاب بنے ہوئے تھے تھوڑی دیر میں بھول گئے تین دن کے بعد انہیں مرید کیا اور شغل باطن کے شرف سعادت میں مشغول فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس علم کی جگہ پر جو حجاب اکبر بنا ہوا تھا علم لدنی عطا فرما دیا۔ (مراۃ مداری: ۱۶۸/۱۶۶)

خلیفۂ قطب المدار حضرت شمس مداری

صاحب بحر ذخار نے لکھا ہے کہ

آں فخر عابداں آں ستودۂ عارفاں آں مرد میدان جوانمردے حضرت شمس کہ مشہور شمس است مزار شریفش در بازار لکھنو واقع شدہ مرید و خلیفہ شاہ بدیع الدین مدار بود بسیار بزرگ و صاحب کرامت و خوارق و ترک و تجرید و تفرید الآن از مزارش خلائق حاجت خود را میخواہد۔

یعنی فخر عابداں ستودۂ عارفاں جوانمرد میدان مرداں حضرت شمس جو کہ شمس کی طرح شہرت رکھتے ہیں ان کا مزار اقدس لکھنؤ شہر کے بازار میں واقع ہے آپ حضرت شاہ بدیع الدین مدار کے مرید و خلیفہ تھے انتہائی صاحب کشف و کرامت و صاحب خوارق بزرگ تھے نیز صاحب تجرید و تفرید بھی تھے آپ کے مزار مقدس پر مخلوق خدا اپنی حاجت روائی کے لئے حاضری دیتی ہے۔ (بحر زخار شعبۂ چہارم: ص ۹۹۷)

خلیفۂ قطب المدار حضرت شیخ مطہر ماوراء النہری

حضرت شیخ مطہر ماوراء النہری مداری رحمتہ اللہ علیہ مشہور صاحب ولایت بزرگ تھے ۔سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ (خاص) تھے آپ اپنے ہاتھوں سے صرف ایک مٹھی کے بمقدار چاول تیار کر بقدر زیست استعمال فرماتے تھے۔

ایک زمانہ تک اپنے مرشد سیدنا قطب المدار کے ساتھ شریک سفر رہے۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغ دین فرماتے ہوئے جب سرکار مدار پاک ماوراء النہر کے علاقہ میں پہونچے تو حضرت قطب المدار نے فرمایا کہ شیخ مطہر تم پس رک جاؤ اب مزید کھانے کی بوجھ سے برداشت نہیں ہوگی شیخ مطہر نے جب اپنے مرشد گرامی کی مفارقت کا خیال فرمایا تو آپ نے (دو چار دانے جو کھاتے تھے) اسے بھی کھانا ترک کر دیا۔ (بحر زخار شعبہ چہارم)

خلیفۂ قطب المدار سید صدر الدین جونپوری

ملاحظہ ہو کتاب ''سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور'' کے صفحہ نمبر ۱۵۲ پر تحریر ہے کہ ''حضرت شیخ صدر الدین ثابت مداری جونپور کے رہنے والے اور خلیفہ حضرت زندہ شاہ قطب المدار کے تھے شاہ بدیع الدین جب جونپور تشریف لائے تو سب سے پہلے شیخ صدر الدین ہی حلقۂ ارادت میں آئے اور بزرگ ہوئے''۔

میرے اسلامی بھائیو! اب آپ حضرات ہی فیصلہ فرمائیں کہ محرف سبع سنابل کی کہانی کس طرح درست مانی جاسکتی ہے جبکہ حضور سید بدیع الدین قطب

المدار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے برسہا برس پہلے اپنا خلیفہ بنا کر مدارج علیا پر فائز کر دیا تھا۔ بات غور کرنے کی ہے کہ حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے ۹۱۲ھ میں اور حضور سرکار مدار العلمین رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا ۸۳۸ھ میں، تو اب آپ ہی بتائیں کہ حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ روایت کس ماخذ سے حاصل ہوگئی کہ مدار پاک نے کسی کو خلافت ہی نہیں دی۔ آپ جان لیں اور تحقیق سے جان لیں کہ سوخت والی بات ہرگز ہرگز حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہو سکتی ہے وہ ضرور بالضرور الحاقی ہے جسے دشمنان اہل سنت نے بڑی صفائی کے ساتھ سنّی مسلمانوں کے درمیان فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے سنابل میں ڈال دیا ہے۔ اور اگر کوئی بضد ہو کہ نہیں انہیں کی تحریر کردہ ہے تو بھی تمام دلائل و شواہد اعلان کر رہے ہیں کہ وہ بالکل جھوٹ ہے حقیقت سے اسکا کوئی ربط نہیں ہے۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت میر صدر جہاں جونپوری

حضرت سید صدر جہاں مداری رحمتہ اللہ علیہ براہ راست حضور سیدنا قطب وحدت سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ ہیں۔

تحفتہ الابرار میں تحریر ہے کہ آپ علوم ظاہرہ اور باطنہ کے جامع تھے علوم شریعت میں جس مقام تک دوسروں کو رسائی میسر نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقام عطا فرمایا تھا۔

آپ کی سیادت اس قدر مسلم اور مستحکم نیز معرفت سادات میں آپ کو اس درجہ

کمال حاصل تھا کہ ہندوستان کے عظیم المرتبت بزرگ سرکار سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سادات ہندوستان کے متعلق آپ سے رجوع فرمایا کرتے تھے۔

آپ جب اپنے مربی حضور سیدنا قطب المدار مکن پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عوارف المعارف کے اسباق پڑھتے تو کثرت سے گریہ وزاری کیا کرتے اور تین دن کے بعد کھانا کھایا کرتے تھے سرکار قطب المدار کی صحبت کریمہ سے خوب فیض یاب ہوئے۔

حضرت سید صدر جہاں مداری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعد میر سید مبارک احمد مداری رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت واجازت" سے نوازا انہوں نے اپنے بعد خلافت مداریہ حضرت میر سید عبد القادر کو عطا فرمائی۔ (بحر زخار شعبہ چہارم)

خلیفۂ قطب المدار سید خاصہ مداری

حضرت سید خاصہ رحمتہ اللہ علیہ سرکار مدار پاک کے خلیفہ تھے آپ ان سے بڑی محبت اور بڑا پیار فرماتے تھے۔ (بحر زخار شعبہ چہارم)

خلیفۂ قطب المدار حضرت سید راجے دہلوی

صاحب معرفت الٰہیہ حضرت سید راجے آبائی طور پر دہلی کے رہنے والے تھے بیعت وارادت کی خاطر دہلی سے مکن پور تشریف لائے حضرت قطب مدار سے ملاقات کیا اور آپ سے بیعت وخرقۂ خلافت حاصل فرمایا آپ نے دہلی کو ہی مرکز رشد وہدایت بنایا آپ صاحب کرامات کثیرہ بزرگ تھے۔ (بحر زخار شعبہ چہارم)

خلیفۂ قطب المدار شیخ محمد طاہر مداری

صاحب بحر زخار نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ

''آں صاحب کرامات باہر سید محمد طاہر مرید و خلیفہ قطب المدار است ہر گز از مرشد خود جدا نہ شد بعد از ہفتہ و ماہے یک کف درخت نیب کہ تلخ ترین درختہا ئے ہندوستان است خشک کردہ بخوردی بعد چندے آں رانیز گزاشت۔ (بحر زخار: ص ۹۹۸ شعبۂ چہارم)

یعنی وہ صاحب کرامات باہرہ تھے شرف بیعت و ارادت و خلافت حضور سیدنا قطب المدار سے حاصل تھا ہمیشہ اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر رہتے کبھی جدا نہ ہوئے آپ کی خوراک نیم کی ایک مٹھی سوکھی چھال تھی جس کو ہفتہ مہینہ میں ایک دو بار کھا لیا کرتے تھے کچھ سالوں بعد اس مقدارِ خوراک کو بھی ترک فرما دیا تھا۔

حضرات گرامی وقار آپ دیکھ رہے ہیں کہ عظیم المرتبت اولیاء اللہ بزرگان دین سلسلۂ مداریہ میں صاحب خلافت و اجازت ہوئے اور انہوں نے اس سلسلۂ طریقت کو آگے بڑھایا اور دنیا کے گوشے گوشے میں فیضان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بتوسط حضرت مدار پاک پہونچایا اور آج تک وہ سلسلہ اسی طریقے سے جاری و ساری ہے لیکن ایک سبع سنابل نامی کتاب کی جھوٹی داستان اس دور میں شاید کچھ حضرات کے لئے حکم خداوندی کا درجہ رکھتی ہے افسوس صد افسوس۔

تاہم یہ بات بہت ذمہ داری اور پورے وثوق کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں کہ یہ مجموعہ تحقیقات جب علماء و محققین کے سامنے پہونچے گا تو ہمیں یقین ہے کہ وہ حضرات سبع

سنابل کی اس جھوٹی کہانی منگھڑت اقتباس کے خلاف سخت نوٹس لیتے ہوئے اسے کتاب سے خارج کرنے کی آواز بلند کریں گے اور اس طور سے حق وحقانیت کا ساتھ دیتے ہوئے اپنا فریضۂ مذہبی بھی ادا فرمائیں گے۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت شیخ آدم صوفی

آں متصوف عالیجاہ کاملان بے اشتباہ آں درویش معزز ومکرم حضرت شیخ آدم ایشاں را شیخ آدم صوفی گویند از خلفائے بزرگ قطب المدار است۔

(بحرزخار: ص ۹۹۹ شعبۂ چہارم)

یعنی وہ ایک بلند رتبہ صوفی کامل الفیض معزز ومکرم بزرگ تھے آپ کو حضرت شیخ آدم صوفی کے نام سے جانا جاتا ہے آپ حضور قطب المدار کے بزرگ ترین خلفاء میں سے تھے۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت شیخ دانیال مداری

حضرت شیخ دانیال مداری قدس سرہ سلسلۂ مداریہ کے سر حلقہ بزرگوں میں سر فہرست ہیں اکثر تذکرہ نگاروں نے آپ کو بلا واسطہ مدار پاک کا خلیفہ تحریر فرمایا ہے چنانچہ واضح رہے وہاں خلافت بطریق اویسیہ مراد ہے

صاحب بحر زخار نے بھی آپ کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ

آں ستودہ اوصافِ مجاہدات آں موصوف بہ کمال وخرق عادات درویش کامل حضرت شیخ دانیال درتحفۃ الابرار نویسد مرید وخلیفہ سلطان شیخ محمود است کہ بچند واسطہ ارادتش بحضرت صدر الصدور میر سید صدر جہاں مرید سید جلال بخاری خلیفہ حضرت قطب المدار می رسد بدین طریق سلطان شیخ محمود از شیخ مبارک وے از میر عبد القادر وے از میر سید مبارک احمد وے از صدر الصدور علیہ الرحمہ وخود وے از قطب المدار الغرض شیخ دانیال از اجلہ مکاشفان اسرار واعاظم مجاہدان شب بیدار بغایت شان عظیم وحال قوی داشت در بنارس اقامت داشتے سکان تمام شہر بولایت وکرامت او مقرو بر علوت تصرفات وخوراق عادات او میسر و در ہزار و پانزدہ ہجری رخت سفر آخرت بر بست در بنارس مزار شریفش زیارت گاہ خاص وعام۔ (بحر زخار: ص ۴۲ / ۱۰۰۳ شعبہ چہارم)

یعنی حضرت شیخ دانیال اوصاف مجاہدات سے متصف صاحب کشف وکرامات کثیرہ بزرگ اور درویش کامل تھے صاحب تحفۃ الابرار کے مطابق آپ سلطان شیخ محمود کے مرید وخلیفہ ہیں۔جن کا شجرۂ ارادت چند واسطوں سے حضرت صدر الصدور میر سید صدر جہاں سے ملتا ہے جو کہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کے مرید وخلیفہ حضرت سید جلال بخاری کے مرید اور حضور قطب المدار کے خلیفہ ہیں اس طور پر کہ سلطان شیخ محمود کو خلافت مداریہ شیخ مبارک سے ملی اور ان کو میر عبد القادر سے اور انہیں میر سید مبارک احمد سے اور انہیں صدر الصدور علیہ الرحمہ سے اور خود حضرت صدر الصدور کو سیدنا قطب المدار سے الغرض شیخ دانیال مداری رحمۃ اللہ علیہ بڑے واقف اسرار اور عظیم المرتبت عابد شب زندہ دار تھے بڑی شان والے اور قوی الحال بزرگ تھے آپ نے شہر بنارس کو اپنی قیام گاہ بنایا تھا پورا شہر آپ کی ولایت وکرامت کا معترف تھا آپ تصرفات وخوراق

عادات کی اعلیٰ منزل پر فائز تھے ۱۰۱۵ھ میں آپ کا وصال ہوا آپ کا مزار مبارک شہر بنارس میں زیارت گاہ خاص وعوام ہے۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت شاہ الامداری

حضور شاہ الامداری سرکار مدار پاک رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے صاحب تحفۃ الابرار تحریر فرماتے ہیں کہ آپ ولایت کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے آپ اکثر سیاہ لباس زیب تن فرمایا کرتے ۸۴۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مسجد سلطان ناصر الدین محمود سے متصل قبرستان کے احاطے میں ایک خوبصورت عالیشان گنبد میں آپ کا مزار پرفیض ہے اسی جگہ پر آپ کی مسجد اور خانقاہ شریف بھی ہے آپ کے جوار رحمت میں مردوں کی تدفین کو عامتہ الناس باعث فخر سمجھتے ہیں۔ (بحر زخار شعبہ چہارم)

خلیفۂ قطب المدار حضرت شیخ محمد مداری

حضرت شیخ محمد مداری رحمۃ اللہ علیہ سرکار قطب المدار کے مرید وخلیفہ تھے بڑے عالی مرتبت اور فنافی اللہ بزرگ گزرے ہیں ایک دن آپ نے مرشد برحق سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ حضور قلندر کسے کہتے ہیں سرکار مدار پاک نے فرمایا کہ جو شخص مقام تفرید و تجرید میں چلا جائے اسے قلندر کہا جاتا ہے اور ایسا ہی انسان اللہ پاک کی صفت سے متصف ہوتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اتصفوا بصفات اللہ۔**

خلیفۂ قطب المدار حضرت شاہ محمد یٰسین مداری

''تذکرہ مشائخ عظام'' کے مصنف حضور سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''جب آپ (مدار پاک) مکن پور پہنچے تو شدید قحط پڑا تمام سبزے اور باغات کشت زار خشک ہو گئے ہر طرف خاک اڑنے لگی خلق خدا سخت پریشان ہوئی گرد ونواح کے لوگ آپ کے پاس آئے اور منت وسماجت کی آپ نے اپنا عصا اپنے مرید وخلیفہ شاہ یٰسین کو مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ اس عصا سے ایک لکیر مغرب سے مشرق تک کھینچ دو۔ چنانچہ آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے فضل وکرم سے وہاں دریا جاری ہو گیا جو دریائے ایسن کے نام سے اب تک جاری ہے اور لوگ اس ندی سے سیراب ہوتے ہیں اور بیمار اس میں غسل کر کے صحت یاب ہوتے ہیں'' (تذکرہ مشائخ عظام ۳۵۶) صاحب فضائل اہل بیت اطہار علامہ سید مختار علی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ آپ کا مزار مقدس ضلع بستی میں ہے راقم الحروف آپ کے آستانے پر متعدد بار حاضری دے چکا ہے اور بارگاہ میں گلہائے عقیدت نچھاور کئے ہیں۔ شہر بستی سے بانسی روڈ پر تقریباً دس کلو میٹر ایک گاؤں جس کا نام پڑیا تکیوا ہے وہاں آپ کا مزار مقدس مرجع خلائق ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال ۷ ارمحرم الحرام کو ہوتا ہے۔ اس آستانہ کے خادم حضرت نواس علی شاہ مداری نور اللہ مرقدہ جو کافی سن رسیدہ تھے راقم الحروف ان سے

ملاقات کر چکا ہے۔وہ مکن پور شریف سے شرف ارادت رکھتے تھے موجودہ وقت میں انہیں کے پوتے جناب رضا محمد شاہ مداری خادم آستانہ ہیں، انھیں مکن پور شریف کے صدر سجادہ نشین حضرت صدر المشائخ مولانا الحاج سید محمد مجیب الباقی مداری دامت برکاتہم سے شرف ارادت حاصل ہے۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت پیر سید محمد حنیف مداری

چنانچہ ہندی ماہنامہ "مایا جگت لکھنؤ" بابت ماہ ستمبر ۲۰۰۴ء کے صفحہ ۳۱ پر ایک غیر مسلم مقالہ نگار پنڈت برہمدیو شاستری پنکج نے ضلع بلرامپور کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا کہ

वहीं बलरामपुर जनपद के मथुरा बाजार में पीर हनीफ मदारी का आसताना भी मुस्लिम समाज का मरकजे अकीदत तसलीम किया जाता है। यह बुजुर्ग हिन्दुस्तान के मशहूर मुनि जिन्दा शाह मदार जिनकी उम्र पाँच सौ छयानवे वर्ष की थी उनके मुरीद व खलीफा थे। आप के दरबार में लाखों लोगों ने इंसानियत का सबक हासिल किया। आज भी इनके आस्ताना पर काफी मरीज पहुंचकर मर्ज से निजात पाते हैं।

آپ حضور مدار پاک کے بہت ہی جلیل القدر مرید وخلیفہ ہیں آپ کے آستانے پر شب وروز خلق خدا کی بھیڑ لگی رہتی ہے پاگل پن کے مریض زیادہ تر حاضر دربار ہو کر نجات پاتے ہیں۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت شیخ کامل داد مداری

قدوۃ السالکین حضرت سیدنا شیخ کامل داد مداری قدس سرہ حضور سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے بہت جلیل القدر مرید و خلیفہ ہیں سفر وحضر میں مرشد بابرکت کی خوب صحبت حاصل ہوئی ہے آپ ان کاملان طریقت و شریعت میں سرفہرست ہیں جن کی قربانیاں باعث اشاعت دین بنی ہیں۔

آپ کی خانقاہ مداریہ ناندیڑ مہاراشٹر کے ایک قدیمی نوشتے کی نقل کے مطابق حضور مدار پاک قدس سرہ ساتویں صدی ہجری میں اپنے ایک ہزار خلفاء و مریدین کے ہمراہ ناندیڑ تشریف لائے تھے اس وقت وہاں بانسوں کا جنگل تھا جو چالوکیہ قوم کی رانی کلیانی دیوی کی شکارگاہ تھا حضور مدار پاک نے اس مقام پر چار ماہ تک مسلسل چلہ فرمایا اور جب رخصت ہونے لگے تو حسب عادت و معمول اپنے خلیفہ حضرت شیخ کامل داد کو اپنا جانشین بنا کر یہیں چھوڑ دیا ہر چند کہ اس وقت تک یہاں کوئی مستقل انسانی آبادی نہ تھی تاہم آپ کی نگاہ ولایت نے دیکھ لیا تھا کہ عنقریب یہ علاقہ بھی انسانوں سے بھر جائے گا لہٰذا ان کی رشد و ہدایت کے لئے آپ نے پہلے ہی سے انتظام فرما دیا حضرت شیخ کامل داد حسب حکم اسی مقام پر کئی سال تک ذکر و اشغال میں مصروف رہے یہاں تک کہ کچھ سالوں بعد چالوکیہ خاندان میں پھوٹ پڑ گئی جس کی وجہ سے رانی کلیانی دیوی کے بھتیجے راج آنند نے کچھ حصوں پر اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا اور خود راجہ بن بیٹھا۔ جس جگہ حضرت شیخ کامل داد ذکر الٰہی میں مشغول

تھے وہ حصہ بھی اس کی ریاست میں شامل تھا راجہ آنند نے اپنے وزیر سے کہا کہ
ہماری ریاست میں انسانوں کو لا کر بساؤ چنانچہ اس کی ریاست کے اسی حصے پر ہی
سب سے پہلے آبادی ہوئی جس پر خانقاہ مداریہ و چلہ گاہ قطب المدار ہے۔ راجہ آنند نے
بہت بڑا بت خانہ بھی تعمیر کروایا۔ ابھی بت خانہ زیر تعمیر ہی تھا کہ خلیفۂ قطب المدار
حضرت شیخ کامل داد لوگوں میں تبلیغ اسلام فرمانے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت
سارے لوگوں نے مذہبِ اسلام کو قبول کر کے کفر و شرک سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔
جب یہ بات راجہ آنند کو معلوم ہوئی تو اس نے آپ کو اپنی ریاست سے نکل جانے کو کہا
لیکن آپ نے برجستہ فرمایا کہ مجھے میرے پیر نے اس جگہ مقرر کیا ہے، میں یہیں
رہوں گا۔ راجہ آنند یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور آپ اور آپ کے مریدین پر ظلم و ستم
شروع کر دیا۔ حضرت شیخ کامل داد نے اس کی شکایت سلطان غیاث الدین تغلق سے
کی اور یہاں کے حالات پر مشتمل ایک خط تغلق کے پاس روانہ کر دیا، چونکہ آپ کو پتہ تھا
کہ اب میرا سفر آخرت بہت قریب آچکا ہے اس لئے آپ نے حضور مدار پاک کی
جانب بھی لو لگائی اور فرمایا: اے سلطان جہاں آپ نے مجھے یہاں جس مقصد کے لئے
چھوڑا تھا وہ ادھورا رہ گیا اور وقت اجل مجھ سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے لہٰذا آپ اپنا
کوئی لختِ جگر یہاں روانہ فرمائیں جو اس دیار میں پرچم اسلام کو بلند فرمائے اس کے
کچھ دنوں بعد بروز جمعہ ۷۲۶ھ آپ اس دنیا سے کوچ فرما گئے، انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ آپ کا مزار مبارک شہر نانڈیڑ میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے وصال کے
بعد تغلق کی فوج پہونچی جس کے سپہ سالار حضرت فخر الدین تھے انہوں نے فوج کو دو
حصوں میں تقسیم کیا اور ایک حصے کا سپہ سالار حضرت سید برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بنایا،

ان حضرات نے ان کفار سے پوری دلیری کے ساتھ جنگ کی لیکن یہ جنگ مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئی۔

بعدہٗ رحمت پروردگار کرامت قطب المدار نے انگڑائی لی اور دسویں صدی ہجری میں سلسلۂ مداریہ کے ہی ایک شیخ کامل عارف اجل حضور سیدنا میراں مکھا شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ تشریف لائے اور اس مغرور راجہ کے پوتے سے جنگ لڑی جس میں اسے ذلت آمیز شکست ہوئی اور یہاں پرچم اسلام لہرانے لگا۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت سید اجمل بہرائچی

کلیات امدادیہ کے صفحہ نمبر ۷۴ حاشیہ نمبر ۴ پر تحریر ہے کہ

''حضرت اجمل را اجازت وطریقۂ مداریہ از امام ایں طریقہ شیخ بدیع الدین شاہ مدار بلا واسطہ رسیدہ و ایشاں را از طیفور شامی از یمین الدین شامی از عین الدین شامی از حضرت عبداللہ علمبر دار از امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم'' یعنی حضرت اجمل (بہرائچی) کو طریقۂ مداریہ کی اجازت اس سلسلہ کے امام شیخ بدیع الدین شاہ مدار سے بلا واسطہ پہنچی ہے اور ان کو طیفور شامی با یزید بسطامی سے اور ان کو یمین الدین شامی سے اور ان کو عین الدین شامی سے اور ان کو عبداللہ علمبردار سے اور ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے۔

ناظرین کرام! صف اولیاء میں حضرت سیدنا سید اجمل بہرائچی ثم جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔آپ کا شمار اجلۂ اولیاء اللہ میں کیا جاتا ہے آپ اپنے وقت کے بہت بڑے صاحب ثروت بزرگ تھے مختلف

سلاسل کے شیوخ سے آپ نے اکتساب فیض فرمایااور متعدد سلاسل میں صاحب خلافت و اجازت ہوئے ۔آپ کے حالات مختلف کتب سیر و تواریخ میں پائے جاتے ہیں ۔آپ بڑے صاحب رتبہ بزرگ تھے آپ کی سخاوت و دریادلی زبان زدعام تھی ۔جون پور میں آپ نے بہت بڑی مسجد تعمیر کروائی جو آج بھی الحمد للہ آباد ہے آپ سرکار سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ کے ارشد خلفاء میں سے تھے آپ کا اسم پاک متعدد شیوخ طریقت کے شجروں میں آتا ہے کئی کتابوں میں آپ کو مدار پاک کے خلفاء میں شمار کیا گیا ہے ۔تاریخ کی کتابوں کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ حضور سیدنا سید اجمل بہرائچی قدس سرہ کی ذات بابرکات سے سلسلۂ مداریہ کی قابل قدر توسیع وتشہیر ہوئی ہے ۔آپ کا مزار پرانوار بہرائچ شریف میں لبِ روڈ واقع ہے ۔راقم السطور مزار مبارک پر حاضری دے کر اکتساب فیض کر چکا ہے ۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت سکندر دیوانہ

کتاب ''کرامات مسعودیہ'' عربی جو مولانا ملیح اودھی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اس کا فارسی ترجمہ مولانا محمد مسیح اودھی نے کیا ہے ۔پھر اس کا اردو ترجمہ مولانا الٰہی بخش نقشبندی نے کیا ۔پہلی بار قومی کتب خانہ لکھنؤ سے ۱۲۹۶ھ میں چھپ کر منظر عام پر آئی اس کے صفحہ نمبر ۲۸/۲۷/۲۶/۲۵ پر مرقوم ہیں کہ

''سیدنا سکندر دیوانہ فرماتے ہیں کہ میں سلطان محمود غزنوی کی بدولت عمدہ عمدہ نفیس کپڑے پہنتا رہا ۔جب ۴۰۱ھ میں سلطان نے سید سالار ساہو کو جو کہ

میرے حقیقی نانا ہیں ایک زبردست فوج کے ساتھ قندھار سے مظفر خاں کی امداد کے لئے اجمیر بھیج دیا تو اس وقت مظفر خاں رائے بھیروں، رائے سوم کرپا، رائے سنگھ، رائے سوکن، رائے مہندر، رائے ماکھن، رائے جگن وغیرہ انتالیس راجاؤں کے نرغے میں محصور تھا۔ میں اس وقت خاص سلطان کا اردلی تھا اور نانائے معظم حضرت سالار ساہو غازی مجھ سے بے حد محبت فرماتے تھے مجھے ان کی جدائی ہرگز گوارہ نہ ہوئی گھر کا انتظام ظہیر فرزانہ کو گیارہ سال کی عمر میں سپرد کر کے اور سلطان محمود غزنوی سے اجازت لے کر حضرت سید سالار ساہو غازی کے ساتھ ٹھٹھ کے راستے اجمیر پہونچا۔ راستے میں حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے ملاقات ہوئی جیسے ہی ان کی نظر سید سالار ساہو غازی پر پڑی فوراً کہا سید سالار مسعود غازی کے باپ ادھر آؤ میں یہ سن کر متعجب ہوا کہ زندہ شاہ مدار کیا فرما رہے ہیں مگر سید سالار ساہو کو اس کی آرزو ضرور ہے۔ غرض یہ کہ حضرت سید سالار ساہو غازی اس مقام سے آگے بڑھے اور سب راجاؤں کو شکست دے کر کافروں سے مسلمانوں کو نجات دلائی۔ چند اور صوبہ جات فتح کر کے سلطانی حکومت میں شامل کیا جب ذرا اطمینان ہوا تو نانی معظمہ مخدومہ حضرت ستر معلی کو غزنی سے ہندوستان بلوایا۔ قدرت خدا سے ۴۰۵ھ میں سید سالار ساہو غازی کے ایک فرزند آفتاب کی طرح روشن پیدا ہوا اس کا نام مسعود رکھا گیا مفصل حال تواریخ محمودی میں درج ہے۔ میرا اعتقاد حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے ساتھ مضبوط ہو گیا اور ارادہ کیا کہ ان کے ساتھ چل کر فقیری اختیار کروں۔ ایک دن حضرت سید سالار ساہو غازی نے کچھ تحفے تحائف دے کر مجھے حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ

مدار کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم آگے چلو میں ابھی آتا ہوں میں تو خدا سے یہی چاہتا تھا فوراً تحفے لے کر حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پاس حاضر ہوا اور ان کے سامنے جا کر تحائف کو پیش کر دیا اور قدم چومے اور میں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت مجھے اپنے سلسلے میں داخل کر لیجئے ۔ زندہ شاہ مدار نے کہا تم تو عمدہ لباس پہنے ہو عیش وعشرت میں زندگی بسر کر رہے ہو فقیری میں یہ آرام کہاں؟ میں نے سن کر اپنے سب کپڑے پھاڑ ڈالے ستر چھپانے کے لئے ایک تہبند رکھ لیا اور سلسلۂ عالیہ مداریہ میں داخل ہو گیا۔ ایک روز بعد حضرت سید سالار ساہو غازی اپنے فرزند کو لے کر حاضر ہوئے اور زندہ شاہ مدار کے سامنے پیش کیا۔ مسعود کی آنکھ جیسے ہی حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار پر پڑی سلام کے لئے ہاتھ اٹھایا زندہ شاہ مدار نے خیریت پوچھی آپ نے دائیں بائیں گردن ہلائی ۔ حضرت سید سالار ساہو غازی نے آپ کو حضرت سید بدیع الدین شاہ زندہ مدار کے قدموں میں ڈالنا چاہا تو آپ نے زور شور سے رونا شروع کر دیا اور منھ آسمان کے جانب بلند کیا ہر چند حضرت سید سالار ساہو غازی ان کی گردن پھیرنا چاہتے مگر بے سود رونا ان کا کم نہیں ہوتا تھا آخر حضرت زندہ شاہ مدار نے اٹھ کر گود میں لے لیا ہاتھ پیروں کو چوما پیشانی پر بوسہ دیا! اس وقت مسعود چپ ہوئے ۔ حضرت زندہ شاہ مدار نے مسعود کو میری گود میں دیا اور یہ کہا کہ آج سے تو ہمیشہ اس کے ساتھ رہا کر اس کی مصاحبت سے تجھ کو شہادت کا رتبہ ملے گا اور میں آج سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے تمہیں نواز رہا ہوں''۔

حق پسند ناظرین سے بار بار گزارش ہے کہ حق کے ساتھ انصاف کرنے میں قطعی

کسی کی پاسداری نہ کریں اور ایک دم خالی الذہن ہو کر بتائیں کہ کیا کرامات مسعودیہ کی روایت کہ حضرت مدار پاک نے حضرت سیدنا سکندر دیوانہ کو سلسلۂ مداریہ میں بیعت فرما کر خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ غلط اور جعل ہے؟ کیا ان دلائل صادقہ کو پڑھنے کے بعد بھی آپ یہی کہیں گے کہ سلسلۂ مداریہ سوخت ہے۔ اگر انصاف زندہ ہے تو خدارا بتائیے کہ کیا ایسے ایسے مضبوط و مستحکم معتبر و مستند دلائل کے ہوتے ہوئے بھی اجرائے سلسلۂ عالیہ مداریہ کا انکار آفتاب نیم روز کے انکار کے مترادف نہیں ہے؟؟؟

میرے بھائیو! ذرا غور تو کرو کہ حضرت زندہ شاہ مدار حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے حضرت سکندر دیوانہ کو ۴۰۵ھ میں اپنا خلیفہ بنا رہے ہیں اور اس کے برخلاف مکمل ۸۹۵ سال کے بعد یعنی ۱۳۰۰ھ میں سنابل میں یہ چھپ کر آرہا ہے کہ زندہ شاہ مدار نے کسی کو خلافت ہی نہیں دی۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد ☆ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

خلیفۂ قطب المدار حضرت مخدوم اشرف کچھوچھوی

"لطائف اشرفی"، میں حضور محبوب یزدانی سرکار سیدنا مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقۂ خلافت کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں جس میں پہلی قسم خرقۂ محبت ہے یعنی اگر کوئی بزرگ کسی بزرگ کو خرقۂ محبت عطا کر دیں تو اس سے بھی اثبات خلافت ہو جائے گا۔ چنانچہ سرکار مخدوم سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرقۂ محبت کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں کہ "جب میری ملاقات حضرت بدیع الدین مدار سے ہوئی تو بوقت واپسی میں نے انہیں شایان شان رخصت کیا اور حضرت مدار پاک نے مجھ کو"

خرقۂ محبت عطا فرمایا''۔

چنانچہ اب فیصلہ ناظرین کی صواب دید پر چھوڑا جاتا ہے کہ کیا تارک السلطنت سرکار مخدوم کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس صریحی بیان کے بعد بھی سلسلۂ مداریہ کے جاری وساری ہونے میں کسی قسم کے چون و چرا کی گنجائش ہے؟ اب جب کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خرقۂ محبت بھی خلافت کی ایک قسم ہے اور سرکار قطب المدار نے حضرت سرکار مخدوم سمنانی کو خرقۂ محبت سے سرفراز فرمایا ہے اس طرح سے سرکار مخدوم پاک بھی مدار پاک کے خلیفہ قرار پائے تو کیا اب بھی اجرائے سلسلۂ مداریہ میں کسی کو مجال دم زدن ہے؟ علاوہ ازیں شیخ المشائخ حضرت مولانا سید علی حسین اشرفی میاں کے مطابق مدار پاک نے مخدوم پاک کو اپنے دو سلاسل کی بھی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی، دونوں شجرے صحائف اشرفی میں بایں طور نقل ہیں پہلا: حضرت محبوب یزدانی قدس سرہ کو حضرت بدیع الدین مدار سے ان کو شیخ عبداللہ شامی سے خلافت اور اجازت حاصل ہوئی ان کو شیخ عبدالاول سے ان کو شیخ امین الدین سے ان کو سیدنا امام علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ جبکہ دوسرا سلسلہ: حضرت سید بدیع الدین مدار کو حضرت شیخ مکی سے ان کو حضرت شیخ طیفو رشامی سے ان کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق سے ان کو سیدنا رسول مقبول علیہ السلام سے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ سرکار مخدوم کچھوچھوی علیہ الرحمہ تو اجرائے سلسلۂ مداریہ کا اعلان کر رہے ہیں اور آج کے کچھ نام نہاد سنی بزعم خود محقق عصر بننے والے محض مدار دشمنی میں ان تمام دلائل قطعیہ کو پردۂ خفا میں رکھتے ہوئے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے کے لئے سلسلۂ عالیہ مداریہ کو سوخت اور مشکوک قرار دے کر بزرگان دین کی عزت وعظمت سے کھلواڑ کر رہے

ہیں۔

میرے دینی بھائیو! بتاؤ کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ تاجدار ولایت سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت میر بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کے پیدا ہونے سے کم سے کم تراسی سال پہلے حضور مخدوم العلمین سرکار سمنانی رضی اللہ عنہ کو خلافت عطا فرمائیں اور اس واقعہ کے کم سے کم چار سو اکہتر سال بعد سبع سنابل میں یہ چھپ کر آئے کہ شاہ مدار نے کسی کو خلافت ہی نہیں دی اب آپ ہی بتائیے کہ کیا یہ سر پیٹ لینے کی بات نہیں ہے؟ کیا اس عظیم انکشاف کے بعد بھی سلسلۂ عالیہ مداریہ کے جاری وساری ہونے میں کوئی شک وشبہ ہے؟؟؟؟

خلیفۂ قطب المدار سید شمس الدین حسن عرب و میر رکن الدین حسن عرب

حضرت سیدنا میر شمس الدین حسن عرب رحمۃ اللہ علیہ آپ بڑے میر صاحب سے پکارے جاتے تھے، آپ کا مزار مقدس گوجے پور نزد مکن پور واقع ہے۔ آپ حضور غوثِ پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں اور حضور مدار پاک سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے اکابر خلفاء میں سے ہیں۔ اور اسی مقام پر حضرت میر رکن الدین حسن عرب جو آپ کے سگے بھائی ہیں وہ بھی آسودۂ خاک ہیں، یہ دونوں بزرگ بہت صاحب کرامت گذرے ہیں۔ بزرگوں سے روایت ہے کہ حضور مدار پاک نے انہیں اس مقام پر تعینات کیا تھا، ان بزرگواروں کی کرامات پورے علاقے میں مشہور

ومعروف ہیں، یہ مقام مکن پور شریف سے دو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس خانقاہ شریف سے متعلق ایک بہت بڑا تکیہ ہے۔ اس خانقاہ کے گدی نشین اور تکیہ کے متولی جناب امامی میاں صاحب تھے۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت قاضی مسعود

حضرت قاضی مسعود خزینۃ الابرار میں لکھتے ہیں کہ میں جب صغیر سن تھا دریا کے کنارے پر کھڑا تھا کہ میرا پیر پھسلا میں ڈوبنے لگا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بزرگ آئے اور مجھ کو پکڑ کر کنارے پر لاکر کھڑا کیا میں نے عرض کیا کہ حضرت کا اسم مبارک فرمایا: ''یحییٰ!''، میں نے عرض کیا: اگر اجازت ہو تو میں ہم رکاب رہوں۔ فرمایا: ابھی نہیں علم تحصیل کرو انشاء اللہ تم سے پھر ملاقات ہوگی۔ غرض میں تحصیل علم میں مشغول ہوا مگر حضرت مولانا یحییٰ کا تصور میرے دل میں ہر وقت رہتا تھا تیرہ سال کے بعد جب میری دستار بندی کا وقت آیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا یحییٰ ابرار مداری تشریف لائے اور امتحان لینے میں شریک ہوئے اور باتفاق علماء میرے سر پر دستار فضیلت باندھے اور میرے والد سے اجازت لے کر اپنے ہمراہ سیر وسیاحت کے لئے مجھ کو لے لیا، نجف اشرف پہونچے وہاں حضرت شیخ المشائخ قطب مدار صاحبؒ تشریف فرما تھے مجھ کو حضرت کی خدمت میں پیش کئے حضرت شاہ مدار صاحب کے دست مبارک میں اس وقت سیب تھا۔ فرمایا: کہ لو یہ سیب سونگھو! میں نے اس کی خوشبو سونگھی، تمام دماغ معطر ہو گیا

پھر میں نے اس کو کھایا ایسی شیرینی تھی کہ اب تک میں اس شیرینی اور خوشبو کو بھولا نہیں اس کے بعد حضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ اے عزیز انسان کے جوہر میں بھی ایسی خوشبو ہے۔ اگر وہ خوشبو ظاہر نہ ہو تو کچھ نہیں ہے۔ حسن صورت اور عبا قباء سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ میں نے جرأت کر کے عرض کیا کہ معرفت خداوندی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ فرمایا: اے مسعود! اول چاہئے کہ اپنے آپ کو پہچانو، خدا کو پہچان لوگے۔ "من عرف نفسه فقد عرف ربه" تم کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں جانا ہے؟ اس عالم میں کس لئے آئے تھے اور خداوند اعلیٰ نے تم کو کس لئے پیدا کیا اور نیک بختی و بدبختی کیا ہے؟ اول تم کو ان چیزوں کا علم ہونا چاہئے اور تمہاری صفات بعض حیوانی ہیں، بعض شیطانی، بعض ملکوتی۔ تم کو یہ معلوم ہونا چاہئے اور تمہاری اصلی صفات کون ہیں؟ یاد رکھو کھانا پینا سونا فربہ ہونا غصہ کرنا یہ حیوانی صفات ہیں۔ مکر وفریب کرنا، فتنہ برپا کرنا، یہ شیطانی صفات ہیں۔ اگر ان صفات کے تابع ہو گئے تو حق تعالیٰ کی معرفت تم کو حاصل نہیں ہو سکتی، ہاں اگر صفات ملکوتی تم حاصل کر لو گے تو کیا عجب کہ معرفت خداوندی سے تمہارا قلب روشن ہو جائے تم کو کوشش کرنی چاہئے کہ صفات حیوانی و شیطانی سے نکل کر صفات ملکوتی حاصل کرو دیکھو اللہ تعالیٰ کو پانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ صفاتِ حیوانی و شیطانی سے نکل کر صفات ملکوتی حاصل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو دو چیزوں سے بنایا ہے ایک بدن اور دوسری روح۔ روح کی دو قسمیں: حیوانی، انسانی۔ روحِ حیوانی تمام جانوروں کو عنایت ہوئی ہے۔ روحِ انسانی انسان کے ساتھ خاص ہے جب تک روحِ

انسانی سے کام نہ لو گے انسان نہیں ہو سکتے اور نہ معرفتِ خداوندی حاصل کر سکتے۔ غرض حضرت قطب مدار صاحبؒ کی ایسی دلچسپ تقریر سنی کہ میں خواب غفلت سے بیدار ہو گیا اس وقت مجھ کو معلوم ہوا کہ اگر میں معرفت خداوندی حاصل نہ کی تو مجھ میں اور حیوانوں میں کچھ فرق نہیں رہے گا۔ میں نے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے نہایت شفقت و مہربانی سے مجھ کو سلسلہ مداریہ میں داخل کیا۔ بیالیس سال حضرت کی خدمت میں رہا آخر کو خرقہ خلافت سے ممتاز ہوا۔ آپ صاحبِ کمال بزرگ گذرے ہیں۔ تاریخِ وفات ۲۱ر جمادی الثانی ۹۴۹ھ ہے۔ (مدار اعظمؒ ۹۷۔۹۸)

خلیفۂ قطب المدار حضرت شیخ احمد اعرج

حضرت شیخ احمد اعرج بڑے شہسوار تھے ایک روز گھوڑا کو داتے پھر رہے تھے اور یہ خیال کر رہے تھے کہ جو آرام و آسائش مجھ کو حاصل ہے وہ کسی کو بھی نہیں ہے۔ یکا یک گھوڑے کا پیر پھسلا اور گرا بائیں پیر میں زبردست چوٹ آئی۔ اور میں بے ہوش ہو گیا اتنے میں حضرت شیخ الاسلام قطب مدار صاحبؒ تشریف لائے اور فرمایا احمد جھوٹی بے ہوشی میں کب تک پڑے رہو گے۔ اٹھو اور توبہ کرو۔ میری جو آنکھ کھلی تو اپنے خیالات پر نفرین کی اور توبہ کی اور چاہا کہ حضرت کے قدموں کو بوسہ دوں مگر تکلیف کی وجہ سے حرکت نہ کر سکا۔ حضرت شاہ مدار صاحبؒ نے میرے گھوڑے کو آواز دی وہ دوڑتا ہوا آیا۔ حضرت مجھ کو ایک

گاؤں میں لے گئے وہاں ایک جراح تھا اس کو بلا کر آپ نے فرمایا: اس جوان کا علاج کرو۔ اس نے عرض کیا کہ یہ علاج میرے امکان سے باہر ہے، یہ شخص بچے گا نہیں۔ آپؒ نے فوراً انار کے چھلکے جو وہاں پڑے ہوئے تھے پسوا کر زخموں پر چھڑکے، فوراً خون بند ہو گیا اور زخم اچھا ہونے لگا اور چند روز میں بالکل تندرست ہو گیا۔ پھر میں نے بیعت کی درخواست کی۔ آپؒ نے سلسلہ مداریہ میں داخل کیا اور مکہ معظمہ کے سفر میں ساتھ ساتھ رہے۔ یہ تھے بزرگان دین کے اخلاق اس طرح نورِ محمدیؐ کے ذریعہ لوگوں کے قلوب کو منور کیا کرتے تھے۔ بعد میں آپ بھی خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا پورا نام حضرت احمد اعروج بن ضیاء اللہ مصطفیٰ آبادی ہے۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت یادگار محمد و حضرت عبدالرحمن مکرم

مولانا نظام الدین نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن سید اکمل مازندرانی ۲۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ دایہ ان کو دودھ پلاتی تھی اس کے پاس ایک لڑکا تھا۔ ایک پستان سے وہ پیتا تھا اور ایک پستان سے عبدالرحمن پیتے تھے۔ اتفاق سے دایہ کا لڑکا مر گیا، اس کو سخت رنج ہوا پھر خیال کیا عبدالرحمن کو دودھ پلا دوں ایسا نہ ہو کہ وہ بھوکے رہ جائیں غرض اس بچے کی تجہیز و تکفین سے پہلے وہ دایہ ان کو دودھ پلانے کے لئے آئی۔ بہتیرا چاہا کہ دودھ پلائے مگر عبدالرحمن نے دودھ نہ پیا۔ اب وہ اور پریشان ہوئی عبدالرحمن کی والدہ نے

دریافت کیا کہ کیوں پریشان ہے؟ اس دایہ نے کہا کہ آپ کا صاحبزادہ دودھ نہیں پیتا۔ والدہ عبدالرحمن نے طبیب کو بلایا۔ طبیب نے کہا: اس لڑکے کو کوئی مرض نہیں معلوم ہوتا۔ اتفاقاً حضرت یادگار محمد خلیفہ حضرت زندہ شاہ مدارؒ سیر کرتے ہوئے یہاں تشریف لائے ان کے والد نے ان کو دکھلایا اور دعا کی درخواست کی۔ حضرت مخدومؒ نے ان کو دیکھا اور فرمایا کہ یہ نہ بیمار ہے اور نہ آسیب کا اثر ہے، کوئی اور سبب ہے۔ انہوں نے عرض کیا وہ آپ فرمائیں۔ فرمایا کہ دایہ کو بلاؤ۔ دایہ جب آئی تو آپ نے فرمایا کہ تیرا بچہ کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ سو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب تک تو اپنے بچے کو نہ لائے گی، یہ بچہ دودھ نہ پیئے گا۔ دایہ یہ سن کر رونے لگی اور عرض کیا کہ میرے بچے کا ابھی انتقال ہوگیا۔ فرمایا کہ تو اس کو جلد اٹھا لا۔ دایہ بھاگی اور فوراً اپنے بچے کو اٹھا لائی اور لا کر تخت پر لٹا دیا۔ حضرت یادگار محمد مداری نے بچے کے ہاتھ کو جنبش دی۔ بچے نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرانے لگا۔ دایہ دونوں بچوں کو غایت محبت سے اٹھا کر لے گئی۔ اس وقت عبدالرحمن نے دودھ پیا۔ ان کے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے ان کے رضائی بھائی کو زندہ کر دیا۔ اس کے بعد حضرت نظام الدین نقشبندی نے فرمایا کہ یہ بچہ سعید ازلی ہے چنانچہ مولانا عبدالرحمن بڑے عالم ہوئے اور قنوج آ کر حضرت شاہ مدار سے بیعت کی اور خلافت کے مرتبے پر پہونچے۔ یہ فرمایا کرتے تھے کہ قبل از بیعت اکثر مجھ کو حضرت قطب المدار صاحب سے فیض پہونچتا رہا ہے۔ حضرت قطب المدار ان کو عبدالرحمن مکرم کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ آپ کو خاص انس تھا۔ آپ بھی بڑے صاحب کمال بزرگ ہوئے، بے شمار

مریدین معتقدین تھے۔آپ کا مزار مبارک محمود آباد میں ہے۔حضرت زندہ شاہ مدار اور آپ کے خلفاء کے حالات وتصرفات اس کثرت سے ہیں کہ اگر مفصل لکھے جائیں تو ایک دفتر چاہیے۔ (مدار اعظم:۹۹۔۱۰۰)

خلیفۂ قطب المدار حضرت پیر داؤد مداری

آپ حضور آقائی مولائی سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔آپ کا اسم شریف حضرت پیر سید داؤد بن عبد اللہ مداری ہے۔آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں حضور سیدی قطب المدار بارادۂ حج بیت اللہ شریف ہندوستان سے حجاز کو روانہ ہوئے۔مکہ مکرمہ پہونچے،ارکان حج ادا فرمائے اور اپنے جد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے روضۂ اطہر پہ حاضری دی۔اذن روانگی لے کر عزم مصمم کیا اور ہندوستان کے لئے روانہ ہوئے۔ہمراہ اپنے برادر زادے حضرت خواجہ سید ابومحمد ارغون جو آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوئے اور حضرت خواجہ سید ابوتراب فنصور اور حضرت خواجہ سید ابوالحسن طیفور ان تینوں بھائیوں کے علاوہ مکہ معظمہ سے حضرت سید عبد العزیز مکی کو بھی ہمراہ لیا۔آپ نجف اشرف کاظمین شریفین میں حاضری دیتے ہوئے بلخ،بخارا،سمرقند،تاشقند وغیرہ ہوتے ہوئے ہندوستان میں داخل ہوئے۔مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ دیگر مقامات کے حضرات بھی آپکے ساتھ ہم سفر ہوئے اور اپنی زندگیوں کو آپ کی صحبت کے لئے وقف کر دیا۔جب بخارا سے گذر ہوا تو آپ کے ہمراہ حضرت سید جلال الدین

دانا بخاری جن کا مزار مقدس بریلی شریف میں ہے حضرت سید محمد حنیف وحضرت پیر سید داؤد بخاری اس سفر حج میں حضرت خواجہ سید محمد جمال الدین جان من جنتی بھی ہم رکاب تھے۔ اگر چہ اس سے قبل آپ کے کئی سفر ہمراہی ہوئے۔ ان حضرات کے علاوہ کتنے ہی لوگ ہم سفر تھے جن کا ذکر کتابوں میں موجود ہے۔ یہی وہ سفر ہے جس میں حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی بارہ سال ہمراہ رہے اور خرقہ خلافت خرقہ محبت حاصل فرمایا۔ میرا مقصد حضرت سید بدیع الدین قطب مدار کے سفر حج پر تبصرہ کرنا نہیں ہے لیکن اس تبصرہ سے پیر سید داؤد بخاری کا خصوصی تعلق ہے، اس لئے برسبیل تذکرہ بیان کیا۔ حضرت سید پیر داؤد بخاری نسل سادات سے تھے۔ ان کا آبائی وطن مدینہ منورہ ہے۔ والد بزرگوار حضرت سید عبداللہ بخاری مدینہ منورہ سے ہجرت فرما کر بخارا میں آباد ہو گئے تھے۔ بخارا کے مشہور بزرگوں کے ساتھ حضرت سید عبداللہ مداری کا نام بھی آتا ہے۔ ۷۵۷ھ میں خدائے تعالیٰ نے آپ کے دامن مراد کو ایک خوبصورت خوش نصیب ہونہار اور سعید ازلی بچہ سے بھر دیا جن کا نام نامی آپ نے داؤد رکھا۔ جب وہ بچہ ۵ رسال کا ہوا تعلیم و تربیت کے لئے بزرگ اور فاضل استاذ شیخ محمد ابراہیم کے سپرد کیا جنہوں نے بڑے پیار و محبت سے تعلیم و تربیت سے آراستہ و پیراستہ فرمایا۔ بیس سال کی عمر میں حضرت پیر سید داؤد مداری بڑے جلیل القدر عالم ہوئے۔ جن پر بڑے بڑے علماء رشک کرنے لگے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپکی رغبت عبادت و ریاضت کی طرف اور طرح طرح کے مجاہدات کی طرف ہوئی۔ شب و روز ایک رہبر کامل کی فکر دل میں موجزن تھی،

فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک محفل بڑی آراستہ و پیراستہ ہے جس میں ایک نورانی بزرگ تخت پر جلوہ افروز ہیں جن کے ضیاء بار چہرے سے محفل جگمگا رہی ہے اور ان کے جلووں میں ہزاروں خدا والے سر جھکائے مؤدب نظر آرہے ہیں۔ ایک صاحب سے میں نے عرض کیا کہ یہ تخت نشین بزرگ کون ہیں؟ کیا میں ان سے ملاقات کرسکتا ہوں؟ ان صاحب نے فرمایا: ہاں، لیکن اس وقت نہیں۔ بس اسی میں میری آنکھ کھل گئی۔ اپنی بے قراری کو کیا بیان کروں، بس تڑپتا تھا۔ کسی وقت بھی وہ بزرگ، وہ محفل آنکھوں سے اوجھل نہ ہوتی۔ ہر آن اسی کیفیت میں مستغرق رہتا۔ مجھے ساری دنیا تاریک نظر آتی۔ کبھی کبھی سوچتا تھا، کیا وہ وقت پھر خدائے تعالیٰ لائے گا کہ ان بزرگ کی زیارت سے مستفید ہوسکوں۔ گردش دوراں کا کرم ہوا۔ وقت بدلا اور اس طرح لوگوں نے اطلاع دی کہ ایک بزرگ عرب کی طرف سے تشریف لائے ہیں، ان کے ہمراہ بہت سے مردان خدا ہیں۔ مجھے حاضری کا اشتیاق ہوا اور تیزی سے اس طرف روانہ ہوا جہاں یہ نورانی قافلہ قیام فرما تھا۔ جوں ہی قافلہ کے قریب آیا، دیکھا اس قافلے کے سردار اور ان کے ہمراہی تو وہی لوگ ہیں جن کو میں نے عالم رؤیا میں دیکھا تھا۔ اب میری خوشیوں کا کیا ٹھکانہ قلب پر حیرت کی لہر دوڑ گئی، چہرے پر شادمانی کے آثار نمودار ہوئے۔ اب میں ان بزرگ محترم کے قریب ہوا۔ بزرگ محترم نے ارشاد فرمایا: کیا تجھ کو اپنے خواب کی صداقت مل گئی جو اس قدر مسرور نظر آرہا ہے۔ یہ فرما کر میرے سر پر دست شفقت رکھا اور فرمایا: داؤد! میں نے تجھ کو قبول کیا۔ اب کیا کہیے، میری خوشیاں میرے مدعا کو

پہنچیں۔میں نے گھر بار، وطن کو خیر باد کہا اور حضور سیدی قطب المدار کو نعمت بے بہا سمجھا، ہمیشہ کے لئے ان کی رضا پر وقف کر دیا۔حضور سید بدیع الدین قطب المدار نے بخارا سمرقند سے گزرتے ہوئے راجستھان کی طرف رخ فرمایا۔راجستھان کے کتنے ہی شہروں اور گاؤں میں قیام فرماتے ہوئے کوٹہ، بوندی، کیشوراؤ، پاٹن اور نہ جانے کن کن مقامات سے گذرتے ہوئے جون پور تشریف لائے۔ یہاں ۲۱ر سال قیام فرما کر علاقہ قنوج تشریف لائے اور اس مقام پر پہونچے جس کی نشاندہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی جس کو آج مکن پور شریف کہتے ہیں جو آپ کی آخری آرام گاہ ہے اور مرجع خلائق ہے۔جب حضور سیدی بدیع الدین مدار العالمین رضی اللہ عنہ کیشوراؤ پاٹن سے گذرے تھے حضرت پیر داؤد شیخ عبد العزیز مکی سے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ زمین تم لوگوں کے لئے وقف ہے چنانچہ اپنی وفات سے قبل جب حضور سیدی قطب المدار رضی اللہ عنہ نے اپنے خلفاء باوقار کے مقامات منتخب فرمائے اور وہاں پہونچنے کا حکم فرمایا تو انہیں کے ساتھ حضرت سید پیر داؤد اور شیخ عبد العزیز مکی کو بھی یاد دہانی فرمائی تھی۔ ۸۳۸ھ میں جب شہنشاہ ولایت حضرت سید بدیع الدین قطب المدار نے اس جہان فانی کو خیر باد فرمایا اور واصل حق ہوئے تو خلفاء باوقار اپنی اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ساتھ ہی ساتھ یہ دونوں بزرگ بھی شیخ محترم کے فرمان عالی کے مطابق تبلیغ دین حنیف کرتے ہوئے نظام حیدر آباد پہونچے، وہاں کچھ دن قیام فرما کر تبلیغی خدمات انجام دیئے اور وہاں سے کیشوراؤ پاٹن بوندی راجوتانہ پہونچے اور خلق خدا کو دامن اماں میں جگہ دی۔لوگ جوق در جوق ان کے حضور

میں حاضری دیتے تھے۔ اخروی دنیوی استفادہ کرتے تھے، آپ شب و روز عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے بلا امتیاز خُلق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ فرماتے، کسی پر غصہ و تحقیر نہ فرماتے، ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے۔ آپ کی زندگی حضرت خواجہ سید جمال الدین جان من جنتی کے مثل تھی جو آپ کے پیر بھائی تھے۔ انہیں کی طرح ترک و تجرید کی زندگی بسر فرمائی۔ آپ سے بے پناہ کرامتیں ظہور میں آئیں۔ عرصۂ حیات کی طرح آج بھی آپ کے مزارات سے فیوض و برکات جاری و ساری ہیں، نہ جانے کتنے حاجت مند خالی دامن آتے ہیں لیکن تمناؤں سے سوا پاتے ہیں اور اپنے دامن طلب کو بھر لیتے ہیں۔ عجیب عجیب واقعات دیکھنے میں، سننے میں آتے ہیں۔ ابھی چند ہی سال کا ایک واقعہ ہے۔ یکم محرم سے ۷ رمحرم تک آپ کے مزار کے آس پاس یا علی، یا حسن، یا حسین رضی اللہ عنہم کے نعرے بلند ہوتے رہے اور معلوم ہوتا تھا کہ ہزاروں مسلمان جمع ہیں۔ یہ حال دیکھ کر تحصیلدار بھنور لال نے بوندی راجہ کو مطلع کیا، راجہ نے حکم نامہ بھیجا کہ ان تمام مسلمانوں کو گرفتار کر کے ہمارے حضور حاضر کر دو جو مسلمان نعرے لگا رہے ہیں۔ تحصیلدار تعمیل حکم میں پولیس لے کر جائے وقوع پر پہونچا لیکن وہاں جا کے دیکھا نہ مسلمان ہیں، نہ ہندو، نہ سکھ، نہ عیسائی، نہ جن البتہ ایک شیر کا جوڑا مزار اقدس کے آس پاس گھوم رہا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر پولیس اور تحصیلدار بے حد پریشان ہوئے۔ راجہ کو مطلع کیا، راجہ خود جائے وقوع پر آیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ شیر اور شیرنی ایسے پہرہ دار ہیں کہ راجہ کی پوری فوج پر غالب آسکتے ہیں۔ راجہ پریشان تھا۔ جب راجہ اور اس کی پولیس خوفزدہ ہوئی تو شیر کا جوڑا نظر سے

غائب ہوگیا۔ راجہ نے مجاور فیض محمد ولد بھوراشاہ کو بلایا، ان کے وسیلے سے حضرت سید پیر داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پائین سے آنکھیں ملیں اور اپنی خطا کی معافی چاہی۔ فیض محمد کی معرفت لنگر کا انتظام کرایا اور مزار اقدس کے لئے چادر پیش کی۔ فیض محمد شاہ کو نذرانہ پیش کیا اور ریاست کے طرف سے ہمیشہ نذر و فتوح کے لئے کچھ نقد رقم متعین کر دی۔ حضرت سید پیر داؤد مداری نے ۷ محرم الحرام ۸۸۳ھ بروز دوشنبہ اس دار فانی کو خیر باد کہا اور واصل بحق ہوئے۔ اس کے چند ہی دن کے بعد ان کے پیر بھائی حضرت شیخ عبد العزیز مکی مداری رحمۃ اللہ علیہ بھی واصل بحق ہوئے جن کا مزار بھی ان کے قریب کیشوراؤ پاٹن میں ہے۔

خلیفۂ قطب المدار حضرت حاجی سلیمان بن حاجی احمد ابراہیم بخاری

حضرت حاجی سلیمان مداری کا ذکر کرتے ہوئے صاحب بحر زخار نے لکھا ہے کہ یہ بزرگ بارگاہِ قطب المدار سے فیضیاب ہونے سے قبل علمِ سیمیا حاصل کرنے کے لئے جوگیوں کی خدمت کرتے تھے، ایک دن پانی بھرنے کے لئے جوگی کا پیالہ لے کر دریا پر آرہے تھے، صحرا میں حضور قطب المدار سے ملاقات ہوگئی، حضور مدارِ پاک نے انہیں اپنا پیالہ بھی دے دیا تاکہ بھر کر لے آئیں جب دریا سے واپس اس مقام پر پہنچے جہاں مدارِ پاک سے ملاقات ہوئی تھی تو وہاں مدارِ پاک کو نہیں پایا پھر صحرا میں ان کی جستجو کرنے لگے کہ آخر وہ جوان کہاں چلا

گیا جس نے پانی بھرنے کے لئے پیالہ دیا تھا یہاں تک کہ وہ جوان تشریف لایا اور کہا کہ یہاں کس کی تلاش ہے کچھ راستہ چلنے کے بعد حضرت سلیمان مداری پھر اسی جگہ پر پہنچے تو دیکھا کہ اس جگہ پر جوان کے بجائے ایک بچہ بیٹھا ہوا ہے یہ منظر دیکھ کر حضرت سلیمان کو اور زیادہ حیرت ہوئی، حضور مدار پاک ان کی پریشانی دیکھ کر اصل حالت میں جلوہ گر ہو گئے جس شکل وصورت میں پہلے تھے اور فرمایا کہ اے جوان پیالہ توڑ دے، تو نے مدتوں کفار ومشرکین کی خدمت کی لیکن علم سیمیا حاصل نہ کر سکا اب قریب آ، پھر حضرت قطب المدار نے اسے علم کیمیا و سیمیا دونوں عطا فرمادیا اور مرید کر کے خرقۂ خلافت سے نوازا۔ انہوں نے خرقہ شیخ عارف کو عطا کیا اور انہوں نے تحفۃ الابرار کے مصنف کے والد کو دیا۔ شیخ سلیمان نے خوب لمبی عمر پائی اور دنیا کی بہت زیادہ سیر وسیاحت کی اور مشائخ وقت سے ملاقات کی۔ چند سال جونپور میں رہے مگر عاشق صادق کے علاوہ کسی کو مرید نہیں کیا۔ مزار شریف نواح سہار قصبہ مورہ شیخ طیب کے قبرستان میں ہے۔

پانچوں پیر بھی خلفائے قطب المدار تھے

صاحب مرآۃ الاسرار حضرت شیخ عبد الرحمن چشتی علیہ الرحمہ اپنی کتاب گلستان مسعودیہ کے صفحہ ۱۳ تا ۱۶ پر رقم طراز ہیں کہ "حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ قطبیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جب میرے پیر ومرشد مکہ معظمہ سے ہندوستان آ کر اجمیر شریف مقیم ہوئے تب جا کر کافروں پر فتح

نصیب ہوئی حضرت سید اسلم غازی، حضرت سید اکرم غازی، حضرت سید صوفی غازی، حضرت سید ملک غوث غازی، حضرت سید محامد غازی یہی پانچوں پیر حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت سید سالار مسعود رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء شہیدان عظام کے مزارات کی زیارت کے خواستگار ہوئے ان پانچوں پیر کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے ایک ہفتہ مہمان رکھا آٹھویں روز خرقہ خلافت عطا کر کے حکم دیا کہ آپ لوگ اب بہرائچ تشریف لے جائیں۔ الغرض پانچوں پیر حضرت بختیار کاکی کی معیت میں بہرائچ شریف پہنچ گئے (چند سطر بعد) اسی اثنا میں قطب المدار بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ زندہ شاہ مدار نے پانچوں پیر کو دیکھتے ہی فرمایا بہت دنوں کے بعد صدیقین کی خوشبو دماغ میں پہونچی پھر چند روز پانچوں پیر خدمت اقدس میں رہ کر راہ سلوک کے مدارج طے کرتے رہے۔ اور خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد قدم بوس ہوئے، حکم کے مطابق مقامات مقدسہ (مکہ معظمہ مدینہ منورہ) کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے"۔ (گلستان مسعودیہ مترجم مولف عبد الرحمن چشتی علوی ص ۱۳/۱۶)

ناظرین کرام! کوئی طول وطویل تبصرہ نہ کرتے ہوئے حق شناس قارئین سے فقیر مداری صرف یہ پوچھتا ہے کہ حضرت شیخ عبد الرحمن علوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۹۴ھ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا انہوں نے پانچوں پیر کے تعلق سے مدار پاک کے خرقہ خلافت والی بات کو بے سند لکھ دیا ہے؟ کیا شیخ عبد الرحمن چشتی کی بات قابل قبول نہیں ہے؟ کیا مذکورہ بالا بیان سے یہ بات نہیں ظاہر ہوتی ہے کہ

عظیم بزرگ حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی سلسلہ عالیہ مداریہ کو سوخت نہیں بلکہ جاری و ساری مانتے ہیں؟ اور سوخت والی ان کہی کی آپ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے؟ اور انہیں تو چھوڑیں آپ نے تو دراصل شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مبارکہ سے نقل کیا ہے کیا حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے رسالہ قطبیہ میں پانچوں پیر کے تعلق سے کوئی اول فول کہانی لکھ دی ہے؟ اہل تحقیق ونظر کو توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ کے پیدا ہونے سے کئی سو سال پہلے رسالہ قطبیہ میں پانچوں پیر کے خرقہ مداریہ والی بات کو نقل فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ مدار پاک نے اپنا سلسلہ سوخت نہیں کیا ہے معاذ اللہ اگر سوخت ہوتا تو پانچوں پیر کو خرقہ خلافت کیسے ملتا؟ افسوس کی بات ہے کہ ایک سبع سنابل کی جھوٹی کہانی کیسے کیسے جلیل القدر اولیاء اللہ کو صداقت وحقانیت کے دائرے سے نکال کر شکوک وشبہات کے کٹگھرے میں ڈال رہی ہے؟ کیا یہ ایک المیہ نہیں ہے کہ ایک سبع سنابل کی غلط روایت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی جیسی عظیم شخصیتوں کو مجروح کر رہی ہے؟ واضح رہے کہ حضرت سیدنا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کے گیارہویں دادا پیر ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے مرید وخلیفہ ہیں حضرت میر بلگرامی سے کئی صدی پیشتر لکھ چکے ہیں کہ مدار پاک نے پانچوں پیر کو خلافت مداریہ بخشی تھی چنانچہ اب فیصلہ ارباب اہلسنت بالخصوص احباب چشت پر چھوڑتا ہوں انہیں فیصلہ کرنا ہے کہ خواجہ قطب معتبر ہیں یا سبع سنابل؟؟؟؟

مدار پاک کے چند اور خلفاء

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب مرحوم (ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی) سجادہ نشین آستانہ حضرت مخدوم سماؤ الدین سہروردی مہرولی شریف نئی دہلی اپنی کتاب ''خم خانہ تصوف'' میں رقم طراز ہیں کہ ''تین حضرات کو آپ کی (قطب المدار) خلافت و جانشینی کا شرف حاصل ہوا ان تین حضرات کو کنفس واحدۃ مانا جاتا ہے اور ایک لقب سے تینوں پکارے جاتے ہیں۔ ان تین حضرات کے نام حسب ذیل ہیں۔ حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون، حضرت سید ابو تراب فنصور، حضرت سید ابو الحسن طیفور آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں'' حضرت قاضی محمود، حضرت سید اجمل جون پوری، حضرت قاضی مطہر ان کے علاوہ حسب ذیل حضرات کو بھی آپ کا خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ سید فولاد، شمس ثانی چوبدار، حضرت قاضی شہاب، پرکالہ آتش، سید صدر الدین، شیخ حسین بلخی، سید صدر جہاں، شیخ آدم صوفی، سلطان شہباز، سلطان حسن عربی، میاں سیف اللہ، شیخ فخر الدین، عادل شاہ''۔

(خم خانہ تصوف ص ۲۰۲، ۲۰۳)

مذکورہ بالا اقتباس سے تو مدار پاک کے اٹھارہ خلفاء کا ثبوت فراہم ہو رہا ہے اور محرف سبع سنابل کی زبان یہ ہے ''شاہ مدار نے کسی کو خلافت ہی نہیں بخشی'' حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تو یہ فرما رہے ہیں کہ ''پانچوں پیر کو حضرت

زندہ شاہ مدار نے خرقۂ خلافت سے نوازا'' اور سبع سنابل کی جھوٹی روایت یہ بتارہی ہے کہ ''مدارالعلمین نے اپنا خلیفہ ہی نہیں بنایا'' تذکرۃ الکرام کے مصنف حضرت سید کبیر ابوالعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ تو یہ فرمارہے ہیں کہ ''حضرت سرکار قطب المدار کے مرید وخلفاء بہت ہیں'' اور محرف سبع سنابل یہ ظاہر کررہی ہے کہ ''سلسلۂ مدار یہ معاذ اللہ سوختہ ہے''

میرے بھائیو! انصاف فرماؤ کہ کیا ایک سبع سنابل کے آگے یہ تمام کے تمام مصنفین اور محققین جھوٹے اور غیر معتبر ہیں؟؟؟؟

مدار پاک کے مریدین اور خلفاء کا شمار ممکن نہیں

معروف مصنف حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی (استاذ جامعہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو) اپنی تصنیف ''تذکرہ مشائخ عظام'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''حضرت شاہ مدار کا دائرہ ارشاد و تبلیغ کافی وسیع تھا اور درازی عمر کے سبب کافی سے کافی لوگوں کو آپ سے فیضیاب ہونے کا موقع میسر آیا ایک ایک مجلس میں ہزار ہا ہزار لوگ تائب ہو کر بیعت ہوتے، اس لئے مریدوں اور خلفاء کی تعداد کا شمار ممکن نہیں۔ چند اہم خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ خواجہ ابومحمد ارغون (مکن پور)، خواجہ سید ابوتراب (مکن پور، خواجہ ابوالحسن طیفور (مکن پور) خواجہ سید محمد جان من (ہلسہ شریف)، قاضی مطہر (ماور شریف) قاضی محمود (کنتور شریف)، مولانا شاہ حسام الدین سلامتی (مانک پور)، مولانا شاہ اجمل (بہرائچ) سید جلال الدین بخاری (بریلی شریف)، خواجہ شاہ جہندہ (بدایوں) سید شمس الدین میر سید احمد

بادیہ یاپا (کولھوابن درگاہ) مولانا قاضی صدرالدین (جونپور) قاضی نصیرالدین"۔

(تذکرہ مشائخ عظام ۳۸۵)

اجرائے سلسلہ مداریہ کے اس عظیم الشان ثبوت کے بعد ہمارے منصفانہ ذہنیت کے حامل قارئین کی کیارائے ہے سبع سنابل کے اس اقتباس کے متعلق "شاہ مدار نے فرمایا میں نے گنتی کے چند آدمی مرید کئے ہیں اور آج کی تاریخ سے کسی کو مرید بھی نہیں کروں گا رہی خلافت وہ میں نے نہ کسی کو دی ہے نہ اب کسی کو دوں گا"۔ (سبع سنابل ۱۱۳)

ناظرین کرام! اگر سلسلۂ عالیہ مداریہ سوخت ہوتا یا سرکار مدارالعلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سلسلۂ بیعت ارادت وخلافت بند کر دیا تھا تو فاضل محقق نے جن بزرگوں کے اسمائے گرامی کو سرکار مدارالعلمین کے اہم خلفاء کی حیثیت سے تحریر کیا ہے ان بزرگوں کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ سبع سنابل کی اس روایت کو صحیح ماننے کی صورت میں جہاں اہل سنت وجماعت کی یہ مہتم بالشان شخصیتیں مجروح ہو رہی ہیں وہیں فاضل محقق کا شمار بھی تحقیقی میدان کے ان ستم زدہ حضرات میں ہو رہا ہے جن کی تحقیقات انیقہ سبع سنابل جیسی محرف کتابوں کے سبب خون کے آنسو رو رہی ہیں ۔ دوسری طرف اعظمی صاحب کی یہ عبارت کہ" آپ کے مریدوں اور خلفاء کا شمار ممکن نہیں" صاف صاف یہ اعلان کر رہی ہے کہ ہم سبع سنابل کی سوخت والی من گھڑت کہانی کو ثابت وصحیح نہیں مانتے کیونکہ جس کے مرید ایک ایک مجلس میں ہزار ہا ہزار لوگ ہوتے ہو اس مقدس شخصیت کی طرف یہ جملہ منسوب کرنا کہ میں نے گنتی کے چند آدمی مرید کئے ہیں کھلا ہوا افتراء اور بہتان عظیم ہے۔

مدار پاک کے مریدین اور خلفاء بہت تھے

تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام کے مصنف حضرت مولانا سید محمد کبیر ابوالعلاء علیہ الرحمہ حضور زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے کہتے ہیں کہ وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے اور نہ انکا کپڑا کبھی میلا ہوتا تھا اور نہ کبھی اس پر مکھی بیٹھتی تھی اور ان کے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا نہایت حسین اور جمیل تھے چاروں کتاب سماوی کے حافظ اور عالم تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی عمر چار سو برس سے زائد تھی۔ واللہ اعلم اور تمام دنیا کا سفر انہوں نے بھی کیا تھا اور اپنے وقت کے قطب المدار تھے اس لئے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں ان سے مخدوم نوشتۂ توحید نے حسب وصیت مخدوم شرف الدین بہاری کتاب ''عوارف'' پڑھی تھی اور فیض یاب ہوئے تھے۔ آپ کے مرید اور خلفاء بہت ہیں۔ (تذکرہ الکرام ۵۹۳)

ناظرین کرام! یقین جانیں اگر بات دو چار عام کتابوں کی ہوتی تو ہم بھی سوچتے مگر اجرائے سلسلہ عالیہ مداریہ کے ثبوت میں اس قدر ٹھوس اور مستحکم دلائل کو دیکھتے ہوئے مجھے بھی حیرت ہے کہ کیا یہ تمام علماء فضلاء اولیاء اللہ ایک غلط بات پر متفق ہو گئے تھے؟ یقیناً ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ اتنے بڑے بڑے صاحبانِ علم و فضل، زہد و تقویٰ کسی ایک غلط بات پر متفق ہو گئے ہوں۔ یہ بات ہمیں اور آپ کو دعوت فکر دے رہی ہے کہ اگر سلسلۂ مداریہ کو سوخت مانیں تو ان مردانِ خدا کو کیا

مانیں؟؟؟ جنھوں نے اجرائے سلسلہ مداریہ کا خطبہ پوری زندگی پڑھا ہے ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ میں نے ابھی جس تذکرۃ الکرام نامی کتاب کے حوالے سے یہ اقتباس نقل کیا ہے کہ مدار پاک کے مرید و خلفاء بہت ہیں اس کی کتنی اہمیت ہے کتابوں سے شغف رکھنے والے حضرات پر مخفی نہیں کہ وہ ایک اہم تاریخی وعلمی دستاویز ہے اور اس میں نقل ہے کہ حضرت زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ کے مرید و خلفاء کی تعداد بہت ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ بتانے کی قطعی ضرورت نہیں کہ سلسلہ خلفاء ہی سے چلتا ہے جیسا حضرت مفتی اعظم ہند کے اس فتوے سے ظاہر ہے کہ جس کی نقل بمطابق اصل اس فقیر کے پاس بھی موجود ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ" حضرت سیدنا قطب المدار قدس سرہ کا سلسلہ جاری ہے سلسلہ خلفاء ہی سے جاری ہوتا ہے"۔

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہ　　　　　مہر ۱۳۷ھ

مدارِ پاک کے خلفائے نامدار و فیضیافتگان کثیر تعداد میں ہوئے

طبقات شاہجہانی میں ہے کہ" حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سال ہشت صدی ہجری آخری سلطنت شاہ گیتیستاں صاحب قرآں پیش از وفات امیر تیمورگاں بہفت سال انتقال نمودہ احوال ومقامات وے عجیب وغریب است

عمر طویل یافتہ سلسلۂ خلافتش بہ چہار واسطہ بصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ می رسد و
ایں سلسلہ باجہت وسائط اقرب سلاسل در کشف و اشراق بر دلہا معانی بغایت
مرتبہ اعلیٰ دارد و ہر کہ احوال او را دیدے بے اختیار سجدہ کردے بجہت انوار الٰہیہ
کہ در و جہہ وے تاباں بود ہمیشہ برقع پوشیدہ بودے مگر روز بار عام کہ نقاب از
چہرہ برانداختے آں روز ہر کہ را ہر چناں مشکل بودے پیش وے آوردے وے
حل مشکلات خود نمودے احیائے اموات وعدم اکل و شرب وسپیدی جامہائے
بے شست و شوئے گاذر از جملہ کرامات وے بود او را خلفائے نامدار و
اصحاب کرام بسیار بودند ہمہ بظاہر شریعت آراستہ (طبقات شاہجہانی) یعنی
حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ نے شاہ گیتیستان صاحب قرآں کے آخری
دور حکومت میں امیر تیمور گورگاں کی وفات سے سات سال قبل اس جہاں فانی
سے پردہ فرمایا آپ کے احوال ومقامات عجیب غریب ہیں۔ طویل عمر پائی
آپ کی خلافت کا سلسلہ چار واسطوں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک
پہنچتا ہے دوسرے سلسلوں کی بنسبت آپ کا سلسلہ قریب تر وسائط کی وجہ سے دلوں
پر کشف واشراق اور ادراک معانی حقیقت کے باب میں نہایت اعلیٰ مرتبہ رکھتا
ہے جو کوئی آپ کو دیکھتا بے اختیار سجدہ کرتا ان انوار الٰہیہ کے سبب جو آپ کی
پیشانی میں تاباں تھے مگر بار عام کے دن نقاب چہرے سے اٹھا دیتے اس دن
جس کسی کو جو بھی مشکل پیش ہوتی آپ اس کا حل فرماتے، مردوں کو زندہ کرنا،
کھانے پینے سے بے نیاز رہنا، بغیر دھوبی کے دھوئے کپڑوں کا سفید وصاف
رہنا آپ کی جملہ کرامات میں سے ہے۔ آپ کے خلفائے نامدار و اصحاب کرام

کثیر تعداد میں ہوئے جو سبھی ظاہری شریعت سے آراستہ تھے۔

کیسی صاف ستھری عبارت ہے طبقات شاہجہانی کی کہ "اور خلفائے نامدار و اصحاب کرام بسیار بودند" یعنی آپ کے خلفائے کرام اور اصحاب عظام کثیر تعداد میں تھے اور سبھی ظاہر شریعت سے آراستہ و پیراستہ تھے، کتنا بڑا المیہ ہے کہ جس قدر بھی تاریخ و تصوف کی کتابیں ہیں سبھی اجرائے سلسلۂ عالیہ مداریہ کا ببانگ دہل اعلان کر رہی ہیں اور آج ہمارے دور کے کچھ نام نہاد سنیت کی ٹھیکہ داری کے دعویدار اہل سنت والجماعت میں انتشار برپا کرنے کے لئے ایک لولی لنگڑی صیغۂ مجہول سے بیان کی گئی خود ساختہ کہانی کے ذریعہ تمام بزرگان دین و مؤرخین کی تکذیب و توہین کر رہے ہیں اور مسلسل اہل سنت و جماعت میں انتشار و اختلاف برپا کر کے سنیت کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارے جملہ حق پسند قارئین ان دلائل صادقہ واثقہ کو پڑھنے کے بعد ضرور بالضرور سلسلۂ مداریہ کو سوخت کہنے والوں کی سرزنش فرمائیں گے اور جماعت کو مزید اختلاف و انتشار سے بچانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

قطب المدار کے چند مشاہیر خلفاء کے اسمائے گرامی وجائے مدفن

اسمائے خلفاء	جائے مزار
☆حضرت زاہد بختانی المداری رحمۃ اللہ علیہ	روم
☆حضرت شیخ محمد یوسف اوتاد مداری رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
☆حضرت شیخ سید محمد طاہر مداری رحمۃ اللہ علیہ	عرب
☆حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز شیری رحمۃ اللہ علیہ	مالوہ
☆حضرت شیخ ابوالنصر مدای رحمۃ اللہ علیہ	ایران
☆حضرت شیخ عبدالقادر ضمیری رحمۃ اللہ علیہ	شری لنکا
☆حضرت شیخ اسماعیل خلجی بن سید ابوداؤد رحمہا اللہ	سیستان
☆حضرت شیخ عبدالواحد مداری رحمۃ اللہ علیہ	نجف اشرف
☆حضرت شیخ محمود بن خواجہ غیاث الدین رحمہا اللہ	برہما
☆حضرت شیخ محمد باسط پارسا مداری رحمۃ اللہ علیہ	مکہ معظمہ
☆حضرت شیخ محمد فاروق خاکسار قندھاری رحمۃ اللہ علیہ	چین
☆حضرت شاہ فضل اللہ مداری رحمۃ اللہ علیہ	ستارہ
☆حضرت شیخ نصیر الدین مداری رحمۃ اللہ علیہ	کوہ ہمالہ
☆حضرت شیخ سلیمان مداری رحمۃ اللہ علیہ	بگرجستان

☆ حضرت قیام الدین جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ چین

☆ حضرت محمد ظفر الدین رحمۃ اللہ علیہ حلب

☆ حضرت سید جمال الدین جان من جنتی رحمۃ اللہ علیہ ہیلسہ بہار

☆ حضرت سید احمد بادیاپا رحمۃ اللہ علیہ کلہوا بن، مئو

☆ حضرت شیخ ظہیر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ دمشق

☆ حضرت شیخ بقاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایران

☆ حضرت مولانا صوفی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ افغانستان

☆ حضرت شیخ حبیب اللہ قنوجی رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت سلطان ابراہیم شرقی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ جونپور

☆ حضرت سید میر شمس الدین حسن عرب رحمۃ اللہ علیہ گوجے پور متصل مکن پور شریف

☆ حضرت سید میر رکن الدین عرب رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ اورنگ آباد

☆ حضرت شیخ محمد یسین رحمۃ اللہ علیہ پڑیا تکیوا ضلع بستی، یوپی

☆ حضرت شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ

☆ حضرت شیخ ابوالفرح بلخی و مکی رحمۃ اللہ علیہ بلخ

☆ حضرت شیخ عباس مصری رحمۃ اللہ علیہ مصر

☆ حضرت شیخ ذوالنون بیہقی بن بختیار مخدوم خیری رحمۃ اللہ علیہ چین

☆ حضرت شیخ بشیر الدین رحمۃ اللہ علیہ حلب

☆ حضرت مولانا ظہور السلام بن مولانا عبد القیوم رحمہا اللہ ایران

☆ حضرت شیخ محمد شمس الدین فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ — چین

☆ حضرت شاہ حیات پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ — مالوہ

☆ حضرت شیخ عبید اللہ قدوسی رحمۃ اللہ علیہ — گجرات

☆ حضرت شیخ سید محمد صابر ملتانو عرف شاہ بڈھن بن یعقوب — درنواح گورکھپور

☆ حضرت شیخ سنان رحمۃ اللہ علیہ — حیدرآباد

☆ حضرت شیخ بشیر الدین رحمۃ اللہ علیہ — اندور

☆ حضرت شیخ چاند رحمۃ اللہ علیہ — بھٹنڈہ پنجاب

☆ حضرت شاہ عزیز اللہ رحمۃ اللہ علیہ — جونپور

☆ حضرت شاہ خلیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ — جبل پور

☆ حضرت شاہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ — جمشید پور

☆ حضرت سید احمد امیر رحمۃ اللہ علیہ — جبل پور

☆ حضرت شاہ نعمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ — جبل پور

☆ حضرت شیخ وحید الدین رحمۃ اللہ علیہ — محمد پور

☆ حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ — صدر پور

☆ حضرت خواجہ محمد مداری رحمۃ اللہ علیہ — احمد آباد

☆ حضرت شاہ کامل بخاری رحمۃ اللہ علیہ — لاہور

☆ حضرت شیخ دانیال مداری رحمۃ اللہ علیہ — بنارس

☆ حضرت شاہ قربان علی رحمۃ اللہ علیہ — بھٹنڈہ پنجاب

(فضائل اہل بیت اطہار و عرفان قطب المدار صفحہ ۱۷۷۔ ۱۸۲)

حضرت لودی شاہ دیوان اور حضرت جمال شاہ دریائی مدارِ پاک کے پوتے مرید وخلیفہ تھے

سہ ماہی مخدوم پٹنہ ص ۱۴۱ پر لکھا ہے کہ ”حضرت بدیع الدین مدار کے خلیفۂ اجل جمال الدین جان من جنتی ہیلسہ نویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ ہیں آپ کے خلیفہ حضرت لودی شاہ دیوان اور جمال شاہ دریائی بھی اسلام پور تھانہ میں آسودہ ہیں اس طرح سلسلۂ مداریہ کا فیضان اسلام پور تھانہ میں عہد قدیم سے جاری وساری ہے۔ مذکورہ بالا تحریر پڑھنے کے بعد ان لوگوں کو ہوش کے ناخن لینا چاہیئے جو بلا دلیل وثبوت یہ کہتے پھرتے ہیں کہ مدار پاک نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا جبکہ مذکورہ بالا اقتباس بتارہا ہے کہ حضرت جمال الدین جان من جنتی مدار پاک کے راست خلیفہ اور حضرت لودی شاہ دیوان وحضرت جمال شاہ دریائی پوتے مرید وخلیفہ ہیں۔ (سہ ماہی مخدوم ص ۱۴۱)

یہ مجلہ میں نے دانا پور پٹنہ بہار میں جناب شیخ محمد فیروز فردوسی کے دولت کدہ پر ملاحظہ کیا تھا۔ (مؤلف)

حضرت محب علی دیوان حضرت سدھن سرمست حضرت محب علی دیوانگان بھی مدارِ پاک کے پوتے مرید وخلیفہ تھے

گذشتہ اوراق میں خلیفۂ قطب المدار حضرت سیدنا محمد جمال الدین جان من جنتی

مداری قدس سرہ کے مختصر حالات بیان ہو چکے ہیں ۔اب آپ کے چند خلفاء کا بھی اجمالی تعارف آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں

آپ کے پہلے خلیفہ حضرت محب علی دیوان مداری رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۔آپ حسنی حسینی سید آل رسول ہیں ۔وطن مالوف یمن ہے ۔بہت سی کرامات کا ظہور آپ سے ہوا ہے ۔تبلیغ دین میں بڑے عالی ہمت تھے ۔آپ کے فیوض و برکات سے ایک عالم مستفیض ہوا ہے ۔ہنوز یہ سلسلہ آج بھی آستانہ مبارکہ سے جاری و ساری ہے ۔آپ کے بھی کئی خلفاء ہوئے ہیں ۔مزار پاک گوتر کا شریف متصل رادھن پور ضلع پاٹن میں مرجع خلائق ہے ۔

حضور سیدنا جمال الدین جان من جنتی قدس سرہ کے دوسرے نمبر کے خلیفہ منبع فیضان مداریت حضور سیدنا سدھن سرمست مداری رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۔آپ آل رسول اولاد علی سے ہیں ۔آپ اپنے اوراد و وظائف کشف و کرامات تقویٰ وتقدس میں بڑے یکتا تھے ۔کبھی کبھی آپ شغل روح پرواز بھی کیا کرتے تھے ۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اپنے مرید وخلیفہ حضرت بابا مان دریائی کو تاکید فرما کر شغل روح پرواز میں مشغول ہو گئے ۔جب وہ جسم روح سے زمین پر خالی پڑا رہا تو ایک جادوگر جادو کے زور سے چوہے کی شکل بنا کر سوراخ سے نکلا اور آپ کی ٹھڈی پر کاٹا، اس کے کاٹنے سے آپ کو کشف سے معلوم ہوا کہ ایک چوہے نے سوراخ سے نکل کر میرے جسم کی ٹھڈی پر کاٹا ہے ۔المختصر آپ چونکے اور نصیحتاً حضرت بابا مان کی طرف سونٹا لے کر دوڑے اور ڈانٹ کر کہا کہ اے مان تو نے کیوں خیال نہیں رکھا پر حضرت بابا مان کو شیخ کے کہنے سے بالکل غصہ نہ آیا اور چپکے کھڑے رہے اور اپنے چہرے کو عاجزانہ ہی بنا

کرسنا کئے۔ حضرت سید سدھن سرمست رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی نرم دلی پسند آئی۔ نہایت پیار سے حضرت بابا مان کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ الغرض آپ جس وقت شان مرشد سے واقف ہوئے تو سجدہ شکرانہ جل شانہ کا ادا کیا اور آپ کے چہرے سے ایک نور چمکا۔ رسالہ سید میران علی شاہ میں تحریر ہے کہ ایک بار آپ کی عبادت گاہ میں چراغ نہ تھا اس وقت آپ کے چہرے سے ایک نور ظاہر ہوا کہ آپ نے اور آپ کے ہم صحبتوں نے اس روشنی میں عبادت کی۔ المختصر آپ جس وقت شغل روح پرواز سے ہشیار ہوئے اور بعد خلافت دینے حضرت بابا مان دریائی کے فرمایا کہ اے بابا مان جا فلاں جادوگر کو پکڑ لا۔ آپ پکڑنے کو گئے اس وقت اس نے بہت ہی حکمت سے جادو چلایا مگر حکم خدا سے مطلق اثر نہ ہوا۔ آخر آپ نے اس کو پکڑ کر حضرت کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اس نے آپ کے چہرے کی طرف دیکھا تو آپ کے رعب سے تھرا کے آپ کے قدموں میں گر پڑا اور صدق دل سے کلمہ طیب ادا کر کے آپ کی خدمت میں رہنا اختیار کیا۔ المختصر اللہ جل شانہ نے آپ سے کئی کرامات ظاہر کیں اور آپ سے دیوانگان سدھا شاہی وغیرہ گروہ نکلے ہیں۔

مزار شریف آپ کا گجرات قصبہ جانپانیر میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کے ایک اور جید خلیفہ حضرت محب علی دیوانگان ہیں آپ کا مزار پاک شاہ کرار بسوہ ریاست الور راجستھان میں ہے مقام مذکور آپ کے خلیفہ حضرت شاہ کرار رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے۔ حضرت سیدنا محب علی دیوانگان رحمۃ اللہ علیہ سے بہت ساری کرامتیں معرض وجود میں آئی ہیں۔ ایک قلمی رسالہ جو آپ ہی کی حیات مبارکہ پر مشتمل ہے اس میں تحریر ہے کہ آپ ایک مرتبہ موضع دوشاہ کی سرحد پر ہی تھے کہ خدام

نے نقارہ بجادیا تاکہ آبادی کے لوگ حضور والا کے استقبال کے لئے آبادی سے باہر آجائیں۔نقارہ بہت دیر تک بجتا رہا مگر کوئی نہیں آیا۔کافی دیر کے بعد دو تین نحیف و لاغر بوڑھے آبادی سے نکلے اور آپ کی خدمت میں پہونچے۔حضرت سید محب علی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے بقیہ لوگوں کے نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔وہ بیچارے نحیف ولاغر بوڑھے آپ کے سوال پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور بتایا کہ سرکار! گستاخی معاف فرمائیں پورا گاؤں تجاری جیسے جان لیوا بخار میں مبتلا ہے۔لوگوں کے اندر اتنی بھی طاقت نہیں بچی ہے کہ وہ اٹھ کر بیٹھ سکیں۔ہم لوگ بڑی دشواریوں سے گرتے پڑتے آپ تک پہونچے ہیں تاکہ آپ کو آبادی میں لے چلیں۔حضور سید محب علی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کی درد بھری داستان سنی تو آپ کو کافی تکلیف ہوئی۔تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنی گدڑی نکالی اور ان لوگوں کے حوالے کیا اور فرمایا کہ یہ گدڑی لے جا کر ان دونوں شاہوں کو دے دو جو موضع مذکور میں قیام پذیر ہیں اور ان سے کہو کہ اپنے اپنے چمٹے (دست پناہ) لیکر گدڑی کے پاس کھڑے رہیں۔ان حضرات نے حکم کی تعمیل کی اور دونوں شاہوں تک گدڑی پہونچادی۔حضرت کے حکم کے مطابق دونوں شاہ اپنا اپنا چمٹہ لے کر گدڑی کے پاس کھڑے ہو گئے ابھی تھوڑا ہی وقفہ گزرا ہوگا کہ تمام بلائیں اس گدڑی میں آکر بھر گئیں اور آبادی کے لوگوں کو نجات حاصل ہوئی۔واضح رہے کہ مذکورہ تینوں بزرگان دین سیدنا قطب المدار کے پوتے مرید و خلیفہ تھے۔

حضرت قاضن علا شطاری بھی مدارِ پاک کے پوتے مرید وخلیفہ تھے

سہ ماہی انوار مخدوم ص ۱۰۱ پر مرقوم ہے کہ ’’حضرت قاضن علا شطاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ ۹۰۱ ھ نے جن مشائخ سے خرقہ خلافت پہنا ان کے نام حسب ذیل ہیں ۱ حضرت شیخ ایوب کاہی فردوسی ۲ حضرت شیخ علی بدایونی فردوسی ۳ حضرت شیخ رکن الدین انبلیہ دارسہروردی ۴ حضرت شیخ رحمت اللہ سہروردی ۵ حضرت میراں سید زاہد سارنی چشتی ۶ حضرت شیخ ابراہیم ادریس سنارگامی چشتی ۷ حضرت شیخ عبدالوہاب ابن عبدالرحمن بن جمال الدین صدیقی القادری ۸ حضرت شیخ حسام الدین سلامتی جونپوری مداری ۹ حضرت شیخ عبداللہ شطار

(سہ ماہی انوار مخدوم: ص ۱۰۱)

یہ بزرگان دین بھی سلسلۂ مداریہ کے خلیفہ تھے

شیخ وجیہہ الدین بحر زخار میں رقم طراز ہیں:

آں کامل آفاق آں واجد اذواق آں بفلک ولایت مشابہ ثابت وسیارہ افضل العصر حضرت شیخ پیادہ بن قاسم بن بھکاری بن ابوالخیر بن مولانا حسام الدین سلامتی بزرگ خلیفہ حضرت قطب المدار است چوں مولانا حسام الدین سلامتی در ہشتصد چہل

وفات نمود خلافت بانعمت خود وامانت خرقہ حضرت قطب المدار بفرزند خود شیخ ابوالخیر سپرد از وے بہ پسرش شیخ بھکھاری رسید او بہ پسر خود ابوالقاسم حوالہ نمود وے بہ پسر خود شیخ پیادہ حوالہ نمودہ۔

آپ دنیا کے کامل ترین اور لذت معرفت سے آشنا آسمان ولایت کے تابندہ و درخشاں ستارہ اپنے دور کے ممتاز ترین بزرگ تھے۔ مولانا حسام الدین سلامتی رحمۃ اللہ علیہ حضور سیدنا قطب المدار علیہ الرحمہ کے اجلۂ خلفاء سے ہیں مولانا حسام الدین سلامتی نے ۸۴۰ھ میں اپنے وفات کے سال اپنی تمام تر نعمتیں امانتیں اور حضرت قطب المدار رضی اللہ عنہ کا عطاء فرمودہ خرقہ اپنے صاجزادے حضرت شیخ ابوالخیر کو عطا فرمایا ان سے ان کے صاجزادے حضرت شیخ بھکھاری کو پہونچا اور انہوں نے اپنے فرزند شیخ ابوالقاسم کو عطا فرمایا اور شیخ ابوالقاسم نے اپنے صاجزادے شیخ پیادہ کو عطا کیا۔ رحمہم اللہ

صاحب بحر زخار نے شیخ پیادہ کے تعلق سے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ حضرت حسام الدین سلامتی کے روحانی اشارہ کے مطابق مع اہل وعیال مکن پور جا کر آباد ہو گئے تھے اور مزار قطب المدار کی مجاوری حاصل فرما کر طالبان حق کی ہدایت میں مصروف تھے آپ کا وصال دسویں صدی ہجری میں ہوا۔

مذکورہ بالا تحریر کو پڑھنے کے بعد اہل تحقیق سبع سنابل سے متعلق کیا راءے قائم فرمائیں گے وہ بالکل ظاہر ہے لیکن راقم السطور یہ ضرور عرض کرتا ہے کہ سبع سنابل میں درج کذب وفریب پر مشتمل واقعہ جو سلسلہ مداریہ کو غیر جاری ثابت کرنے کے لئے گڑھا گیا ہے اب وہ وقت آچکا ہے کہ خانوادۂ میر سے تعلق رکھنے والے حضرات فوراً

خارج کتاب فرما کرایک اہم ذمہ داری سے سبکدوشی حاصل کریں۔
محققین ان اقتباسات کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱: قطب وقت سید جمال الدین معروف سید جمن از افضل خلفاء واعلیٰ پیروان قطب المداراست۔ (بحرزخار شعبہ چہارم)

۲: آں برگزیدۂ برگزیدگان آمقبول مقبولان آں صاحب اسرار اللہ حضرت شیخ کرم اللہ درگلزار آرد کہ مرید شاہ جمن جنتی است۔ (بحرزخار شعبہ چہارم)

حضرات دونوں اقتباسات کو نگاہ میں رکھیں کہ حضرت قطب المدار کے خلیفہ شیخ جمن کے خلیفہ شیخ کرم اللہ قدس سرہ بھی تھے جن کا ذکر عہد جہانگیر کی مشہور تصنیف گلزار ابرار میں بھی ہے۔ حضرات! اس تواتر خلافت کے بعد بھی سلسلۂ مداریہ کو سوخت و منقطع لکھنا حق و حقانیت صدق وصداقت کو للکارنے کی جسارت ہے یا نہیں؟؟؟

ذیل میں گلزار ابرار اردو ترجمہ سے من وعن شیخ کرم اللہ مداری قدس سرہ کے حالات نقل کر رہا ہوں تاکہ حق ظاہر ہو جائے اور محققین کو خوشہ چینی کا موقع فراہم ہو سکے۔

حضرت شیخ کرم اللہ مداری

مصنف گلزار ابرار شیخ محمد غوثی شطاری ماندوی رحمۃ اللہ علیہ نے گلزار ابرار میں تحریر فرمایا ہے کہ " آپ قصبہ سوئی سوپر کے رہنے والے ہیں۔ روایت ہے اس قصبہ میں ایک پیکر پرست بقال بڑا صاحب دولت تھا لیکن بیٹا نہیں رکھتا تھا وہ بقال ایک روز بدیع الدین شاہ مدار کے خلیفہ سید جمن جتی کی خدمت میں آیا (قدس سرہما) دل میں درد تھا رو

پڑااور اپنی خواہش پیش کی آپ نے فرمایا روز اول کی تحریر سے تمہاری تقدیری فرد تعلیقہ میں سات بیٹے مقرر ہیں لیکن ایک شرط ہے کہ ساتواں لڑکا اس درویش کے حوالے کرو جب خوش خبری کا ظہور ہوا تو بقال مذکور بجائے ساتویں لڑکے کے کوئی اور لڑکا اٹھالایا اس کو سید نے قبول نہیں فرمایا اور کہا لایا ہوا لڑکا تمہارا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس اثناء میں اس کو مصیبت اور سختی پیش آئی بقال نے اس مصیبت کو ایفائے نذر میں تاخیر ہونے کے سبب سے سمجھا پشیماں ہوا اور اصلی ساتویں لڑکے کو سید کی بارگاہ میں پیش کیا، سید نے نہایت خوشی سے لے کر فرمایا میرے نامزد یہی لڑکا ہے، کرم اللہ نام رکھ کر تعلیم و تربیت میں مشغول ہوئے۔ جب آپ نے عقل و ہوش کی سیڑھی پر قدم رکھا تو آپ کے مذاق میں درویشی شیر بن کر کے دکھائی گئی اپنے مربی کے مرید ہو گئے اور سلوک و تصوف کے راستے میں قدم استحکام کے ساتھ رکھا آپ کی عبادت تلاوت تھی نفس پر کامیابی نصیب ہوئی خرقہ خلافت پہنا ہجری سن ۹۶۴ھ میں گاؤں اور خاندان ترک کر کے منڈو میں چلے آئے اور یہیں بود و باش اختیار کر لی کم و بیش شمسی چالیس دور اس شہر میں آپ نے قیام فرمایا سو سال سے زیادہ عمر پائی پھر ہجری سن ایک ہزار چار ۱۰۰۴ھ میں سفر کر گئے خوابگاہ آپ کے فرمانے کے بموجب صحن مسکان میں بنائی گئی۔

(گلزار ابرار: ص ۴۳۶)

سلسلۂ مداریہ سے متعلق گلزار ابرار کا یہ اقتباس بھی پڑھئے

چنانچہ لکھتے ہیں کہ "یہ انجمن ان پاک اصحاب کے بیان میں ہے جو سلسلۂ مداریہ طیفوریہ کے راستہ پر گرم رفتار ہیں نیز اس انجمن میں اس جماعت کے حالات کی بھی

تحقیق ہے جو مداریہ مشرب کے مقلد (پیروکار) ہو کر احتیاج اور انتظار آمرزش رکھتی ہے کہتے ہیں کہ اس سلسلہ کے سر حلقہ امام عبد اللہ علمدار ہوئے ہیں اور بعض اصحاب کی روایت سے آپ کا سلسلہ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو بتوسط حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بعض روایت سے بتوسط شاہ مرداں شیر یزداں حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہونچتا ہے لیکن دونوں روایتوں میں اصح روایت پہلی ہے شیخ بدیع الدین مدار شیخ محمد طیفور شامی کے مرید اور شیخ محمد طیفور شیخ یمین الدین شامی کے مرید ہیں جو امام علمدار کے خاص خلیفہ تھے اس سلسلہ میں چونکہ وسائط تھوڑے ہیں لہٰذا یہ سلسلہ از روئے عدد سب سلسلوں میں قریب تر ہے"۔ (گلزار ابرار: ص ۷۵)

اس موقع پر یہ وضاحت کرتا چلوں کہ حضور مدار پاک کو پانچ طریقوں سے خلافت حاصل تھی (۱) پہلا بتوسط حضرت مولیٰ علی خواجہ حسن بصری حضرت حبیب عجمی حضرت بایزید بسطامی بزرگوں نے اس کو طیفوریہ مداریہ سے موسوم کیا ہے (۲) دوسرا بتوسط حضرت صدیق اکبر حضرت عبد اللہ علمدار حضرت یمین الدین شامی حضرت عین الدین شامی اسے صدیقیہ مداریہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے (۳) تیسرا بتوسط امام حسین شہید کربلا جو امام زین العابدین امام باقر امام جعفر صادق سید محمد اسماعیل سید احمد سید ظہیر الدین سید بہاؤ الدین سید قدوۃ الدین جو حضور مدار پاک کے والد بزرگوار ہیں یہ آپ کا جدیہ مرشدیہ سلسلہ ہے اسے جعفریہ مداریہ کہا جاتا ہے (۴) چوتھا بتوسط روحانیت پاک امام مہدی یہ مہدویہ مداریہ کہلاتا ہے (۵) اور پانچواں بتوسط روحانیت پاک حضرت محمد مصطفی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اویسیہ مداریہ کہا جاتا ہے۔

ان پانچوں میں سے تین سلسلے بطریق ظاہر ہیں جبکہ دو سلسلے بطریق باطن ہیں

لطف کی بات یہ ہیکہ یہ پانچوں سلسلے اپ سے جاری و ساری ہیں اور آج تک یہ سلاسل خمسہ مثل روزِ اول ضوفشانِ عالم ہیں اور ہر سلسلہ کی اسناد کتابوں میں محفوظ ہیں اور آج تک جملہ مشائخ طریقت کے یہاں یہ سب کے سب جاری ہیں۔

مگر ان تمام حقائق کے باوجود علماء امت کا ایک طبقہ اگر سبع سنابل کے جھوٹ کو ہی صحیفۂ ایمانی تصور کرتا ہے تو میں سمجھونگا کہ اب ان سے عدل وانصاف امن و امان اٹھ چکا ہے اور انہوں نے دیانتداری سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔

اجرائے سلسلۂ مداریہ کے تعلق سے گلزار ابرار کا یہ اقتباس بھی قابل مطالعہ ہے

چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ ''حضرت شاہ مدار کے نامدار خلفاء اور سلسلہ داروں کو جو مشہور ہیں اور جن کے حالات میں تحت میں لکھتا ہوں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خوشنودی نصیب ہو

اول:

اول اور مسند خلافت کے صدر نشینوں میں اکمل سید جمن بہاری ہیں جو ارباب تجرید وتفرید اور توحید کے معلم تھے سوائے ایک تختہ چادر کے جو ستر عورت کا کام دیتی تھی قبا اور عبا کی قسم سے کوئی تکمہ دار کپڑا اختیار نہیں کیا آپ کی بابرکت ذات سے اکثر مکاشفے اور خرق عادات ظہور میں آئے ہیں۔

دوسرے قاضی محمود:

آپ اپنے زمانہ کے تمام عاملوں سے زیادہ فاضل کامل عالم اور عارف تھے آپ کی قبر کنتور میں جو علاقہ لکھنؤ میں ہے اہل زمانہ کی زیارت گاہ ہے۔

تیسرے قاضی شہاب الدین:

آپ پرکالہ آتش کر کے نامزد تھے جذبہ ایسا قوی تھا کہ عقل کے پر جلتے تھے اور بڑے صاحب جلال تھے آپ کی قبر ایک موضع کے اندر سرکار لکھنؤ میں ہے۔

چوتھے قاضی مطہر کلہ شیر:

آپ کو ولایت کے بیابان میں آہو چشم شیر ببر اور توحید کی شکار گاہ میں مفتوح العین باز کہنا زیبا ہے ایک مقام ماور مضافات کالپی میں ہے وہاں آپ کی قبر ہے۔

پانچویں قاضی عبد الملک بہرائچی:

آپ کے زمانہ کے تمام اہل دولت شاہ سے لے کر سپاہی تک دوام دولت اور قیام سلطنت کے بارہ میں آپ کی مراد بخش دعا کے نیاز مند تھے نیز آپ کی فاتحہ کو خاتمہ بخیر کے بالکل ساتھ ساتھ پاتے تھے آپ کی تربت بہرائچ میں ہے۔

چھٹے سید خاصہ:

حضرت شاہ مدار ہمیشہ آپ کو کہا کرتے تھے درون خاصہ برون خاصہ کہتے ہیں کہ آپ کو شاہ صاحب کی خدمت میں بہت کچھ خصوصیت تھی اور شاہ صاحب سے راز و نیاز اور سوز وگداز کے محرم تھے آپ کے روضہ کا مقام راقم کو معلوم نہیں ہوا۔

ساتویں سید راجے دہلوی:

آپ درویشوں کے عمدہ اوصاف اور صوفیوں کے سنجیدہ اخلاق سے موصوف تھے اور انہیں امور کی رعایت مدنظر رکھنے سے عالی مدارج حاصل کئے تھے بزرگان عہد

کی رجوعات آپ کی طرف بہت کچھ تھی آپ کی بافیض قبر دہلی میں ہے۔

آٹھویں شیخ بھیکھا مجذوب اور نویں شیخ بھیکھا ثانی:

یہ دونوں شخص نام مقصد جذبہ اور عشق میں متماثل بلکہ باہم عین تھے ہمیشہ حالت بیہوشی میں رہتے تھے ان دونوں صاحبوں کی کرامتوں کی داستانیں لوگوں کی زبانوں پر بہت کچھ ہیں اولیں شیخ کی قبر قنوج کے قلعہ میں ہے۔

دسویں شیخ اِلاَّ :

اس سلسلہ کے بعض فصیح اللسان لوگ آپ کو شیخ اعلیٰ بھی کہتے ہیں لیکن عوام کے نزدیک آپ شیخ اِلاَّ کے نام سے ہی نامزد ہیں آپ بھی انہیں مجذبوں میں سے ہیں جو مشہور دنیا ہیں آپ کو الٰہی جذبہ اور حقیقی جنون کی لہریں آیا کرتی تھیں۔

گیارہویں شیخ محمد جھندہ:

آپ کی پیدائش بدایوں کی ہے عجیب وغریب اسرار الٰہی اور امور غیبی آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے۔

بارہویں شیخ محمد بائیں پانوَن:

اس خطاب کے ساتھ آپ کے ملقب ہونے کی وجہ لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ آپ نے رات اور دن برابر بائیں پیر پر کھڑے رہ کر بارہ سال گزار دیئے اور اس عرصہ میں داہنا پاؤں قطعی زمین پر رکھا ہی نہیں اس طرح کی ریاضت میں آپ نے عجیب وغریب بات پیدا کی تھی آپ کا پرانوار مزار کھریٹہ کی حدود میں ہے۔

صدر الذکر بزرگواروں کے سوا ان میں سے ہر ایک کے جانشین بھی علی

الاتصال ہر ایک عہد میں ہوئے ہیں جو ہمیشہ اپنے پیشواؤں کے افعال اور احوال کے ساتھ متصف تھے اور کارگزاری ورسم سلسلہ داری ادا کیا کرتے تھے۔ امید ہے کہ اور کوئی شوقین مزاج صاحب ان اصحاب کا تذکرہ (جن کے حالات پر راقم محمد غوثی کو علم حاصل نہیں ہے) لکھ کر اپنی اخروی نجات کے واسطے سعادت نامہ مزین بہ مہر فرما دیں گے۔ (گلزارِ ابرار: ۷۶/۷۷/۷۸)

آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے؟

قابل قدر ناظرین وقارئین! گفتگو اب ایک ایسے موڑ پر ہے جہاں آپ کو عدالت اخروی کو مدنظر رکھتے ہوئے انصاف و دیانت کی روشنی میں فیصلہ کرنا ہے اور قطعی غیر جانب دار ہو کر سلسلۂ مداریہ سے متعلق ایک آخری موقف اختیار کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ فقیر مولف ہر ذی انصاف قاری سے امید قوی رکھتا ہے کہ ان شاء اللہ ہمارے احباب تحقیق فیصلہ حق فرما کر ایک اہم ذمہ داری سے سبکدوشی حاصل فرمائیں گے اور اپنے مواعظ ورسائل میں سلسلہ عالیہ مداریہ کا بھرپور تذکرہ بھی کریں گے۔

واضح ہو کہ مصنف سبع سنابل حضرت میر عبدالواحد بلگرامی دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے عالم دین ہیں اور انھیں کے ہم عصر حضرت شیخ محمد غوثی شطاری بھی ہیں حضرت غوثی قدس سرہ حضرت سیدنا محمد غوث گوالیری قدس سرہ کی نسبت بیعت سے مالامال ہیں اور شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی کے تربیت یافتہ ہیں عجب اتفاق ہے کہ اسی دور کا ایک عالم حق بیاں مرد درویش سلسلۂ مداریہ کو ہر عہد میں علی الاتصال جاری د

ساری لکھ رہا ہے اور ایسے فضائل وقصائد زیب قرطاس کر رہا ہے کہ دل عش عش کر اٹھے
حضور مدار پاک کے بارہ بافیوض خلفاء کا ذکر جمیل کر رہا ہے اور سب کو صاحب کشف و
کرامت واقف اسرار الٰہی دانائے رموز لامتناہی بتا رہا ہے۔ برکات ونعمات کا مخزن و
مصدر تحریر کر رہا ہے۔ اور دوسری جانب اسی دور کے عالم جناب میر عبدالواحد بلگرامی
کی کتاب سبع سنابل سلسلہ مداریہ اور اس کے فیوض واحسانات پر سیاہی پوتنے کا کام
کر رہی ہے اور اس کے اعتبار سے ہزاروں بزرگان دین بددیانت وگمراہ ثابت ہو
رہے ہیں بلکہ سبع سنابل کے ذریعہ لگائی گئی آگ کی لپیٹ سے خود حضرت میر کا پیر خانہ
بھی نہیں بچ پا رہا ہے یہاں تک کہ وہ خود بھی اس کے شکار ہو رہے ہیں اور آگے چل کر
ان کا پورا کنبہ بھی اس کی زد میں آرہا ہے۔ اب ہمارے قارئین خود مختار ہیں۔ سلسلہ
مداریہ کو منقطع غیر جاری مان کر چاہیں تو ہزار ہا ہزار اولیائے کاملین کو گمراہ تسلیم کریں
یہاں تک کہ خانوادۂ میر اور پیر خانۂ میر کو بھی بلکہ خود حضرت میر کو بھی یا تو سبع سنابل کے
اس الف لیلائی چھاپ واقعہ کو الحاق وتحریف مان کر سلسلہ مداریہ کے جاری وساری
ہونے کا اعلان فرمائیں اور تمام بزرگوں کی اہانت وتنقیص سے محفوظ ہو جائیں۔

میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے
انکا جو کام ہے وہ اہل سیاست جانیں

یہ اقتباس بھی سلسلہ مداریہ کی عظمتوں کا اعلان کرتا ہے

چنانچہ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بزرگ حضرت محمد حسن شاہ صابری چشتی لکھتے ہیں کہ
"اس سلسلہ خاص کی یہ حقیقت ہے کہ طالب صادق واصل مرشد کو خلافت عطا فرما کر بجسم

مدینہ شریف کو لے جاتے ہیں اور روحانیت حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم دست مبارک سے روح طالب کو مس فرمادیتی ہے اور وہ دست مبارک خاص نور سفید کا ہوتا ہے اور اس وقت سے طالب ق صادق کا فیضان باطنی مترشح اور قلب منور رہتا ہے اور یہ مقدرت حاصل ہو جاتی ہے کہ جب وہ چاہتا ہے نور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بصورت عربی معائنہ کرتا رہتا ہے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ والہ اصحابہ وسلم کی یہ غایت خاص اسی سلسلہ کے واسطے مخصوص ہے کیونکہ اس خاندان کے مجدد حضرت شاہ بدیع الدین عرف شاہ مدار پر یہ عنایت ہوئی اور ان کے سلسلہ میں یہ فخر بخشا گیا کہ تاقیامت جو ان کے سلسلے میں طالب صادق واصل مرشد یعنی خلیفہ اکبر ہوگا اس کو یہ افتخار خاص عطا کیا جائے گا۔"

(تواریخ آئینہ تصوف باب دہم درحالات سلاسل مداریہ طیفوریہ)

حضرات قارئین! مذکورہ بالا سطروں کو پڑھئے اور سلسلہ مداریہ کی عظمتوں کے گن گائیے انشاء اللہ دین و دنیا دونوں ہی روشن و تابناک ہو اٹھیں گے۔

حضرت شیخ محمد بن قاسم اودھی پر فیضانِ مداریت

چنانچہ تحریر ہے کہ: اخذ الطریقة المداریة والسهروردیة عن الشیخ بڈھن عن الشیخ اجمل بن امجد الحسینی البهرائچی"۔

یعنی شیخ محمد بن قاسم اودھی نے سلسلہ مداریہ وسہروردیہ کو شیخ بڈھن سے حاصل فرمایا اور شیخ بڈھن نے شیخ اجمل بن امجد حسین بہرائچی سے حاصل کیا۔

(نزہتہ الخواطر جلد سوم: ص ۱۱۱)

حضرت شیخ نور محمد بن نصیر الدین پر فیضانِ مداریت

ان کے تعلق سے صاحب نزہتہ الخواطر رقم طراز ہیں کہ

"الشیخ العالم الفقیہ نور محمد بن نصیر الدین المداری الجونفوری احد رجال العلم والطریقة فلما بلغ من الرشد قراء العلم علی والدہ و علی غیرہ من العلماء حتی برع فی العلم وفاق اقران فی القراۃ والتجوید ولذلك ولی الخطابة فی المسجد الذی کان فی زاویة الشیخ بدیع الدین المدار المکنفوری بجونفور فقراء علیه محمد رشید بن مصطفی الجونفوری درساً اودرسین من الکافیة ابن الحاجب"۔

(نزہتہ الخواطر جلد پنجم: ص ۴۴۱)

یعنی شیخ عالم فقیہ نور محمد بن نصیر الدین مداری جونپوری اصحاب علم وطریقت میں سے ہیں جب انہوں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والد اور دوسرے علماء سے علم حاصل فرمایا یہاں تک کہ علم کی بلندی تک پہونچ گئے اور قرراءت و تجوید میں اپنے زمانہ کے لوگوں سے سبقت لے گئے اسی وجہ سے جونپور میں واقع شیخ بدیع الدین مدار کی خانقاہ کی مسجد میں منصب خطابت پر فائز کئے گئے ان سے علامہ محمد رشید مصطفی جونپوری نے کافیہ ابن حاجب کا ایک یا دو سبق پڑھا۔

حضرت شیخ جعفر بن عزیز اللہ پر فیضانِ مداریت

شیخ موصوف کا ذکر نزہتہ الخواطر میں بایں الفاظ کیا گیا ہے:

”الشیخ الفاضل جعفر بن عزیز اللہ المداری بن العلامۃ نور الدین الجونفوری صاحب نور الانوار قراءدا کثر الکتب الدرسیۃ علی الشیخ محمد رشید بن مصطفی العثمانی الجونفوری و بعضھا علی غیرہ من العلماء و اخذ الطریقۃ عن عمہ الشیخ نور محمد المداری الجونفوری“۔

(نزہتہ الخواطر جلد پنجم ص ۱۲/۱۱۱)

یعنی شیخ فاضل جعفر بن عزیز اللہ مداری ابن علامہ نور الدین جونپوری صاحب نور الانوار نے اکثر درسی کتابیں شیخ محمد رشید بن مصطفیٰ عثمانی جونپوری سے پڑھا اور بعض کتب دوسرے علماء سے پڑھیں اور طریقت اپنے چچا شیخ نور محمد مداری جونپوری سے حاصل کیا۔

حضرات اہل علم و انصاف! مذکورہ بالا اقتباسات اور شجرات پڑھ کر بآسانی فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ سلسلہ مداریہ کے دامن سے کیسے کیسے شہر یار علم تاجدار حلم وابستہ رہے اور تاحین حیات اس عالی قدر سلسلہ طریقت سے مستفیض بھی ہوئے اور دوسروں کو مستفیض کیا بھی۔

خواجہ سید ابراہیم مداری

آپ کے تعلق سے علامہ زمن حضرت سید امیر حسن مداری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ

آپ حضور خواجہ سید ابوتراب فنصو رمداری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں آپ سات بھائی تھے جن میں سے سب سے بڑے آپ ہی ہیں آپ عظیم المرتبت بزرگ ہیں ۔حضور سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحب سجادہ کو دعاء اولاد دیتے وقت ایک تعویز بھی عطا فرمایا تھا اور یہ تلقین فرمائی تھی کہ جب میرے سجادہ نشین کی بڑی اولاد پڑھنے لکھنے کے لائق ہو جائے تو رسم بسم اللہ خوانی سے پہلے یہ تعویذ ان کے سامنے رکھی جائے اس کے بعد جو کچھ پڑھانا ہو پڑھایا جائے چنانچہ اسی طریقہ پر عمل کیا گیا جس کی برکت سے تمام علوم وفنون میں آپ متبحر ہو گئے آپ کو شرف تلمذ اپنے والد بزرگوار سے حاصل تھا آپ اپنے وقت کے قطب تھے آپ کا دستور یہ تھا کہ جو طالب حق آپ کی مجلس میں شریک ہو جاتا وہ حقیقی تارک الدنیاء ہو جایا کرتا تھا۔ (تذکرۃ المتقین: ص ۱۰۰)

ممتاز التارکین حضرت حسین شاہ مداری

صاحب بحر زخار آپ کے تعلق سے رقم طراز ہیں کہ

ممتاز التارکین حضرت حسین شاہ نسبت بہ بیعت شریفش چند واسطہ بحضرت قاضی مطہر خلیفہ حضرت بدیع الدین مداری رسد یعنی ممتاز التارکین حضرت حسین شاہ مداری کی نسبت بیعت شریف چند واسطوں سے حضرت بدیع الدین مدار کے خلیفہ حضرت قاضی

مطہر تک پہونچتی ہے۔

مزید تحریر فرماتے ہیں کہ ''ابتدائے حال متاہل بود اولاد ذکوا ز و موجود چوں جذبہ الٰہی بدو رسید از جملہ علائق متنفر شدہ در برسہسانہ کی معدن گرگان و دیگر درندگان بود اقامت گزید قریب بست سال تنہا بے یارو غمگسار آنجا گزرانید معلوم نشد کہ چہ خورد و چہ نوشید بعدش اورا جنگل شاہ می گفتند بعد آں از بر برآمدہ بنواح آن وادی بہ سیر می گذرانید لیکن اقامت بیرون شہر بر فاصلہ کہ ہم حکم ویرانہ داشتے میداشت نگارندہ اوراق در دو نڈیہ کھیرہ مشرف خدمتش انواع وتفقد بعالم فرمود آں چہ بچشم خود دیدم ایں است کہ سخت تارک و مشغول بحق یافتم برگ تنبول بسیار استعمال فرمودے و بحضارہم بخشید از دیگراں شنیدم کہ چنداں میل از اطعمہ ندارد و ذکر اسم ذات حضرت اللہ بجہر کہ شروع کر دسوائے صورت لسانی یک صدائے قلبی او بجہر تمام علاحدہ شروع می شد کہ مانند آں فقیر از قلب شیخ درویش نشنیدہ و ویرانہ نشستے دلیل کمال او بود اکثر خطرات بندہ را از روئے کشف دریافتہ در پردہ جواب آں داد با جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بسیار دوستی داشت از کلمات او ظاہر شد در وقت اجماع اوراق در عمر ہفتاد سالگی بہ صدر حیات بود۔

(بحر زخار: ص ۹۹۷ شعبۂ چہارم)

آپ صاحب اولاد اور متمول آدمی تھے لیکن جب جذبۂ الٰہیہ آپ کی ذات پر غالب ہوا تو آپ علائق دنیاوی سے بیزار و متنفر ہو کر ایسے جنگلی علاقہ میں چلے گئے جو بھیڑئیے اور دوسرے درندوں کی آماجگاہ تھا اور اس مقام پر آپ نے تنہا بے یار و مددگار اپنی حیات کے بیس سال گزار دئیے۔ ان دنوں آپ کیا کھاتے پیتے تھے اس کی اطلاع کسی کو نہ ہوئی آپ کے وہاں قیام کے سبب اس جنگل کا نام ہی شاہ کا جنگل پڑ

گیا بیس سال وہاں رہنے کے بعد آپ آبادیاتی علاقوں کی طرف تشریف لے آئے اور سیر وسیاحت فرماتے رہے لیکن قیام شہر کے باہر ہی کرتے کسی ویران جگہ پر۔صاحب بحر زخار رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت شاہ حسین مداری کے مقام دونڈیہ کھیڑہ کی اپنی آنکھوں سے زیارت کی ہے آپ فرید المثال بزرگ تھے میرا اپنا مشاہدہ یہ ہے کہ میں نے ان کو کامل تارک دنیا اور مشغول در ذکر الٰہی پایا۔آپ کثرت سے پان کھاتے اور جملہ حاضرین کو بھی پان عنایت فرماتے ۔میں نے دوسرے لوگوں سے سنا ہے کہ آپ کھانے کی طرف قطعی توجہ نہیں دیتے تھے اور جب باری تعالیٰ کے اسم ذات اللہ کا ذکر بالجہر فرماتے تو زبان کے ذکر کے علاوہ ذکر قلبی کی بھی آواز آتی تھی (یعنی آپ ذکر لسانی اور ذکر قلبی دونوں بالجہر فرمایا کرتے تھے) ایسا ذکر میں نے ان کے علاوہ کسی سے نہیں سنا! آپ کا تنہائی میں بیٹھنا آپ کے کامل ہونے کی دلیل تھی لوگوں کے احوال قلب آپ اپنے کشف کے ذریعہ اکثر معلوم کر لیتے تھے اور پوشیدہ طور پر ان کے جواب بھی دیتے تھے ۔ بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو شرف قبول و محبت حاصل تھا جیسا کہ آپ کی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا! ان کے حالات تحریر کرتے وقت ستر سال کی عمر میں آپ بقید حیات تھے۔

حضرت سید کامل شاہ قادری لاہوری

سلسلۂ مداریہ میں بیعت ہوئے

کتاب گلزار صوفیاء کے مصنف جناب عالم فقری صاحب رقمطراز ہیں کہ

”آپ کا آبائی وطن بخارا تھا، آپ وہاں کے سادات عظام سے تھے آپ بخارا ہی میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ کو آخرت کی فکر لاحق ہوئی تو آپ نے شیخ الہ داد مداری کے ہاتھ پر بیعت کر لی آپ کا وصال صفر ۱۰۰۵ھ میں بابو صابو لاہور میں ہوا“۔

(گلزار صوفیاء مطبوعہ ۱۹۸۴ء حامد اینڈ کمپنی پریس لاہور صفحہ نمبر ۱۳۷)

مذکورہ کتاب میں یہ بات بھی تحریر ہے کہ آپ بعہد اکبر بخارا سے لاہور تشریف لائے تھے اور آپ صاحب دیوان بھی ہیں۔ آپ کا دیوان بنام دیوان کامل بہت مشہور ہے، آپ کے وصال کے بعد آپ کے ایک مرید حضرت عبدالرحیم نے آپ کے مزار مبارک پر گنبد تعمیر کرنا چاہا لیکن آپ نے خواب میں انہیں منع فرما دیا۔

قطعہ سالِ وفات

جناب شیخ کامل صدر دیوان

ندا شد بہر سال انتقالش

بعلم عشق کامل قطب عالم

کہ واشاہنشاہ کامل قطب عالم

۱۰۰۵ھ

مذکورہ بالا اقتباس سے بھی یہ بات خوب خوب روشن ہو رہی ہے کہ دسویں صدی ہجری میں اہل اللہ طالبان حق کو سلسلۂ مداریہ میں بیعت فرما کر بتوسل سلسلۂ قطب المدار فیضان رسالت کو عام و تام فرما رہے تھے۔

حضرت شیخ آدم دانشمند گوپا مئوی پر فیضانِ مداریت

حضرت شیخ آدم دانشمند حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے خاندان عالیشان کے چشم و چراغ ہیں، آپ کا شجرۂ نسبی کتاب ''اضافات بندگی'' کے مصنف نے بایں طور تحریر کیا ہے ''حضرت شیخ آدم دانشمند گوپا مئوی ابن مفتی شیخ محمد ابن مفتی شیخ خواجہ ابن مفتی شیخ شیخ ابن مفتی شیخ آدم مورث اعلیٰ خاندان مفتیان گوپا مئو ابن شیخ محمد ابن شیخ یحییٰ ابن شیخ عماد الدین ابن حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سر حلقہ خانوادۂ سہروردیہ قدس اللہ اسرارہم'' مؤلف کتاب نے شجرۂ نسب تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ''حضرت شیخ محمد معروف جونپوری چشتی کے شاگرد و مرید اور خلیفہ نیز حضرت بندگی نظام الدین عثمانی امیٹھوی اور جدی قاضی عبد الرحمن لہری کے خسر تھے۔ حضرت شیخ معروف صاحب نے بوقت عطائے خلافت آپ کو حضرت بندگی قدس سرہ کی اتباع و انقیاد کے لئے ہمراہ رہنے کا حکم دیا تھا اور درصورت نامناسب طبعی اپنے پاس رہنے کے لئے فرمایا تھا۔ آپ کو سلسلۂ طیفوریہ شامیہ مداریہ میں حضرت شیخ وجیہہ الدین گجراتی متوفی ۹۹۸ھ سے خلافت تھی جیسا کہ سلاسل طریقت آبائی نوشتہ حضرت ملا وجیہہ الدین شہابی حفید صاحب کے تذکرہ سے معلوم ہوتا ہے''۔

(اضافت بندگی مؤلف ابو الکمال محمد بہاؤ الدین صدیقی مئوی مطبع رزاقی پٹکاپور کانپور سن اشاعت ۱۳۶۹ھ صفحہ (137/38

مذکورہ بالا سطروں سے ناظرین کرام اندازہ لگا چکے ہوں گے کہ سلسلۂ عالیہ مداریہ کا فیضان طریقت و تصوف کے تمام خانوادوں کو محیط ہے باوجود اس کے اگر کوئی سلسلۂ

مداریہ کے فیضان کا منکر ہے تو ہمارے خیال سے اس کا دل حقائق قبول کرنے کی صلاحیت سے عاری ہے اور اس کے دل سے احترام اولیاء کا جنازہ نکل چکا ہے۔

حضرت حاجی عبدالرحمن عرف حاجی ملنگ سلسلۂ مداریہ کے بزرگ تھے

حضرت سید عبدالرحمن المعروف حضرت حاجی ملنگ علیہ الرحمہ خالص مداری بزرگ ہیں۔ ۱۰۰۱ سنہ ھ میں یمن میں آپ کی ولادت ہوئی اور ۱۰۴۰ سنہ ھ میں ہندوستان تشریف لائے اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کے عظیم المرتبت بزرگ حضرت سیدنا شاہ قاسم مداری منیری علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر سلسلۂ عالیہ بدیعیہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ کچھ دنوں پیر و مرشد کی خدمت میں رہنے کے بعد بحکم مرشد گرامی سیر وسیاحت کرتے ہوئے موجودہ ہندوستان کے صوبۂ مہاراشٹر کے علاقہ کلیان مضافاتِ ممبئی آئے اور مخلوق خدا کی رشد و ہدایت میں لگ گئے تمام عمر عبادت و ریاضت میں مشغول رہ کر تقسیم فیضان سلسلۂ مداریہ فرماتے ہوئے ۱۰۵۹ سنہ ھ میں اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی آپ سے کافی عقیدت رکھتا تھا جب حضرت بابا عبدالرحمٰن حاجی ملنگ مداری علیہ الرحمہ مکن پور شریف سے کوکن کے اس مقام پر جلوہ افروز ہوئے جہاں اس وقت ان کا مزار ہے تو وہاں کے لوگوں نے آپ کو

اور آپ کے ہمراہیوں کو طرح طرح سے ستانا اور اذیت دینا شروع کردیا جب اس کا علم عادل شاہ کو ہوا تو اس نے آپ کی حمایت کے لئے فوج روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج کے ذریعہ وہاں کے شریر النفس لوگوں کی سرکوبی کی گئی۔ تعلقہ کلیان ضلع تھانہ مہاراشٹر کے سروے نمبر ۱۳۴ کے مطابق عادل شاہی حکومت کی جانب سے پہاڑ اور اس کے اطراف کا جملہ علاقہ حضرت بابا ملنگ مداری کو بطور نذر پیش کردیا گیا اور آپ کا مزار جس حصہ پر ہے وہ علاقہ حضرت کی درگاہ کے نام سے قائم رہا۔ اس دور میں اس علاقہ کی کل زمین تقریباً ساڑھے بارہ ایکڑ تیس بیگھہ ہے۔ مہاراشٹر کی موجودہ حکومت نے بھی اس رقبہ کو درگاہ حضرت بابا ملنگ مداری کے نام سے بحال رکھا ہے۔ ابھی چند سال قبل وہاں کے کچھ شرپسند افراد نے اس درگاہ کو اپنے قبضہ میں لینا چاہا تو اس معاملے کو لے کر وہاں کے خدام حضرات اور شرپسندوں کے بیچ ایک زبردست تنازعہ ہوگیا اور بات کورٹ کچہری تک پہنچ گئی کچھ دنوں مقدمہ چلا مگر کوئی فیصلہ نہیں ہوسکا وہاں کے کچھ خدام دارالنور مکن پور شریف حاضر ہوئے تو حضرت علامہ سید معز حسین ادیب مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ حضرت بابا ملنگ مداری کا شجرۂ مداریہ تحریر فرمایا اور دیگر باتیں جو آپ کے احوال سے متعلق تھیں وہ بھی لکھیں اور اس زمین سے متعلق بعض حکومتوں کی تحریریں بھی اس دستاویز کے ساتھ ضم کیا جب یہ تحریر وہاں سے لاکر کورٹ میں پیش کی گئی تو اسی کے مطابق حکومت مہاراشٹر نے فیصلہ کیا۔

(ماخوذ از ماہنامہ سلسلہ)

حضرت شیخ درود حلاج مداری

حضرت شیخ درود حلاج مداری مقبولان بارگاہ کے منظور نظر اور حقیقت الٰہیہ کے اصل شناس تھے۔ صاحب گلزار ابرار کے مطابق آپ کا وطن شریف عماد پور علاقہ احمد آباد گجرات میں ہے کثیر مورخین نے آپ کے ترک دنیا کے متعلق تحریر فرمایا کہ آپ ایک دن اپنے ہم عمر بچوں اور دوستوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ اچانک ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا کے واسطے مجھے کچھ دے دو یہ سن آپ کے تمام ساتھی بھاگ نکلے حضرت شیخ درود حلاج مداری کے پاس ایک پیسہ تھا جس کو آپ نے باادب ان بزرگوار کو پیش فرمادیا بزرگ نے ان کو پکڑا اور اپنا لعاب دہن ان کے منھ میں ڈال دیا جس کے فوراً بعد حضرت شیخ کے باطن میں معرفت کا ایک نور چمکا اور حرارت عشق الٰہیہ ان کے حال پر غالب آگئی اور ان نور معرفت کے سبب دنیا و اہل دنیا کی محبت ان کے دل سے آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی گئی اور معبود حقیقی کی محبت و جذبہ عبادت آپ کے قلب انور میں ترقی کرتا گیا دھیرے دھیرے حرارت عشق الٰہیہ آپ کے وجود مسعود میں مکمل طور پر جلوہ گر ہوگئی حضرت شیخ درود حلاج مداری کے فضائل وکمالات کی خبر جب بادشاہ وقت اکبر کو ملی تو وہ ان کی ملاقات و زیارت کا شائق ہوا اور آپ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا۔

۱۰ صفر المظفر ۱۰۱۲ھ میں آپ کا وصال ہوا مزار پاک آگرہ میں مرجع خلائق ہے۔

(بحر زخار شعبہ چہارم)

شیخ عبدالقدوس گنگوہی مداریہ سلسلہ میں بھی بیعت تھے

ویسے تو حضور سیدنا شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم پاک بہت سارے شیوخ طریقت کے مداری شجروں میں آتا ہے جسے آپ حضرت شاہ جی محمد شیر میاں، حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی، حضرت سید بہاء الدین نقش بندی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم کے شجرات میں دیکھ سکتے ہیں لیکن ساتھ ہی عارف شریعت وطریقت حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی کی تالیف سیر الاخیار معروف بہ محفل اولیاء کا یہ اقتباس بھی نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ حضرت ممدوح محفل اولیاء کے صفحہ ۴۳۰ پر قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے لکھتے ہیں کہ

''آپ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ صابریہ تمام سلسلوں میں بیعت تھے''

مداریہ سلسلہ کو سوخت کہنے والوں کے مطابق قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ قادریہ چشتیہ سہروردیہ صابریہ سلسلوں میں بیعت ہونا تو سمجھ میں آتا ہے مگر ایک سوخت شدہ سلسلہ میں اتنے عظیم المرتبت شیخ طریقت کا مرید ہونا کسی طرح سے سمجھ میں نہیں آتا۔ اس اقتباس سے ہمارے ناظرین یہ بات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے نزدیک سلسلۂ مداریہ جاری وساری ہی تھا کیونکہ اگر وہ جاری وساری نہ سمجھتے تو دیگر سلاسل کے ساتھ اس سلسلۂ حقہ مداریہ میں بھی کیوں بیعت ہوتے؟

قطب ناسک حضرت سید صادق حسین کو سلسلۂ مداریہ بھی حاصل تھا

چنانچہ کتاب ''فیضان اولیاء'' مؤلف مولانا سراج انور قادری مصطفی آبادی ناشر مولانا کلام القادری مصباحی صفحہ نمبر ۳۷ پر نقل ہے کہ

''حضور سید شاہ محمد صادق حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلسلۂ عالیہ مداریہ شطاریہ کی خلافت حضرت شاہ سدھن سرمست رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل فرمائی۔ آپ کا مزار مقدس پاواگڑھ گجرات میں ہے'' جبکہ سرکار سید صادق حسین حسنی حسینی قدس سرہ ناسک میں آرام فرما رہے ہیں راقم الحروف بارگاہ میں حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کر چکا ہے آپ کی شان ولایت بڑی بلند و بالا ہے دربار میں ہمیشہ اژدہام رہتا ہے مزار مقدس کی عمارت انتہائی پرشکوہ ہے اس شہر میں جو بھی آئے اسے چاہئے کہ مزار مقدس پر حاضر ہو کر فیضان حاصل کرے۔

حضرت شیخ اوحد الدین ملنگ سلسلۂ مداریہ کے بلند پایہ بزرگ تھے

حضرت ضیاء علی خان اشرفی اپنی کتاب مردان خدا میں لکھتے ہیں کہ

''میاں معصوم شاہ فقر میں شان بلند اور مقام ارجمند رکھتے تھے ملا اوحد الدین

نام تھا اور معصوم شاہ لقب بوڑھے بابا کہلاتے تھے ملا مجد الدین احمد کے فرزند ارجمند تھے سیستان آبائی وطن تھا ۹۶۲ھ میں بطریق سیاحت کابل آ کر قیام کیا تھا وہاں سے چل کر ہندوستان تشریف لائے تھے اور دہلی میں متمکن ہوئے تھے سلسلہ مداریہ میں حضرت شاہ فخر الدین زندہ دل کے مرید ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کیا تھا بحکم پیر و مرشد بدایوں آ کر متصل درگاہ حضرت شاہ محمد جھنڈہ تکیہ بنا کر بود باش اختیار کی تھی سیاہ کپڑوں میں ملبوس رہتے تھے منہ پر نقاب پڑی رہتی تھی نیچی نگاہ رکھتے ہوئے ہر شخص سے بات کرتے تھے نہایت ہیبت و جلال کے درویش تھے دھمال کے وقت بیقرار ہو جاتے تھے جس پر نظر پڑ جاتی وہ بیہوش ہو جاتا تھا۔ ملا عبد القادر بدایونی لکھتے ہیں اللہ یار خاں زمیندار ساکن محلہ شہباز پور کی دختر جو بے حد حسین تھی ایک روز کوٹھے پر سے غائب ہو گئی ہر چند تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ چلا اللہ یار خاں کے ایک دوست یوسف خاں تھے وہ میاں معصوم شاہ کے حاضر باشوں میں تھے موقع پا کر اللہ یار خاں کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اللہ یار خاں نے قدموں پر نہایت عاجزی کے ساتھ اپنا حال بیان کیا ایک ذی عزت شخص کو اس طرح پریشان دیکھ کر آپ کو ترس آ گیا بولے حاکم ذرا اپنی آنکھیں بند کرو پھر تھوڑی دیر بعد کہا اب کھول دو اللہ یار خاں نے جب آنکھیں کھول کر دیکھا تو لڑکی سامنے کھڑی تھی اس کے ہاتھ میں تیل کا برتن تھا آپ نے فرمایا حاکم اپنی لڑکی کو گھر لے جاؤ اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرو اللہ یار خاں خوش ہو کے گھر آئے اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے لڑکی سے غائب ہونے کا حال پوچھا اس نے کہا مجھے ایک جن کا لڑکا اٹھا لے گیا تھا جب اس کے والد ناراض ہوئے تو اس نے مجھے ایک دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا وہ مجھ سے سودا منگاتا تھا ابھی تھوڑی

دیر ہوئی تو اس نے مجھے یہ سکے اور تیل کا برتن دے کر بازار بھیجا تھا راستہ میں بوڑھے بابا مل گئے وہ مجھے اپنے ساتھ لے آئے میاں معصوم شاہ کا انتقال ۱۸ ر شعبان ۹۸۳ھ کو ہوا تھا مزار شریف اندورن شہر محلہ شہباز پور میں ملنگوں کے تکیہ کے اندر چبوترہ پر پختہ واقع ہے شرقی پہلو میں میاں اعظم شاہ ملنگ کا مزار ہے حریم کے باہر میاں گوہر شاہ ملنگ کا مزار ہے۔ اعظم اللہ درجہ تاہم

(مردان خدا ۱۷/۲۶/۲ ۵/۲۲ شوقین بک ڈپو، گھنٹہ گھر، بدایوں یوپی)

ناظرین مذکورہ بالا اقتباس غور سے پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ ۶۳ / ۹۶۲ھ کے آس پاس ایک طالب حق کابل سے آکر سلسلہ مداریہ میں اجازت وخلافت حاصل فرماتا ہے اور سیدنا شیخ فخر الدین زندہ دل جیسے اکابر اولیاء اللہ سلسلہ مداریہ کی اجازت و خلافت تقسیم فرما رہے ہیں اور ۹۶۹ھ میں لکھی جانے والی کتاب جو ۱۲۹۹ھ میں شائع ہو رہی ہے یعنی سبع سنابل اس میں بے سند وثبوت یہ لکھا جا رہا ہے کہ سلسلہ مداریہ منقطع ہے معاذ اللہ مدار پاک نے کسی کو اپنا خلیفہ بنایا ہی نہیں، حق پسند ناظرین فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ کیا ایسے صریح کذب و بہتان کو درست سمجھ کر سلسلہ مداریہ کو منقطع کہا جائے گا؟

حضرت میاں اعظم شاہ ملنگ سلسلہ مداریہ کے بلند رتبہ بزرگ تھے

مردان خدا کے مؤلف علام نے حضرت میاں اعظم شاہ ملنگ کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کا ”نام اعظم الدین تھا پنجاب کے نامور علماء میں تھے تقریر بے

نظیر کرتے تھے سکندر شاہ لودی کے عہد میں دہلی آکر وعظ فرمایا تھا شیخ عطاؤ اللہ خطیب جامع مسجد بدایوں آپ کا وعظ سن کر بہت محظوظ ہوئے تھے اور اپنے ساتھ بدایوں لے آئے تھے بدایوں آکر میاں معصوم شاہ ملنگ کے مرید ہو گئے تھے لباسِ عالمانہ تہہ کر کے رکھ دیا تھا خرقۂ فقیرانہ مداریہ سیاہ رنگ کا پہننا شروع کر دیا تھا مجاہدات کر کے خرقۂ خلافت پایا تھا اور اعظم شاہ ملنگ کہلاتے تھے نہایت پاکیزہ صورت و باوجاہت عالم تھے شریعت اور طریقت میں شانِ عظیم رکھتے تھے منہ پر نقاب ڈالے رہتے تھے ہر وقت ذکر و شغل میں مصروف رہتے تھے بڑے پایہ کے ملنگ تھے آنکھیں مثل مشعل روشن رہتی تھیں کسی کی طرف تکتے نہ تھے ہنگامِ جوش و خروش جنگل کو نکل جاتے تھے اور مثنوی مولانا روم کے اشعار بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ ۱۲؍رجب ۹۹۶ھ کو وصال ہوا تھا مزار شریف میاں معصوم شاہ ملنگ کے شرقی پہلو محلہ شہباز پور میں پختہ واقع ہے۔

(مردان خدا: ص ۲۳۱)

ناظرین کرام! مذکورہ بالا تحریر پڑھئے اور ملاحظہ فرمائیے کہ دسویں صدی ہجری میں لکھی جانے والی کتاب سبع سنابل بلا کسی دلیل و ثبوت کے یہ بتا رہی ہے کہ مدار پاک نے کسی کو خلافت نہیں دی اور دوسرا محقق یہ انکشاف کر رہا ہے کہ دسویں صدی ہجری میں کاملین عصر سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت حاصل فرما رہے تھے اور ارباب تصوف پوری فیاضی کے ساتھ طالبین حق کو اس سلسلۂ عالی قدر کی خلافت دے بھی رہے تھے۔

حضرات اگر آپ کی نگاہوں میں حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کی ذات ایک علمی ذات ہے تو آپ سلسلۂ مداریہ کے اجراء پر دلائل کے انبار دیکھ کر بآسانی فیصلہ فرما لیں گے کہ

حضرت میر کبھی ایسی بے سند بات لکھ ہی نہیں سکتے ضرور کہیں کچھ گڑبڑ ہوئی ہے۔

حضرت شاہ نور محمد بنارسی سلسلۂ مداریہ میں بیعت تھے

آپ کا مزار معروف جگہ شکر تالاب میں ہے جناب مولانا عبدالحمید صاحب فریدی پانی پتی نے اس مزار پر عرس کا سلسلہ شروع کیا تھا اور اس کے متصل ہی ایک خانقاہ بھی تعمیر کرائی تھی ان کے تفصیلی حالات کہیں مل نہ سکے۔ شکر تالاب بہت سے بزرگوں کا گہوارہ رہا ہے وہاں ایک مسجد فیروز شاہ تغلق متوفی سنہ ۷۹۰ھ کے وقت کی تعمیر شدہ ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ قدیم بابرکت مقام ہے آپ کے حالات جو (تذکرۃ الحمید) میں مختصراً مل سکے وہ درج ذیل ہیں۔ آپ سلسلۂ مداریہ میں بیعت تھے اور بیعت خاندان چشتیہ میں فرماتے تھے اور محبت خاندان قادریہ سے رکھتے تھے۔ بنارس میں جانب جنوب ریل والے تار سے متصل چار مزار ہیں یہ چاروں بچوں کے ہیں جو کہ شاہ بدیع الدین مدار کی اولاد[1] میں سے ہیں ان کے والد ماجد کا نام عبدالرحمن شاہ صاحب تھا اور آپ شام کے باشندہ تھے بارادۂ ہندوستان تشریف لا رہے تھے ایران پہونچ کر وصال ہوا بعد میں وہ بچے حضرت شاہ نور محمد علیہ الرحمہ کے ہمراہ ہندوستان آئے۔

(تذکرۂ مشائخ بنارس)

---

[1] یہاں اولاد سے مراد روحانی اولاد ہے کیونکہ آپ کے ذریعہ ظاہری نسل نہیں چلی آپ خفیف الحاذ تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا تعلق آپ کے خاندان سے رہا ہو اس معنی میں اولاد کہا۔ (قیصر مداری)

حضرت حاجی مداری سلسلہ مداریہ کے عظیم المرتبت ولی اللہ تھے

آپ کا تذکرہ بہت سارے تذکرہ نگاروں نے فرمایا ہے ان سب سے قطع نظر اس مقام پر صرف صاحب تذکرۃ المتقین کے حوالے سے آپ کے کچھ حالات لکھے جارہے ہیں ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں کہ" آپ حضور سیدنا سید عنایت شاہ کمر بستہ مداری کے خلیفہ تھے نو واسطوں کے بعد آپ کا سلسلہ ارادت برہان العاشقین حضرت سیدنا قاضی مطہر قلہ شیر خلیفہ قطب المدار سے جاملتا ہے ابتداء آپ نے سیاحت فرما کر بہت سارے اہل اللہ کے مزارات کی زیارت کی اور حج کو نکل گئے ۱۰۷۹ھ میں حج بیت اللہ سے واپس ہندوستان تشریف لائے اس زمانے میں رام رائے چودھری نے موضع مدن پور علاقہ بلگرام میں انتہائی خلوص و نیاز مندی کے ساتھ ایک سو بیگھہ عاراضی موضع محمد پور میں نظر کردیا اور آپ سے دوبارہ قیام کا ملتجی ہوا لیکن اس جگہ بسبب شہرت خلقت کا اژدہام ہوا کرتا تھا جس کی وجہ سے آپ کے معمولات میں خلل واقع ہوتا تھا چنانچہ آپ وہاں سے اورنگ آباد کی جانب روانہ ہوئے مگر وہاں کی بھی آب وہوا آپ کو راس نہ آئی پس آپ نے اسلام آباد کو پسند فرماتے ہوئے وہاں پہ سکونت اختیار فرمائی نواب سید خرم اور راجہ سعد اللہ خاں نے مصارف خانقاہ کے لئے ایک موضع نظر کیا لیکن آپ نے اسے منظور نہ فرمایا بالآخر نواب مرحوم کی پیہم فرمائش پہ ایک سو بیگھہ اراضی قبول فرمالیا آپ تصوف وطریقت میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے ۲۶ رجب

المرجب ۱۱۱۷ھ کو دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرمایا"۔ (تذکرۃ المتقین: ص ۱۲۶)

مذکورہ دونوں اقتباسات کا صرف ترجمہ لکھ دیا ہے اصل فارسی عبارت بوجہ طوالت نقل نہیں کیا۔

محبوب العارفین حضرت میراں سید علی شاہ مداری

آپ اپنے وقت کے بڑے عارف وکامل بزرگ ہیں آپ کی ولادت با سعادت ۱۱/ذی الحجہ ۲۷۹ھ بوقت صبح صادق شہر مسکت میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم شریف سید محمد علی تھا۔ آپ مرید وخلیفہ عارف اجل حضور سیدنا بابامان دریائی مداری قدس سرہ کے ہیں۔ حکم مرشد کے مطابق آپ ایک جنگل میں اپنا عبادت خانہ بنا کر ہمہ وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ "اللہ" کا ذکر فرما رہے تھے کہ ایک شیر گھبرایا ہوا آپ کے پاس آیا اور مودب ہو کر سر زمین پر رکھ دیا۔ اتنے میں ایک بندوق کی آواز آپ کے کان میں آئی آپ نے خیال فرمایا کہ شاید کوئی دشمن اس کے پیچھے پڑا ہے آپ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ! جس نے تیرے اس بندے کو ڈرایا ہے تو اس سے بدلہ لے یعنی تو بھی اس کو ڈرا۔ آپ کی دعا کے مطابق ویسا ہی ہوا چونکہ جس بندوق کی آواز آپ کے کانوں میں آئی تھی وہ ایک راجہ کی بندوق کی آواز تھی یہ راجہ شیر کے شکار کی غرض سے اس جنگل میں آیا تھا تاریخ میں اس راجہ کا نام "بھیم سنگھ" تحریر ہے ابھی راجہ شکار میں ہی مصروف تھا کہ اچانک اس کو غش آگیا اور بیہوش ہو کر گر پڑا راجہ کے خدام نے راجہ کو ہوش میں لانے کی بہت تدبیریں کیں مگر تدبیر کارگر نہ

ہوئی، ادھر بھیم سنگھ بیہوشی کے عالم میں دیکھ رہا ہے کہ چار شیر مجھے گھیرے ہوئے ہیں جو مجھے کاٹ کھانا چاہتے ہیں اس کشمکش کے عالم میں ایک پاکیزہ شکل وصورت دراز ریش ضعیف العمر درویش ایک ہاتھ میں عصا اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح لے کر میرے قریب پہونچے اور شیروں کو زور سے ڈرا کر بھگا دیا اور مجھے ان درندوں کے شر سے نجات بخشی ۔۔۔۔جب راجہ کو ہوش آیا تو گھبرا کر اٹھا تو دیکھتا ہے کہ ایک شیر بھاگتا ہوا چلا جارہا ہے اور کوئی آواز دے رہا ہے کہ بھیم سنگھ! دیکھتا کیا ہے اٹھ او۔ جا صاحب جنگل درویش خدا سے اپنے قصور کی معافی مانگ ۔راجہ یہ سنتے ہی ان بزرگ درویش کی تلاش میں نکل پڑا۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈتے جنگل کے ایک کنارے پہونچا تو دیکھتا ہے کہ مٹی کی ایک مسجد اور اس سے متصل ایک نہر جاری ہے اور وہ شیر وہاں پر تشریف فرما بزرگ کی بارگاہ میں سر جھکائے بیٹھا ہے ۔راجہ آپ کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ آپ ذکر ''اللہ'' میں مشغول ہیں ۔راجہ مؤدب ہو کر پیچھے کھڑا ہو گیا۔جب آپ ذکر پاک سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ راجہ بھیم سنگھ مؤدب ہاتھ باندھے آپ کے پیچھے کھڑا ہے ۔آپ نے راجہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بابا تو یہاں کیوں کھڑا ہے؟ راجہ نے بصد عزت واحترام عرض کیا کہ حضور! میں آپ کا ممنون کرم ہوں کہ آپ نے مجھ کو شیروں کی آفت سے بچالیا۔عالیجاہ میرے دل میں ایک آرزو ہے اگر حکم ہو تو عرض کروں ۔آپ نے بڑی بے نیازی کے ساتھ فرمایا، بابا اپنے دل کی بات ظاہر کر، تو کیا کہنا چاہتا ہے ۔اس نے عرض کیا کہ حضور آپ میری ریاست میں تشریف رکھتے ہیں، اس کرم فرمائی کے لئے میں آپ کا احسان مند ہوں ۔اب آپ کی بارگاہ میں التجا یہ ہے کہ سرکار نگاہ بھر زمین قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا، بابا فقیر کو تیری اور تیری زمین کی کیا ضرورت؟ زمین تو اللہ کی ہے، جا تو

اپنا راستہ لے۔ راجہ چونکہ کافی مرعوب تھا اس لئے از راہ ادب چل پڑا مگر ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ پھر وہی آواز کان میں آئی کہ راجہ بھیم سنگھ! کہاں جاتا ہے؟ پھر سے حضور والا کی خدمت میں جا اور اپنی تقصیرات کی معافی مانگ اور دوبارہ اس جنگل میں شکار نہ کھیلنے کا عہد کر۔ درحقیقت وہ شیر حضرت کے احاطے کا رہنے والا تھا جس کو تو نے ستایا۔ راجہ پھر لوٹ کر حضرت کی خدمت میں پہونچا اور اپنی عاجزی بیان کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ بابا تو پھر کیوں لوٹ کر آیا۔ راجہ نے عرض کیا کہ حضور میں اپنی خطا کی معافی چاہتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ آپ کے احاطے میں کسی جانور کے شکار کے لئے نہیں آؤں گا۔ اور میری نسل کے لوگوں کو بھی یہ وصیت رہے گی۔ حضرت نے فرمایا، اچھا بابا آباد رہو، میں نے تیری خطا معاف کی۔ راجہ بہت خوش ہوا اور باون بیگھ زمین آپ کی خانقاہ کے لئے نذر کیا اور نسلاً بعد نسلِ آپ کی مسجد کے چراغ کا خرچ شاہی محل سے ادا کرنے کی تحریری کارروائی کی۔ آپ نے راجہ بھیم سنگھ کے بہت اصرار کے بعد قبول فرمایا اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری اولاد کو صاحب خیرات کرے۔

آپ سلسلہ مداریہ کے بڑے صاحب نسبت بزرگ ہیں۔ کرامات وخوارق کثرت کے ساتھ آپ سے دیکھے گئے ہیں۔ آج بھی آپ کے مقدس آستانے سے حاجت مندوں کی حاجتیں پوری ہوتی رہتی ہیں۔ آپ کے آستانہ عالیہ کے قریب تمر ہندی (املی) کا ایک درخت ہے۔ یہ درخت تجاری یا تپ دق والے بخار زدہ لوگوں کے لئے خوب مفید ہے۔ بخار زدہ حضرات درخت سے لپٹ کر بخار سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ آستانہ عالیہ کے قریب جاری نہر کا پانی ہر جمعرات کو رنگ و مزے میں دودھ کی طرح ہو جاتا ہے۔ چار بزرگوں کو آپ سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔ آپ کا

وصال ۷ ار شوال المکرم ۸۷ ۱۰ھ میں ہوا۔ مزار پاک قصبہ آکولہ میں مرجع خلائق ہے۔

(طریقت المدار مولفہ الٰہی شاہ مداری آکولوی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ ہلالی پریس دہلی سن اشاعت ۱۹۱۷ء)

حضرت سلطان صادق علی شاہ مداری دیوانگان سلطانی

آپ کی ولادت باسعادت ۹۸۷ھ ماہ صفر بروز بدھ قصبہ خرگون صوبہ مدھیہ پردیش میں ہوئی۔ پروردگار عالم نے آپ کو فضائل و کمالات کا پیکر بنایا تھا۔ خصوصیت کے ساتھ تلاوت قرآن پاک بڑے انوکھے انداز میں فرمایا کرتے تھے۔ آواز میں اتنی مٹھاس اور کشش تھی کہ جب آپ تلاوت قرآن پاک فرماتے تو جنگل کے تمام جانور آپ کے اردگرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے۔ جب تلاوت ختم ہوتی تب واپس جاتے۔ ایک مرتبہ آپ تلاوت کلام ربانی میں مشغول تھے کہ ایک راجپوت اسی طرف شکار کو گیا۔ اس نے دیکھا کہ جنگل کے تمام جانور اسی طرح حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں اور ان کے بیچ میں ایک نورانی شکل وصورت کے بزرگ جلوہ فرما ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر وہ راجپوت بہت متعجب و متاثر ہوا اور آکر ایک کنارے وہ بھی بیٹھ کر تلاوت پاک بغور سننے لگا۔ جب آپ نے تلاوت بند فرمائی تو تمام جانور اٹھ کر چلے گئے۔ اب راجپوت اٹھا اور آکر آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ حضور! مجھے بھی داخل اسلام فرمالیں۔ آپ نے فرمایا تم یہاں کیوں آئے تھے۔ اس نے عرض کیا حضور میں قوم کا ہندو راجپوت ہوں شکار کے واسطے اس طرف آگیا تھا مگر اللہ تعالیٰ

نے میرے دل سے کفر کی گندگیوں کو دور فرما کر اس میں اسلام کا عشق بھر دیا۔ پھر حضرت نے اسے کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کر مسلمان کیا اور اپنے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ میں بیعت فرما کر خلافت اجازت سے بھی ممتاز فرمایا اور ان کا نام مستان شاہ رکھا اور اس مقام پر ان کو مقرر فرما کر خود اپنے پیر و مرشد حضور سیدنا میراں سید علی شاہ مداری کی خدمت میں پہونچے اور چند سال تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت کرتے رہے جب آپ کے مرشد گرامی کا وصال ہو گیا تو آپ اجمیر شریف ہوتے ہوئے مکن پور شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ مکن پور شریف میں چار پانچ سال کا عرصہ گزارنے کے بعد پھر آکولہ تشریف لائے اور ۵ رمضان المبارک ۱۰۸۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ مزار پر انوار پیر و مرشد حضرت میراں سید علی مداری قدس سرہ کی درگاہ عالیہ سے متصل قصبہ آکولہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔
آپ نے اپنی حیات ظاہری میں ہی اپنے مرید و خلیفہ حضرت بابا یقین علی شاہ مداری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔

حضرت یقین علی شاہ مداری

آپ اپنے دور کے بہت بڑے درویش کامل بزرگ گزرے ہیں۔ آپ عرفان الٰہی سے مالامال و باطریق تھے۔ آپ کی ولادت ۸ ربیع الاول سنہ ۹۹۳ھ کو ہوئی۔ آپ کے والد قوم کے برہمن تھے۔ آپ کے ایمان لانے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک شب آپ اپنے مکان میں سو رہے تھے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑے میدان میں ایک

طرف بت خانہ اور ایک طرف مسجد بنی ہوئی ہے، بت خانے کے ایک جانب آگ کا ایک جنگل ہے اور مسجد کے ایک طرف خوش نما باغ ہے۔ کچھ لوگ مسجد میں مصروف عبادت ہیں اور کچھ لوگ مسجد سے نکل کر اسی خوش نما باغ میں سیر کر رہے ہیں۔ اور بہت سارے لوگ بت خانے میں جا جا کر گھنٹہ بجاتے اور بت خانے سے نکلنے کے بعد اسی جنگل کی طرف دوڑ پڑتے ہیں جس میں آگ ہی آگ ہے۔ میں بھی بت خانے کی پہلی سیڑھی پر چڑھا اور دوسری پر چڑھنے کا ارادہ ہی تھا کہ میرے کان میں آواز آئی کہ بچے! سیڑھیوں پر مت چڑھ اور آگ میں مت کود ورنہ جل جائے گا۔ میں ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ کون ہے اور کسے آواز دے رہا ہے۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ پھر یہی آواز آئی۔ ایسا لگتا تھا کہ کوئی گرو اپنے چیلے کو بلا رہا ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ ہی (یعنی حضرت صادق علی شاہ) مجھے ہاتھ کے اشارے سے بلا رہے تھے۔ میں جلدی سے دوڑا اور حضرت کے قدموں میں جا کر گر گیا۔ آپ نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا۔ اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ جب صبح ہوئی تو میں مہینار سے آ کولہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر داخل اسلام ہو گیا۔ ہمارے اسلام قبول کرنے کے بعد ہماری والدہ، بی بی، ہمشیرہ اور دیگر اقارب میرے پاس آئے اور بہت سمجھایا بجھایا مگر مجھ پہ ان کی باتوں کا قطعی کوئی اثر نہیں ہوا۔ عرصہ گزرنے کے بعد حضرت صادق علی مداری رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے بیعت فرما کر سلسلہ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے ممتاز فرما کر خرقہ عطا فرمایا اور میرا نام یقین علی رکھا۔ مرشد گرامی کی خصوصی توجہات سے حضرت یقین علی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کا نقشہ بدل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنے بڑے کمالات عطا فرمائے کہ بیان نہیں ہو سکتے آپ کے بھیگ (بال) بہت بڑے بڑے تھے جب آپ نماز کے لئے کھڑے

ہوتے تھے تو آپ کے بال دائیں بائیں زمین پر پڑے رہتے تھے۔ اور بالوں سے "اللہ اللہ" کی آواز آتی تھی۔ آپ کی وفات ۲۵ شعبان المعظم ۱۰۹۷ھ میں ہوئی مزار پاک آکولہ میں منبع فیوض و برکات ہے۔

یہ بزرگانِ دین بھی سلسلۂ مداریہ میں مجاز تھے

چنانچہ سمات الاخیار میں زیر تذکرہ قطب الاقطاب سیدنا محمد رشید مصطفی جونپوری مرقوم ہے کہ "حضرت قطب الاقطاب (شیخ محمد رشید) کو جن جن بزرگوں سے نعمتیں پہنچیں ہیں ان کی تفصیل آپ کی ایک خاص تحریر سے یوں معلوم ہوئی خرقہ و مثال سلسلۂ چشتیہ وقادریہ و مثال سہروردیہ و مداریہ و اجازت اوراد حضرت شیخ ناصر الدین و تاج الاوراد شہریہ و ذکر اسمائے حسنیٰ و ذکر جہات ستہ و ذکر نفی و اثبات طریقۂ چشتیہ و شغل سہ پایہ حضرت مخدوم شیخ طیب بنارسی قدس سرہ نے عطا کیا خرقہ و مثال حضرت قادریہ و مداریہ وطریقہ توجہ بجانب مزار حضرت غوث پاک و وظیفہ پنج گنج سلسلۂ قادریہ و طریقہ تہجد و اورادِ اوقات خمسہ و اذکار سلسلۂ قادریہ و ذکر نفی و اثبات و ذکر اثبات و ذکر اسم ذات چہار ضربی و صلوٰۃ معکوسہ وغیرہ سید السادات حضرت میر سید شمس الدین کالپوی نے عطا کیا مثال سلسلۂ مداریہ و فردوسیہ و اذکار و علم قلندریہ و ضرب راست و ضرب کوب و ذکر اسم ذات و ذکر دل کہ مسمیٰ بہ ندا و منادیٰ ہے و گردش ثلاثی وغیرہ حضرت بندگی شیخ عبدالقدوس قلندر جونپوری نے عطاء کیا۔ (سمات الاخیار ص ۴۳/۴۴)

ہوش مند ناظرین حق پسند قارئین بہ نظر انصاف و دیانت مذکورہ بالا اقتباس کو

پڑھ لیں اور دل سے فیصلہ کر لیں کہ سلسلۂ مداریہ جاری ہے یا بند؟؟؟

کل اہلِ اسلام بالخصوص علماء و اسلامیان ہند کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت سیدنا سید شمس الدین کالپوی قدس سرہ دسویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں اور حضرت میر عبدالواحد بلگرامی بھی دسویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں تاہم وہ بلگرامی ہیں کالپوی نہیں، کالپوی تو وہ ہیں کہ نام جن کا سید شمس الدین ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ طالبین حق کو ان کی خانقاہ سے سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت عطا کی جا رہی ہے جبکہ سبع سنابل میں تو کالپی سے ہی سلسلۂ مداریہ کو سوخت لکھا جا رہا ہے چنانچہ حضرت اہل علم وانصاف بتائیں کہ سوخت ہونے کے بعد کالپی کا اتنا جلیل القدر شیخ ایک سوخت سلسلے کی اجازت وخلافت کیوں کر بانٹ رہا تھا؟؟؟

نیز حضرت شیخ طیب بنارسی بھی یہ عمل فرما رہے تھے انصاف کے ساتھ بتایا جائے کہ سوخت ہونے کے بعد یہ سب کیونکر ممکن ہے؟؟؟

شیخ نورالدین جعفر و شیخ نور محمد جونپوری سلسلۂ مداریہ سے منسلک تھے

جواں سال محقق حضرت مولانا غلام یحییٰ انجم مصباحی فاضل جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی کتاب تاریخ مشائخ قادریہ اتر پردیش کے صفحہ ۱۰۴ پر حضرت شیخ عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ (جن کی ولادت ۱۰۰۰ھ میں ہوئی) کے اساتذہ کی فہرست میں حضرت شیخ نور محمد مداری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بھی تحریر کیا ہے اور اسی کتاب کے

صفحہ ۲۲۴ پر حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی رحمۃ اللہ (جن کی ولادت ۱۰۳۸ھ سنہ میں ہوئی) کے اساتذہ کے فہرست میں حضرت شیخ نورالدین جعفر مداری جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسم پاک تحریر ہے۔

تو اب بتائیے! ہے کوئی دیانت وانصاف کا حامی جو سلسلۂ عالیہ مداریہ کو سوخت کہنے والوں سے پوچھے کہ جناب! بقول آپ کے جب یہ سلسلۂ مقدسہ سوخت ہو چکا تھا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اپنے وقت کے اتنے بڑے صاحب فضل وکمال بزرگ شیخ نورالدین جعفر مداری اور شیخ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ سرکار قطب المدار کے وصال کے تقریباً ایک سو باسٹھ سال بعد اور آج سے تقریباً چار سو سال پہلے سلسلۂ عالیہ مداریہ قدسیہ میں بیعت ہو کر شیخ نورالدین جعفر مداری کے نام سے مشہور ہوئے؟

حضرت شیخ نورالدین جعفر مداری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حضرت شیخ محمد افضل قادری الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے زانوئے ادب تہہ فرما کر علوم دینیہ حاصل فرمایا۔ میں پوچھتا ہوں ان علمائے کرام سے جو سلسلۂ مداریہ کے سوخت کی کہانی قریہ بقریہ سنانے کو اپنا ملی شیوہ سمجھتے ہیں۔ بتائیں کہ کیا حضرت شیخ محمد افضل قادری الہ آبادی جیسے صاحب کمال بزرگ کو تعلیم وتربیت دینے والے عارف اجل حضرت شیخ نورالدین جعفر مداری جونپوری آپ حضرات سے کم پڑھے لکھے آدمی تھے؟ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ سلسلۂ مداریہ سوخت ہو چکا ہے اس سلسلہ میں مرید نہیں ہونا چاہیے کہئے کیا کہتے ہیں؟

معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت شیخ نورالدین مداری جونپوری علیہ الرحمہ کا تعلق

اس شہر جونپور سے ہے کہ جہاں سرکار قطب المدار نے عرصۂ دراز تک قیام فرمایا آج بھی شہر جونپور میں سرکار مدار کی متعدد نشانیاں پائی جاتی ہیں غرض یہ کہ جونپور میں جتنا چرچہ سرکار قطب المدار کا رہا ہے اس قدر کسی دوسرے بزرگ کا نہیں۔ سرکار قطب المدار کے روضۂ مقدسہ کی تعمیر بھی سلطان ابراہیم شرقی جونپوری نے ہی کروائی ہے یہ آپ کے بڑے شیدائی تھے۔ روایتوں میں یہ بھی ملتا ہے کہ یہ سرکار مدار پاک کے مرید وخلیفہ بھی تھے۔ سرکار مدار پاک سے جونپور کی نسبتیں اتنی مضبوط ہیں کہ بعضوں نے غلطی سے آپ کو جونپوری ہی لکھ دیا ہے جیسا کہ معارف مثنوی کے صفحہ ۱۷۳ پر تحریر ہے کہ

''حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جونپور میں حضرت قطب المدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوئی بزرگ گزرے ہیں جن کو نسبت موسوی حاصل تھی اور ان کے چہرہ کو بے نقاب کوئی دیکھ نہ سکتا تھا''

ناظرین نے مذکورہ بالا سطروں سے بخوبی سمجھ لیا ہوگا کہ بڑی گوناگوں نسبتیں شہر جونپور کی سرکار قطب المدار سے وابستہ ہیں یقیناً جونپور کے لوگ سرکار مدار پاک کے حالات بہ نسبت اور جگہ کے لوگوں سے بہتر جانتے رہے ہوں گے ان پر سلسلے کے سوخت یا عدم سوخت کی بات بھی مخفی نہیں رہی ہوگی اور وہ بھی شیخ نورالدین جعفر مداری جیسے علامۃ الدہر شخص پر کسی طرح بھی مخفی نہیں رہ سکتی تھی اور یہی حال حضرت شیخ نور محمد مداری جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ آپ حضرت عبدالرشید قادری کے استاذ ہیں اور شیخ نور محمد مداری سے مشہور ہیں آپ دونوں بزرگوں کا ذکر نسبت مداری ہی کے ساتھ دیگر تاریخی کتابوں میں بھی ملتا

ہے۔کتاب تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور میں آپ حضرات کا بڑا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اب اس باب کے اخیر میں آپ کے ایمان کی وہ رگ چھیڑنا چاہتا ہوں جہاں سے جذبۂ عشق اولیاء اللہ کو زندگی ملتی ہے حق کے ساتھ انصاف کرنے میں کسی کی پاسداری نہ کیجئے گا کہ گیارہویں صدی ہجری میں اتنے بڑے بڑے علمائے ربانیین کیونکرسلسلۂ عالیہ مداریہ میں داخل ہو کرنسبت مداری کے ساتھ مشہور ہوئے۔

کیاان حقائق کی روشنی میں اب بھی یہ کہنے میں جھجھک ہے کہ سلسلۂ مداریہ کے سوخت کا سارا قصہ صرف جعل وفریب ہے؟ آپ کی غیرت اسلامی کو آواز دیتا ہوں کہ خدارا بتائیے کیا سلسلۂ عالیہ مداریہ کے سوخت کا پورا افسانہ من گھڑت اور بناوٹی نہیں ہے؟

آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے؟

حضرت جمال الاولیاء کو بھی سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی

جیسا کہ حضرت میر سید محمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سید محمد کالپوی کو سلسلۂ عالیہ مداریہ کی خلافت واجازت حضرت جمال الاولیاء کوڑا جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی عنایت فرمائی تھی اس سے پتہ چلا کہ حضرت سیدی جمال الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت

حاصل تھی تبھی تو آپ نے میر سید محمد کالپوی علیہ الرحمہ کو اس سلسلۂ مقدسہ کی بھی خلافت واجازت مرحمت فرمائی۔اسی طرح اور لوگوں کو بھی سمجھ لیں۔الی آخرہ

حضرت میر سید محمد کالپوی کو بھی سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی

ملاحظہ ہو صاحب تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ صفحہ نمبر ٣١٦ پر لکھتے ہیں کہ

''آپ جب حضرت جمال الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں کسب علم کے واسطے تشریف لے گئے تو آپ کے عالی ظرف وصلاحیت کو دیکھتے ہوئے اپنے سلسلۂ بیعت میں داخل فرمایا اور تمام سلاسل جیسے قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، مداریہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا''۔

حضرت شیخ محمد افضل الٰہ آبادی بھی سلسلۂ مداریہ میں مجاز وماذوم تھے

اس کے تحت جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ کے فارغ التحصیل جواں سال محقق جناب مولانا ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم مصباحی اپنی کتاب ''تاریخ مشائخ قادریہ اترپردیش'' کے صفحہ ٢٢٥ پر حضرت شیخ محمد افضل الٰہ آبادی کی بیعت وخلافت کا ذکر کرتے ہوئے کتاب ''تذکرہ علمائے ہند'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

"دفعۃً جذبۂ عشق الٰہی براو غالب آمد ترک آں وادی نمودہ بکالپی رفت و بخدمت میر سید محمد قدس سرہ مشرف شدہ شرف بیعت و اجازت سلسلۂ عالیۂ چشتیہ و قادریہ وسہروردیہ و مداریہ و نقشبندیہ یافتہ" یعنی حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی پر اچانک عشق الٰہی کا جذبہ غالب ہوگیا اور آپ سب کچھ چھوڑ کر حضرت میر سید محمد کالپوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلۂ عالیۂ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ اور مداریہ میں شرف بیعت و اجازت حاصل فرمایا۔

ناظرین حضرات! عبارت مذکورہ بالا سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرت شیخ محمد افضل الہ آبای رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے تقریباً کئی سو سال قبل حضرت میر سید محمد کالپوی قدس سرہ سے دوسرے تمام سلاسل مقدسہ کے ساتھ سلسلۂ عالیہ مداریہ کو بھی حاصل کیا۔ سوخت ہونے کی صورت میں یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی کو سلسلۂ مداریہ کی بھی اجازت وخلافت ملے۔

حضرت شیخ ابو العلاء احراری بھی سلسلۂ مداریہ میں صاحب خلافت واجازت تھے

جیسا کہ مولانا عبد المجتبیٰ رضوی نے تحریر فرمایا کہ حضرت میر سید محمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت میر ابو العلاء سے بھی اکتساب فیض کرنے کے لئے آگرہ پہنچے "اور جب آپ واپس ہونے لگے تو آپ کو (میر ابو العلا نے) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی ایک تسبیح عنایت فرمائی اور بیعت وخلافت

سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ مداریہ ابوالعلائیہ سے سرفراز فرمایا" (تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ صفحہ ۳۱۸) حضرت خواجہ میر ابوالعلیٰ احرار بہت جلیل القدر بزرگ ہیں ہندوستان میں مروج سلاسل میں ایک سلسلہ آپ کی جانب منسوب ہو کر چل رہا ہے جو ابوالعلائیہ کہلاتا ہے ہر چند کہ یہ بھی سلسلۂ چشتیہ کی شاخ ہے تاہم آپ سے منسوب ہو کر باضابطہ ایک سلسلہ کی شکل اختیار کر چکا ہے اس سلسلۂ پاک میں بہت اچھے اچھے صاحب خدمات بزرگ گزرے ہیں جن کا فیضان آج بھی عام و تام ہے مگر بایں ہمہ اس کے بانیٔ محترم سرکار ابوالعلاء فیضان سلسلۂ مداریہ سے بھی مالا مال رہے اور تا حیات ظاہری طالبین حق کو سلسلۂ مداریہ کی بھی اجازت و خلافت مرحمت فرماتے رہے۔ ہمارے خیال سے ایسے روشن دلائل کے باوجود سلسلۂ مداریہ کو سوخت کہنا سرکار ابوالعلاء جیسے بزرگوں کی دیانت داری کو للکارنے کے مترادف ہے۔

قطب عالم حضرت شیخ عبدالغفور عرف بابا کپور گوالیری سلسلۂ مداریہ سے وابستہ تھے

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی مشہور زمانہ کتاب اخبار الاخیار کے صفحہ نمبر ۵۷۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ اصل میں کالپی کے باشندے تھے ابتداء ہی میں سلوک کا راستہ دیکھ چکے تھے اور راتوں میں کمزور لوگوں کے گھروں میں جا کر ان کے مٹکے

بھرتے تھے آپ کی بہت سی کرامتیں دیکھی گیئں تصوف میں شاہ مدار کے سلسلہ میں داخل ہوئے'' آپ سلسلۂ مداریہ کے بہت ہی مہتم بالشان بزرگ ہیں آپ کی ذات سے سلسلۂ مداریہ کو جوشہرت ومقبولیت حاصل ہوئی وہ بلاشبہ بے مثال ہے آپ کے ذریعہ سلسلۂ مداریہ کی ہزاروں شاخیں نکلی ہیں جن کا فیض مشرق سے لیکر مغرب تک پہونچا ہوا ہے آپ کا مزار مقدس شہر گوالیر میں مرجع انام ہے ناچیز آپ کے آستانے پر حاضری دے کر فیوض و برکات حاصل کر چکا ہے انتہائی با فیض دربار ہے اللہ جسے توفیق دے وہ ضرور حاضر آستانہ ہو۔

حضرت چھم چھم شاہ عاشقان ملنگ مداری اجین ایم پی

مشائخ عاشقان مدار سے متواتر یہ روایت بیان ہوتی آئی ہے کہ شیخ الشیوخ سیدنا بابا چھم چھم شاہ عاشقان ملنگ مداری بڑے صاحب حال بزرگ درویش کامل تھے آپ کا اصل نام سید رحم علی ہے آپ کا تعلق چین پور باڑی ریاست بھوپال سے تھا یہ جگہ سلسلۂ مداریہ کا عظیم مرکز رہی ہے یہاں سے مبلغین اسلام کی جماعتیں نکل کر پورے ملک میں جا جا کر تبلیغ دین کرتی رہی ہیں اور سینکڑوں ملنگان عظام یہاں پر مسند نشین رہتے تھے۔

حضرت چھم چھم شاہ ملنگ بڑے پایہ کے ملنگ ہیں تاجدار ملنگان حضرت بابا سید معصوم علی شاہ ملنگ مداری بیان فرماتے ہیں کہ چھم چھم شاہ بابا کا تکیہ کلام چھم چھم تھا ،ایک مرتبہ آپ اجین کے مہا کالیشور مندر کے کمبھ میلے کے موقع پر جہاں دیش کے

بڑے بڑے سادھوسنت اکھاڑے دوارے والے جمع ہوئے۔اس مندر کے قریب ایک ندی ہے اور ندی پار مولانا مغیث الدین چشتی المعروف مولانا موج رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر آپ نے اپنا تکیہ لگایا اتنے میں آپ کا ایک چاہنے والا گوشت لایا پکنے لگا جب خوشبو پھیلی تو سادھوسنت جمع ہو گئے اور کہنے لگے یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ گوشت پکا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہم فقیر لوگ یہ سب نہیں کرتے ،ہم سبزی کھاتے ہیں ۔انہوں نے کہا کہ یہ پک رہا ہے،آپ نے فرمایا: کھول کر دیکھ لو! جب دیکھا تو گوشت نہیں تھا بلکہ سادہ سبزی تھی ۔ یہ دیکھ کر سب حیران ہو گئے کہ تھا تو گوشت مگر یہ کیا ہوا؟ پھر آپ نے فرمایا: کہ اب اپنے سادھو کی ہنڈی کھول کر دیکھ لو! جب دیکھا تو ادھر گوشت تھا،اُدھر کی سبزی اِدھر تھی ۔ یہ کرامت دیکھ کر سب حیران رہ گئے اور آپ کی غلامی میں آگئے ۔

آج بھی ۱۹؍صفر کو آپ کا سالانہ عرس مبارک نیل گنگا پھاٹک اجین میں ہوتا ہے جب صندل کا جلوس رواں ہوتا ہے تو شہر کے چھوٹے بڑے مندروں کے دروازے پر جلوس کا خیر مقدم ہوتا ہے کئی مرتبہ آپ کو دیکھ کر اور کئی مرتبہ آپ کے صندل کے سامنے مندروں کی مورتیاں جھک گئیں ۔

فالحمدللہ علیٰ ھٰذا

یہاں تک کہ آپ نے ایم کے اونکار پیشور مندر کے ایک پتھر کے نا ندیہ بیل کو چارہ کھلایا اس نے کھایا اور عام بیلوں کی طرح بول و براز بھی کیا۔

آپ سلسلہ مداریہ میں گروہ عاشقان سوختہ شاہی سے تعلق رکھتے ہیں مذکورہ بالا باتیں راقم السطور نے سیاح ہندوستان مبلغ اسلام تاجدار ملنگان عظام حضرت سید معصوم علی شاہ ملنگ کے بیاض سے نقل کی ہیں ۔

خاندان رشیدی میں سلسلہ مداریہ

چنانچہ نقل ہے کہ ''اس خاندان میں مندرجہ ذیل سلسلے اب تک جاری ہیں۔
چشتیہ احمدیہ چشتیہ طیبیہ چشتیہ اشرفیہ، قادریہ احمدیہ، قادریہ طیبیہ، قادریہ شمسیہ، مداریہ قلندریہ، سہروردیہ، جنیدیہ، زاہدیہ، فردوسیہ۔
(سمات الاخیار: ص ۲۳ مؤلف حکیم مولوی محمد عبدالمجید صاحب مصطفیٰ آبادی سکنڈ رہائی اسکول۔ دیوریا ضلع گورکھپور)

شیخ مصطفی جمال الحق

کو بھی سلسلہ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی

سمات الاخیار میں تحریر ہے کہ ''حضرت قطب الاقطاب شیخ مصطفیٰ جمال الحق قدس سرہٗ کو سلسلہ چشتیہ قادریہ و مداریہ وسہروردیہ میں اجازت وخلافت حاصل تھی۔
حضرت کا وصال ۱۰۹۱ھ میں انیس ۱۹/ ذی الحجہ کو ہوا۔

حضرت شاہ نورالحق سیوانی بھی سلسلہ مداریہ میں مجاز تھے

اس تعلق سے سمات الاخیار میں تحریر ہے کہ
''حضرت شاہ نورالحق قدسرہ کا مشہور نام حیدر بخش ہے اور امام الدین چراغ علی

بھی ہے لقب نور الحق اور قطب الدین ہے آپ حضرت محبوب الحق شاہ فصیح الدین کے صاحب زادے اور حضرت قمر الحق قدس سرہ کے نواسے ہیں آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ نے مولانا عبد القادر متولد ۱۱۴۰ھ سنہ و متوفی سن ۱۲۰۰ھ سنہ سے کتابیں پڑھی تھیں حضرت استاذ گرامی عربی سنسکرت تاریخ گوئی فارسی میں کمال رکھتے تھے سلسلۂ قلندریہ کے کامل درویش بھی تھے۔ حضرت نور الحق قدس سرہ ۱۱۶۳ھ سنہ میں اپنے نانا حضرت قمر الحق سے سلسلۂ چشتیہ میں مرید ہوئے۔ آپ کے نانا محترم نے اپنے وصال سے چار سال پیشتر آپ کا خلافت نامہ تحریر کروا کر بہ مہر رکھوا دیا تھا۔ خلافت نامہ کی نقل بلفظہٖ یہ ہے۔

نقل سند خلافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایں حزیں خاک نشیں قمر الحق غلام رشید ارشد محمد رشید مصطفیٰ عثمانی در مرض گرفتار گشتہ ہر چند امید از رب الارباب آنست کہ شفا شود اَمّا لَا یَعلَمُ الغَیبَ اِلّا اللّٰہ است بناءِ برآں روز یکشنبہ ہفدہم شہر شوال ۱۱۶۳ھ سنہ نور چشمی راحت جاں حیدر بخش امام الدین چراغ علی را اطال اللہ تعالیٰ عمرہ و افاض اللہ تعالیٰ بفیض رشیدیہ مرید در سلسلۂ چشتیہ احمدیہ نمودم و اجازت سلسلہ حضرت قادریہ و حضرت چشتیہ و سہروردیہ و مداریہ و قلندریہ کہ فقیر را از حضرت دستگیر قدس سرہ الخطیر و پیر دست گیر را از قطب الاقطاب حضرت شیخ محمد رشید قدس سرہ رسیدہ دادم۔

حضرت شاہ نور الحق کا وصال ضلع سیوان علاقہ سارن موضع لمبھن میں شب ۲۵

شوال ۱۲۲۴ھ میں ہوا، مزار مقدس موضع مذکور میں مرجع خاص و عام ہے۔

(سمات الاخیار: ص ۱۱۹/۱۱۸)

سمات الاخیار کی مذکورہ بالا تحریر بتا رہی ہے کہ سلسلۂ مداریہ کے سوخت ہونے کا واقعہ سرے سے جعلی اور سراسر دروغ بے فروغ ہے۔

سمات الاخیار کے یہ اقتباسات بھی پڑھئے:

۱۔ مذکورہ کتاب میں لکھا ہے کہ "حضرت شیخ محمد ارشد جو حضرت شیخ محمد رشید مصطفیٰ قدس سرہ کے منجھلے بیٹے ہیں اور صاحب سجادہ بھی انہوں نے میزان اور المنطق وغیرہ ملا نورالدین مداری جونپوری سے پڑھیں اور حضور غریب نواز، سلطان المشائخ، شیخ عبدالعزیز جونپوری دہلوی، شیخ بخشی رومی، حضور غوث پاک حضرت شرف الدین یحیٰ منیری مخدوم نور قطب عالم پنڈوہ، حضرت شاہ بدیع الدین مدار مکن پوری رضی اللہ عنہم کی ارواح سے فیض حاصل فرمایا۔ (سمات الاخیار: ص ۷۱/۷۲)

۲۔ "حضرت میر سید سعد اللہ عرف سید مداری سادات پوری آپ موضع سادات پور عرف پسونڈ پرگنہ بارہ ضلع سارن کے رہنے والے تھے آپ حضرت قطب الاقطاب کے مرید تھے آپ کی تکمیل حضرت بدرالحق کے ہاتھوں ہوئی اور خلافت و اجازت انہیں سے پائی۔ (سمات الاخیار: ص ۹۱)

کتاب مذکورہ میں حضرت ملا نورالدین مداری اور حضرت میر سید سعد اللہ عرف سید مداری کا ذکر بھی یہ بتا رہا ہے کہ سلسلۂ مداریہ جاری و ساری ہے، سوخت کہنے والے

بالکل خالی ہیں اور یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ حضرت قطب المدار کا فیض روحانیت وفیضان خلافت ظاہرہ خوب شان وبان کے ساتھ اپنے عروج ومرکز کمال پر ہے۔

حضرت میر سید محمد جعفر پٹنوی کو بھی سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی

آپ کا نام محمد جعفر اور لقب بحر الحقائق ابی الفیض نجم الحق تھا۔ سلسلۂ نسب حضرت امام جعفر صادق تک پہونچتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت سید ابو الحسن ہیں۔ جب آپ کی عمر آٹھ برس ہوئی تو والد گرامی نے وفات پائی۔ دادا نے پرورش کی اور سلسلۂ چشتیہ میں مرید کر کے خلافت کا خرقہ پہنایا جب آپ سن شعور کو پہونچے تو جونپور آ کر حضرت خواجہ رشید عثمانی مداریہ علیہ الرحمہ کے مدرسہ میں مقیم ہو کر تکملۂ علوم کیا، حضرت خواجہ رشید سے سلسلۂ قادریہ میں بھی بیعت ہو گئے چونکہ پہلی بیعت بوجہ صغر سنی یاد نہ تھی اس کے علاوہ دیگر سلاسل مثلاً چشتیہ سہروردیہ فردوسیہ مداریہ میں بھی خلافت واجازت حاصل کی۔ (سمات الاخیار ص ۶۵/۶۶ ۱۳۴۴ھ)

مذکورہ کتاب محمد سعید خلف مؤلف کتاب تحصیل دیوریا۔ اور مولوی محمد طٰہٰ صاحب تحویل دار خانقاہ رشیدی جونپور اور مولوی شاہ وزیر حسن مدرس مدرسہ علیمیہ قصبہ سکندر پور ضلع بلیاں کے یہاں حاصل کی جاسکتی ہے اور اب یہ کتاب مکتبہ جام نور سے چھپ کر منظر عام پر بھی آچکی ہے۔

یہ حوالہ جات بھی ملاحظہ کریں

پروفیسر یحیٰ ابدالی کتاب ''صوفیاء بہار'' میں لکھتے ہیں کہ ''بہار کی خانقاہوں میں درج ذیل سلسلوں کی اجازت رائج ہے

خلوتیہ، رشیدیہ، اویسیہ، مغربیہ اویسیہ، نعمت اللٰہیہ، طیفوریہ، خضرویہ، طاؤسیہ، مداریہ، کبرویہ، قدسیہ وغیرہ۔ (صوفیاء بہار ص ۵۵)

نیز پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب تاریخ مشائخ چشت میں صوفیائے اسلام کے ایک سو تہتر سلسلوں کا ذکر کیا ہے۔ جس میں انہوں نے ''سلسلہ مداریہ'' و ''شاہ مداریہ'' کا بھی ذکر کیا ہے۔

(تاریخ مشائخ چشت جلد پنجم: ص ۱۶۹/۱۶۸)

مذکورہ دونوں اقتباسات بھی بتا رہے ہیں کہ سلسلہ مداریہ کے سوخت ہو جانے کی کہانی بالکل بناوٹی ہے۔ ورنہ مشائخ بہار اپنی خانقاہوں میں سلسلہ مداریہ کی اجازت و خلافت کو رائج نہیں فرماتے اور نہ ہی مورخین اپنی کتابوں میں سلاسل کی فہرست میں سلسلہ مداریہ کو درج فرماتے۔

سہ ماہی انوار مخدوم میں پروفیسر ڈاکٹر وصی محمد اختر صدر شعبہ فارسی بی این کالج پٹنہ یونیورسٹی نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ ''ہندوستان میں صوفیائے کرام کے جو چودہ سلاسل مروج ہیں وہ یہ ہیں چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، نقشبندیہ، شطاریہ، فردوسیہ، ہمدانیہ، مداریہ، نعمت اللٰھیہ، قلندریہ، طاوسیہ، رفاعیہ، منعمیہ، اویسیہ۔

(سہ ماہی انوار مخدوم: ص ۲۴۷)

مذکورہ بالا اقتباس بھی علی الاعلان سلسلۂ مداریہ کے جاری وساری ہونے کی گواہی دے رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ سبع سنابل میں سلسلۂ مداریہ کے سوخت کی کہانی قطعی جعل وفریب پر مبنی ہے۔

قدیم مشائخ گورکھپور کو بھی مداریہ سلسلہ کی اجازت و خلافت حاصل تھی

چنانچہ حضرت صوفی وحیدالحسن نقشبندی اپنی کتاب ''مشائخ گورکھ پور'' میں سرکار قطب المدار کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

''شہر گورکھپور کے مشائخ عظام کی تاریخ حقیقتاً اسی وقت سے متعین ہونا چاہئے جب کہ حضرت بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ گورکھ پور کی سرحد پر تشریف لائے اور مداریہ پہاڑ کی ایک حجرہ نما غار میں چلہ کش ہوئے، مداریہ پہاڑ گورکھپور کی سرحد ہے اور یہاں حضرت مدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا میلہ آج بھی لگتا ہے اور یہ پہاڑی آپ ہی کے نام سے موسوم ہے۔ شہر گورکھپور کے محلہ دھمّال میں حضرت شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کے تشریف لانے کے دو نشانات ملتے ہیں ایک تو لفظ دھمّال جس کا اٹھایا جانا سلسلۂ مداریہ کے ملنگوں کی ٹولی کا ایک شغل ہے اور تقریب بھی، جس کی عملی شکل آج بھی قصبہ مکنپور تحصیل بلہور ضلع کانپور میں دیکھی جاسکتی ہے، یہاں قطب المدار حضرت شاہ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ، کا مزار اقدس ہے۔ مجمع عام میں دھمّال اٹھایا جاتا ہے اور سلسلہ کے ملنگ حضرات اسے

کرتے ہیں ۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ زمانۂ قدیم سے محلہ دھمّال میں حضرت شاہ مدار صاحب کا میلہ لگتا چلا آرہا ہے اور یہ میلہ مدار صاحب کے چاند ہی کے ایام میں لگتا ہے ۔ ''محلہ دھمّال'' اسی وجہ سے محلے کا نام ہے اگر تاریخی اعتبار سے بھی غور کیا جائے تو بھی بات سمجھ میں آتی ہے ۔ شرقی سلطنت کا آخری فرمانروا ابراہیم شرقی تھا جس کا پایۂ تخت جونپور تھا اور گورکھپور شرقی سلطنت میں شامل تھا ۔ ابراہیم شرقی حضرت شاہ بدیع الدین مدار کا مرید خاص تھا ۔ حضرت والا کا وصال ۸۳۸ھ میں ہوا ۔ ابراہیم شرقی مزار اقدس پر حاضر ہوا مزار شریف کا قبہ تعمیر کرایا بعد میں چل بسا ۔ قطب المدار حضرت شاہ بدیع الدین جب اپنے مرید خاص ابراہیم شرقی کے یہاں تشریف لائے تھے ہوسکتا ہے اسی زمانے میں آپ گورکھپور تشریف لائے ہوں، محلہ دھمّال میں قیام پذیر ہوئے ہوں اور اپنے سلسلۂ عالیہ مداریہ کی تبلیغ بھی کی ہو، اس طرح سے آپ کا شہر گورکھپور سے تعلق ثابت ہے ۔ علاوہ اس کے گورکھپور کے قدیم مشائخ عظام کو سلسلۂ عالیہ مداریہ کی بھی اجازت وخلافت حاصل تھی ۔ (مشائخ گورکھپور ۱۷/۱۸)

حضرت سید شاہ محمد مقیم قدس سرہ کو بھی مداریہ سلسلہ حاصل تھا

آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے کتاب ''مشائخ گورکھپور'' کے مؤلف لکھتے ہیں کہ ''منازلِ سلوک در سلسلۂ چشتیہ بہشتیہ قادریہ عالیہ نقشبندیہ طیبہ سہروردیہ اور

مداریہ میں طے کیں اور روشن ضمیر ہو گئے، پیر و مرشد آپ سے بے حد خوش رہتے تھے آخر کار ایک سعد گھڑی آئی، شب چہارم ماہ صفر ۱۱۷۱ھ میں خلافت نامہ در سلاسل اربعہ اور مداریہ آپ کو عطا فرمایا گیا"۔ (مشائخ گورکھپور ۳۶)

حضرت میر ببر علی بھی سلسلۂ مداریہ سے فیضیاب تھے

کتاب مذکور کے مؤلف آپ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

"حضرت سید میر ببر علی شاہ کے جد امجد نوابین اودھ کے عہد حکومت میں اطراف دلی سے گورکھپور تشریف لائے اور یہیں سکونت پذیر ہو گئے، آپ کی ولادت ۱۱/رجب المرجب ۱۲۳۹ھ میں ہوئی، تعلیم و تربیت گھر پر ہوئی، اپنے والد ماجد حضرت حافظ سید ذوالفقار علی شاہ محدث بصیر رحمۃ اللہ علیہ سے خاندان سلاسل اربعہ اور مداریہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔"

(مشائخ گورکھپور ۶۵)

حضرت خواجہ ارشاد حسین چشتی سلسلۂ مداریہ میں بھی بیعت کرتے تھے

کتاب تحفۂ چشتیہ کے مصنف حضرت خواجہ ارشاد حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا

تذکرہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

’’آپ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے بڑے صاحب کمال بزرگ گزرے ہیں۔آپ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کو کافی فروغ حاصل ہوا آپ کے پاس مخلوق خدا کا ہجوم لگا رہتا تھا اور جب کبھی کوئی طالب حق آپ کے پاس آتا اور سلسلۂ طیفوریہ مداریہ میں بیعت ہونا چاہتا تو آپ اس کو طیفوریہ مداریہ ہی میں بیعت فرماتے‘‘۔(تحفۂ چشتیہ)

ناظرین محترم! ذرا آپ بھی ٹھنڈے دل سے سوچیں اور انصاف فرمائیں کہ حضرت خواجہ ارشاد حسین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحبِ فضل وکمال بزرگ تو طالبان حق کو سلسلہ عالیہ مداریہ میں بیعت کریں اور آج ہمارے دور کے بعض حضرات اتنے بڑے عارف شریعت وطریقت کے اس عمل کو ناجائز وگمراہی بتائیں۔بتائیے کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک صیغۂ مجہول کے آگے سر تسلیم خم کرکے آج کے خود ساختہ پیشوایان اہل سنت کتنے بڑے بڑے اولیاء اللہ کی تکذیب وتذلیل کر رہے ہیں۔

میرے بھائیو! کیا یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت خواجہ ارشاد حسین چشتی جیسے صاحب فضل وکمال بزرگ ایک سوخت سلسلہ میں لوگوں کو بیعت کر سکتے تھے؟

حضرت قادر علی شطار شاہ ملنگ مداری سلسلۂ مداریہ کے بلند پایہ بزرگ تھے

صاحب تذکرۃ المتقین آپ کے تعلق سے رقم طراز ہیں کہ ’’آپ اپنے دور غوث تھے اور سلسلۂ عاشقان مدار سے وابستہ تھے رئیس نواب بھوپال آپ سے غایت درجہ عقیدت رکھتا تھا آپ جس جگہ مسند ارشاد پر جلوہ فرما ہوئے اس جگہ کا نام چین پور باڑی ہے آپ کا وصال ۱۲۰۷ھ میں ہوا مزار مبارک شرف آباد میں مرجع خلائق ہے‘‘۔

(تذکرۃ المتقین: ص ۱۴۶)

حضور تاجدار ملنگان عظام شیخ الشیوخ حضرت بابا سید معصوم علی شاہ ملنگ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے صاحب دیانت بزرگوں سے یہ روایت سنی ہے نیز چین پور باڑی کے مخطوطات میں بھی تحریر ہے کہ ’’حضرت شطار شاہ ملنگ اپنے دور کے جید عالم دین اور بلند پایہ فقیہ تھے آپ کی خانقاہ میں آپ کے زیر تربیت درجنوں مفتیان کرام فتویٰ نویسی کا کام بھی انجام دیتے تھے نواب بھوپال کو جب کسی شرعی مسئلہ میں ضرورت درپیش ہوتی تھی تو وہ حضرت شطار شاہ ملنگ کی جانب ہی رجوع کرتا تھا اور جس فتویٰ پر آپ کی تصدیق ہوتی تھی نواب صاحب کے دربار میں وہی فتویٰ قابل عمل سمجھا جاتا تھا فرماتے ہیں کہ عرس قطب المدار کے موقع پر آپ کے ہمراہ ملنگان کرام مفتیان اسلام کی بہت بڑی جماعت حاضر دربار مدار ہوتی تھی۔ آپ کا قافلہ بہت شان وشوکت کے ساتھ چلتا تھا، آپ پالکی میں تشریف فرما ہو کر سفر کرتے تھے۔

سید چراغ علی شاہ ملنگ سلسلہ مداریہ کے عظیم المرتبت بزرگ تھے

یہ عالی وقار بزرگ تیرہویں صدی ہجری کے ہیں آپ سلسلہ عاشقان مدار کے قابل ذکر فقراء میں سرفہرست ہیں سلسلہ ارادت حضرت بابا سید عبد الغفور عرف بابا کپور گوالیری سے ہوتا ہوا سیدنا قاضی مطہر قلہ شیر ماوراء النہری سے جاملتا ہے آپ صاحب کشف کرامات تھے آپ کی خدمات دینیہ کا دائرہ کافی وسیع و عریض ہے آپ کی کاوشوں سے سلسلہ عاشقان مدار کو خوب وسعت حاصل ہوئی آپ کی خانقاہ کے تربیت یافتگان اکناف ہند میں فیض محمدی لٹا رہے ہیں آپ حضور سیدنا شیخ جمال عاشقان مدار کے مرید و خلیفہ تھے مرشد گرامی نے تمام کمالات سے مزین فرما کر مسند ارشاد پر بیٹھا دیا تھا آپ کا آستانہ عالیہ پنہار ضلع گوالیر ایم پی میں مرجع خلائق ہے اہل حاجت حاضر آستانہ ہو کر فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں آپ کی ایک مشہور کرامت جو زبان زد خلائق ہے وہ تحریر ہے۔

حاجی الحرمین سید کرخ علی شاہ مداری

آپ حضرت چراغ علی شاہ ملنگ کے مرید و خلیفہ ہیں آپ حافظ قرآن اور عالم علوم اسلامیہ تھے آپ نے سعادت حج بھی حاصل فرمائی تھی اور تصوف میں مقام بلند حاصل فرمالیا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے مرشد گرامی نے آپ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا

اور پیر کی خانقاہ آپ کے سپرد ہوئی۔آپ موضع رامپور پنہار کے باشندہ تھے نرم گوئی اور خوش گفتاری آپ کا طرۂ امتیاز تھا اطراف ونواح میں آپ کی بزرگی کا چرچا زبان زد خلائق ہے آپ کی کاوشوں سے سلسلہ مداریہ کی خوب اشاعت ہوئی مشائخ کبار کی خصوصی عنایتیں آپ کو خوب حاصل ہوئیں۔

حضرت لکھو شاہ ملنگ

آپ حضرت سید کرخ علی شاہ ملنگ کے مرید وخلیفہ و جانشین ہوئے آپ حضرت سید کرخ علی مداری ملنگ کے خانوادے کے ہی چشم و چراغ تھے اوررام پور کے باشندہ تھے تصوف میں مقامات علیا حاصل فرما کر اپنے مرشد کے منظور نظر بن گئے تھے آپ کا اکثر وقت خدمت خلق میں گزرتا تھا مخلوق کی نفع رسانی کا جذبہ لے کر سیاحی بھی فرمایا کرتے تھے آپ کے تربیت یافتہ فقراء میں ایک سے بڑھ کر ایک درویش ہوئے ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں آپ کے جلیل القدر مرید وخلیفہ حضرت مخدوم خواجہ سید معصوم علی ملنگ مداری بھی ہیں جن کی خدمات دینیہ کا احصار وشمار بہت مشکل کام ہے۔

حضرت مولانا عبدالقدوس جونپوری کو بھی سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی

کتاب ''اصول المقصود'' جو کہ ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۸۲ پر حضرت مولانا شیخ عبدالقدوس جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر ہے کہ

"اجازت وخلافت سلسلۂ قلندریہ چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ وفردوسیہ وطیفوریہ از والد بزرگوار خود داشتند وسلسلۂ مداریہ از حاج الحرمین بڈھن یافتند"

حضرت مولانا عبد الغفور جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلۂ قلندریہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ فردوسیہ طیفوریہ کی اجازت وخلافت اپنے والد معظم سے حاصل ہوئی۔ اور سلسلۂ مداریہ کی خلافت واجازت حضرت حاجی شیخ بڈھن سے حاصل ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی کو بھی سلسلۂ مداریہ میں بیعت لینے کی اجازت حاصل تھی

جیسا کہ کلیات امدادیہ میں فصول مسعودیہ کے حوالے سے تحریر ہے کہ

"و نیز حضرت مجدد را اجازت بیعت طریقۂ چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ کبرویہ مداریہ وقلندریہ از مرشد خود شیخ عبد الاحد وایشاں را از مرشد خود شیخ رکن الدین گنگوہی وایشاں را از عبد القدوس گنگوہی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم"۔ (کلیات امدادیہ بحوالہ فصول مسعودیہ)

یعنی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو سلسلۂ چشتیہ قادریہ سہروردیہ کبرویہ مداریہ اور قلندریہ کی اجازتِ بیعت اپنے مرشد شیخ عبد الاحد سے اور ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین سے اور ان کو اپنے مرشد شیخ عبد القدوس گنگوہی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک حاصل تھی۔

ناظرین پر واضح ہو کہ شجرۂ مداریہ میں حضرت شیخ عبد القدس گنگوہی کے

پیرومرشد شیخ درویش اودھی ہیں اوران کے پیر شیخ بڈھن بہرائچی ہیں اوران کے پیر سید اجمل بہرائچی ہیں اوران کے پیر امام الاولیاء حضور سید بدیع الدین احمد قطب المدار ہیں۔

قارئین کرام بخوبی واقف ہوں گے کی تعصب و ہٹ دھرمی انسان کو راہ ہدایت سے محروم کردیتی ہے اس لئے ہمیں اور آپ کو ہمیشہ اس بری لت سے پرہیز کرنا چاہیئے اور حق وصحیح بات کو تسلیم کرنے میں کسی قسم کی توہین وتحقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بقول شخصے کھوٹا سکہ اگرچہ جنید وشبلی کے بازار کا ہو بہرحال کھوٹا ہے اور کھرا سکہ کیوں نہ ہی خوارج ومعتزلہ کے بازار کا ہو بہرحال کھرا ہے۔ چنانچہ بحوالہ فصول مسعودیہ کلیات امدادیہ کا مذکورہ اقتباس کوئی پہیلی یا چیستاں نہیں ہے جسے سلجھانے کی ضرورت پڑے بلکہ کھلے لفظوں میں تحریر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ کبرویہ قلندریہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ مداریہ کی بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ علاوہ ازیں حضرت عبد القدوس گنگوہی تک شجرہ بھی تحریر ہے اور مختلف شجرات کی روشنی میں فقیر مداری نے شیخ عبد القدوس گنگوہی سے مدار پاک تک کا بھی شجرہ تحریر کردیا ہے جسے آپ کتاب ھذا میں ہی دیکھ سکتے ہیں۔ ہمیں امید قوی ہے کہ اولیاء اللہ کی عقیدت ومحبت کا دم بھرنے والے ناظرین ان براہین قاطعہ کو دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو توہین اولیاء وخاصانِ خدا سے بچائیں گے اور ایک صحیح بات کا اعلان کرکے اپنی قومی ومذہبی ہمدردی کا بھی ثبوت دیں گے۔

بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ دانائے غیوب جناب محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں جملہ سنی مسلمانوں کے درمیان اتفاق واتحاد پیدا فرمائے اور ہم سنیوں کو حق بات تسلیم کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عالم باطن میں مجدد الف ثانیؒ کو مدار پاک نے خرقہ خلافت عطا کیا

چنانچہ حضرت مولانا شاہ مراد سہروردی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی نے خرقہ خلافت نقش بندیہ سلسلہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ سے سہروردیہ سلسلہ میں حضرت مخدوم عبداللہ اور قادریہ سلسلہ میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے حاصل کیا۔ صغر سنی ہی میں آپ سے کرامات کا اظہار ہو گیا تھا جس وقت حضرت شاہ سکندر نے کیتھل سے آکر سلسلہ قادریہ میں خلافت عطا کی تو آپ کو خیال پیدا ہوا کہ مرید تو ہوں خاندان نقشبندیہ کا اور خرقہ مل رہا ہے خاندان قادریہ میں مبادا پیران سلسلہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں۔ اسی وقت ایک حالت طاری ہوئی کیا دیکھتے ہیں کہ حضور غوث پاک خواجہ معین الدین غریب نواز شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی خواجہ بہاء الدین نقشبند شیخ نجم الدین کبریٰ اور شیخ مدار صاحب تشریف فرما ہوئے اور اسی وقت ہر ایک بزرگ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اس روز مراقبہ کی حالت تھی صبح سے لے کر تا وقت ظہر سر جھکائے اور ان بزرگان عظام کی

زیارت ہوتی رہی اور اسی مجلس قدس میں تمام معاملات جانشینی و خلافت طے ہو گئے۔

(سیر الاخیار ۲۷۷)

ناظرین کرام! مذکورہ واقعہ سے ظاہر ہے کہ یہ سارا معاملہ عالم باطن کا ہے کہ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو مذکورہ بالا بزرگوں نے خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا چنانچہ خرقۂ خلافت عطا کرنے والے بزرگوں میں فرد الافراد قطب الاقطاب حضور پرنور سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک بھی ہے ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ یہ سارا معاملہ تو عالم باطن میں ہوا یعنی تمام بزرگوں نے (جس میں سرکار مدار العلمین بھی شامل ہیں) خرقۂ خلافت حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو عالم باطن میں دیا تو بھلا عالم باطن کے خرقۂ خلافت کا کیونکر اعتبار ہوگا اور جب معتبر نہیں تو کسی بھی سلسلے کے اجراء پر اس سے استدلال بھی کچھ سودمند نہیں۔

لہٰذا جواباً عرض ہے کہ عالم باطن میں دیئے گئے خرقۂ خلافت کا اعتبار ہے جبکہ پانے والا ثقہ و عادل ہو کیونکہ صوفیہ کے نزدیک ارواح کا حکم جائز ہے جیسا کہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے حضرت سید شاہ حمزہ عینی مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیاض سے نقل کیا لکھتے ہیں کہ

"معلوم باید کہ خلافت مشائخ کہ دریں ولایت مروج است برہفت نوع است بعضے ازاں مقبول و بعض ازاں مجہول اول اصالۃً دوم اجازۃً سوم اجماعاً چہارم وراثۃً پنجم حکماً ششم تکلفاً ہفتم اویسیاً" یعنی معلوم ہو کہ مشائخ کی خلافت جو

اس ولایت ہندو پاک میں مروج ہے وہ سات قسموں پر ہے بعض مقبول ہیں اور بعض مجہول۔ پہلی قسم اصالۃً اور دوسری اجازۃً تیسری اجماعاً چوتھی وراثۃً پانچویں حکماً چھٹی تکلفاً ساتویں اویسیاً۔

مذکورہ اقسام خلافت کی تعریف کرتے ہوئے وراثۃً والی خلافت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ ''و وراثۃً آنکہ مشائخ ازیں جہاں واگزشت وخلیفہ رابجائے خود نہ گزاشت وارث کہ شایان ایں امر بود برجادۂ اونشست وخود راخلیفہ گرفت ایں نوع رامشائخ منظور نہ داشتہ اند و احیانا آں شیخ او را در باطن امر فرماید روا بود کہ نزد صوفیاء حکم ارواح جائز است'' یعنی اور وراثۃً یہ کہ کوئی شیخ اس جہان سے انتقال کر جائے اور اپنی جگہ خلیفہ نہ چھوڑے کوئی اس بزرگ کا وارث جو کہ اس امر خلافت کا اہل ہو وہ اس کی جگہ بیٹھ جائے اور اپنے آپ کو خلیفہ بنائے اس قسم کو مشائخ نے منظور نہیں کیا اور احیاناً کوئی وقت وہ شیخ اس کو باطن میں حکم فرمادیں تو جائز ہے اس لئے کہ صوفیاء کے نزدیک ارواح کا حکم جائز ہے۔

(نقاء السلافہ فی احکام البیعت والخلافۃ بحوالہ بیاض شاہ حمزہ عینی ۱۷۔۱۹)

چنانچہ اب جب کہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ صوفیاء کے نزدیک ارواح کا حکم جائز ہے یعنی اگر کوئی بزرگ کسی کو عالم باطن میں خلافت واجازت دیں تو وہ صحیح ودرست ہے اور اس سے خلافت واجازت ثابت ہو جائے گی۔ تو پھر اب وہی قاعدہ یہاں پر بھی نافذ ہوگا کہ جب عالم باطن میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو سرکار غریب نواز، سرکار غوث اعظم اور دیگر اولیاء کرام کے ساتھ ساتھ سلطان اولیاء حضور سرکار قطب المدار نے بھی خرقۂ خلافت سے نوازا تو ضرور بالضرور وہ سرکار قطب

المدار کے بھی خلیفہ ہوئے۔ کیونکہ صوفیاء کے نزدیک ارواح کا حکم جائز ہے جیسا کہ فاضل بریلوی نے حضرت حمزہ عینی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض سے اپنی کتاب میں نقل کیا۔ علاوہ ازیں کتاب ''مطلوب الطالبین'' جو حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے حضرت شیخ محمد بلاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اس میں ہے کہ'' وراثۃً خلافت یہ ہے کہ کسی شیخ کی وفات ہوگئی ہو اور اس نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہ کیا ہو تو اس کا وارث جو اس کام کے لائق ہے متوفیٰ شیخ کے سجادے پر بیٹھے اور خلیفہ بنے مشائخ نے اس خلافت کو قبول کیا ہے اور اگر مرحوم شیخ نے وارث کو باطنی طور پر حکم دیا ہے تو جائز ہے کیونکہ صوفیاء کے نزدیک باطنی حکم قابل قبول ہے۔ (مطلوب الطالبین مترجم ۷۶)

علاوہ ازیں جناب مفتی محمد شریف الحق امجدی لکھتے ہیں کہ

''اہل طریقت کے یہاں یہ چیز مسلم ہے کہ اگر کوئی عارف باللہ خواب میں کسی بزرگ سے بیعت کرے تو وہ معتبر ہے''۔

(معارف شارح بخاری درباب اجازات واسانید بقلم مفتی شریف الحق)

حضرت شیخ سید بہاء الدین نقشبندی پر فیضانِ مداریت

چنانچہ آپ کے تعلق سے حضرت علامہ فرید احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ

''حضرت جہاں اور سلاسل میں بیعت فرماتے تھے وہیں پر مداریہ سلسلہ

میں بھی فیض پہونچاتے تھے اور حضرت نے بیان فرمایا کہ ایک بار میں مکن پور حضرت شاہ سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہوا اور مراقبہ کیا تو سرکار قطب المدار نے بہت عنایت فرمائی۔ پھر فرمایا مداریہ نسبت نقشبندیہ نسبت سے بہت مشابہ ہے اور یہ فرمایا کہ جس زمانے میں حضرت شاہ ابن صاحب کے عرس میں چہار اطراف سے فقراء جمع ہوتے تھے مداریہ سلسلہ کے لوگ بہت آتے تھے۔ چنانچہ ایک عرس میں بہت ملنگ آئے ان ملنگوں نے دیکھا کہ کوئی دو سو قدم کے فاصلے پر کچھ فقیر جمع تھے ان میں سے ایک صاحب نے کہا کہ اب یہ ملنگ رسمی رہ گئے ہیں ورنہ پہلے یہ بڑے باکمال ہوتے تھے ان ملنگوں میں سے ایک ملنگ اٹھے جن کی آنکھوں سے نور محمدی ٹپک رہا تھا چال مستانہ کے ساتھ اس جگہ پر پہنچے اور یہ شعر پڑھا کہ

خاکساران جہاں را بحقارت منگر

توچہ دانی کہ دریں راہ سوارے باشد

اور سوارے باشد سوارے باشد سوارے باشد کہتے چلے گئے۔ لوگوں پر اس وقت ان کی نسبت کا بڑا اثر ہوا اور لوگوں نے اپنے اپنے خیال سے توبہ کی''۔

(مدار اعظم صفحہ ۸۶/۱۸۷)

حضرت سید عطا حسین ابو العلائی سلسلۂ مداریہ سے بھی فیضیاب تھے

حضرت سید عطا حسین ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ تیرہویں صدی ہجری کے کامل الفیض بزرگ ہیں، آپ کی پیدائش داناپور صوبہ بہار میں ہوئی۔ آپ حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری کے فیض یافتہ تھے، آپ کے حالات میں تحریر ہے کہ آپ نے داناپور سے کوچ فرما کر گیا کو اپنا مسکن بنالیا تھا اور اسی جگہ ۱۷ ر شوال المکرم ۱۳۱۱ھ میں واصل بحق ہوئے، مزار مقدس محلہ رام ساگر گیا صوبہ بہار میں مرجع خلائق ہے۔

کتاب ''ذکر عطاء'' کے مؤلف حضرت سید شاہ حسین نور اللہ مرقدہ آپ کے حاصل شدہ سلاسل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''جملہ سلاسل چشتیہ سراجیہ فریدیہ (۱) چشتیہ فریدیہ (۲) صوفیہ (۳) قادریہ مجیدیہ و مداریہ حسامیہ جمنیہ و فردوسیہ ناجیہ و قادریہ مجددیہ شطاریہ چشتیہ صابریہ شطاریہ وغیرہ حضرت سید شاہ محمد مقیم سے حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری کو پہونچے اور ان سے حضرت سید شاہ عطا حسین کو''۔

پھر نسبت ثامنہ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ ''اجازت سلاسل حضرت سید محمد پیر قدس سرہ سے سہروردیہ مداریہ چشتیہ سراجیہ سید شاہ عبد الرحیم ماپنوری سے ان کو اپنے نانا سید شاہ عبد اللہ المخاطب حفیظ الدین ویس پوری سے''۔

ناظرین محترم! مذکورہ بالا سطروں کو بہ نظر غائر پڑھیے اور سلسلۂ مداریہ کی آفاقیت کا اندازہ لگائیے۔ یقیناً یہ تمام تاریخی دستاویزات سلسلۂ مداریہ کے فیضان عام پر زندہ جاوید شاہد ہیں جنہیں کسی بھی صورت سے ختم کر پانا امر ممکن نہیں ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبد الغفور نقشبندی سلسلۂ مداریہ میں بھی بیعت فرماتے تھے

عارف شریعت وطریقت حضرت علامہ فرید احمد نقشبندی نے تحریر فرمایا:

"عارف ربانی حضرت مولانا شاہ عبد الغفور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو مداری سلسلہ کی بھی خلافت واجازت حاصل تھی آپ سلسلۂ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ ان تمام سلاسل حقہ میں بیعت فرماتے تھے" (مدار اعظم صفحہ ۸۰/۱۸۱)

حضرت میر عبد الواحد بلگرامی کے پیر و مرشد کو بھی سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی

حضرات باوقار! حضرت میر عبد الواحد بلگرامی کے پیران عظام کو سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت جس طور سے پہونچی ہے اس کی پوری تفصیل قارئین کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں چنانچہ واضح ہو کہ حضرت میر عبد الواحد بلگرامی کو شرف بیعت حضرت سیدنا مخدوم شاہ صفی قدس سرہ سے حاصل ہے اور شرف خلافت واجازت مخدوم

شیخ صفی قدس سرہ کے خلیفۂ خاص حضرت شیخ حسین بن محمد سے حاصل ہے۔

ان دونوں بزرگوں کو سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت اس طور سے پہونچی ہے مولانا امیر اللہ صفی پوری علیہ الرحمہ کے درج ذیل شجرۂ مداریہ سے اس کا اندازہ لگائیے چنانچہ صاحب تذکرۃ المتقین علامہ سید امیر حسن فنصوری مداری قدس سرہ رقم طراز ہیں کہ

"شجرۂ شاہ امیر اللہ صفی پوری معرفت عزیزی مولا بخش ساکن دیوہ بدست آمدہ لہذا درینجا نقل کردہ می آید ھو اللہ الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم الانام شاہ امیر اللہ صفوی قدس اللہ سرہ الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم قطب زمانہ حضرت شاہ حفیظ اللہ قدس سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم شاہ محمدی عرف شاہ غلام پیر قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم شاہ افہام اللہ قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم شاہ عبد اللہ قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم شاہ یونس قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم شاہ زاہد قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم شاہ عبد الرحمن قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم شاہ اکرم قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم شاہ بندگی مبارک قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم شیخ سعد قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم سید بڈھن بہرائچی قدس اللہ سرہ، الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم سید اجمل بہرائچی قدس اللہ سرۂ الھی بحرمت راز ونیاز حضرت مخدوم سید بدیع الدین قطب المدار قدس اللہ سرہ۔

(تذکرۃ المتقین ۱۷۳)

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کو بھی سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی

ناظرین کرام! اب لگے ہاتھوں میر عبدالواحد بلگرامی کا شجرۂ مداریہ بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ مسئلہ مزید واضح ہو کر سامنے آجائے۔

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کا شجرۂ مداریہ قدیمہ

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی مخدوم شیخ حسین بن محمد سکندر آبادی شیخ محمد شاہ مینا لکھنوی شیخ سارنگ راجو قتال سید جلال الدین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیاں جہانگشت مرید وخلیفہ سید بدیع الدین شاہ مدار رضی اللہ عنہ خواجہ بایزید بسطامی خواجہ حبیب عجمی مخدوم خواجہ حسن بصری مخدوم امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مخدوم خواجہ کائنات مفخر موجودات سید المرسلین وخاتم النبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصحابہ وعترتہ

حضرت والا محترم کا یہ شجرۂ مبارکہ مجھے خانقاہ صفی پور شریف کے ایک صاحب فضیلت صاجزادے حضرت علامہ سید فیض حسن صفوی کی معرفت موصول ہوا۔

اس شجرہ کے نیچے بطور حوالہ اصح التواریخ جلد اول ۱۳۴۰ھ ص ۱۰۹ تحریر ہے

نیز اس شجرۂ عالیہ کا موید وہ شجرہ بھی ہے جو ماسبق میں مذکور ہوا نیز حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت تک سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت اور بھی دیگر طرق سے ثابت ہے۔ واضح رہے کہ اس مقام پر حضرت میر صاحب کا شجرۂ مداریہ لکھ کر ان کی ہی

وساطت سے سلسلہ مداریہ کے اجراء پر دلیل فراہم کرنا مقصد نہیں وہ تو ان کی وساطت کے بغیر بھی بالشان جاری وساری ہے۔البتہ اس کو نقل کر کے یہ پیغام دینا ضرور ہمارے مقاصد میں ہے کہ جس ذات اور اس کی کتاب کو انقطاع سلسلہ مداریہ کی بنیاد بنایا گیا ہے وہ ذات خود ہی فیضان سلسلہ مداریہ سے مستفیض ہے۔بلکہ ان کے پیران عظام بھی مستفیض ہیں اور حضرت شیخ سعد جو کہ حضرت میر کے دادا پیر ہیں اور سبع سنابل میں ان بزرگوار پر بھی ایک تہمت یعنی وابستگان مشرب مداریت کی بیعت توڑوانے کے عنوان سے لگائی گئی ہے وہ خود بھی سلسلہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے مالامال ہیں۔

خاندان حضرت میر میں سلسلہ مداریہ کی اجازت وخلافت

تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں تحریر ہے کہ ’’حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی کو ان کے والد حضرت سید شاہ اویس قدس سرہ نے سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ مداریہ میں بیعت لینے کی اجازت مرحمت فرمائی‘‘۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ ص ۳۳۲)

مذکورہ بالا اقتباس پڑھنے کے بعد آپ پر واضح کرتا چلوں کہ سلسلہ مداریہ میں بیعت لینے کی اجازت مرحمت فرمانے والے بزرگ حضرت سید شاہ اویس، حضرت میر عبدالجلیل کے بیٹے اور حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کے سگے پوتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کے پوتے کی نگاہ میں سبع سنابل میں درج سوختن والے واقعے کی کیا حیثیت ہے وہ مذکورہ اقتباس سے بالکل ظاہر ہے۔علاوہ ازیں یہ

کہ سلسلہ عالیہ قدسیہ مداریہ کے متعلق کیا سگے پوتے کو اپنے دادا کا عقیدہ نہیں معلوم تھا؟ یا انہوں نے سبع سنابل کو پڑھا نہیں تھا؟ میں جہاں تک سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت سید شاہ اویس مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی سے زیادہ خیر خواہ اور قدردان حضرت میر تھے کیونکہ بات ان کے سگے دادا کی ہے لیکن سلسلہ مداریہ کی اجازت و خلافت سے خود بھی مالا مال ہیں اور اپنے بیٹے حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی کو اس سلسلے میں بیعت لینے کی بھی اجازت مرحمت فرماتے ہیں۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ پھر پورا مارہرہ مطہرہ جو حضرت میر بلگرامی کا ہی خاندان ہے بالتواتر سلسلہ مداریہ کی اجازت وخلافت لیتا دیتا چلا آرہا ہے اور پورے خانوادے کے کسی بھی بزرگ نے آج تک سلسلہ مداریہ سے متعلق منقطع وغیر جاری کی بات نہ لکھی بلکہ ایک موقع پر حضور سید العلماء قبلہ نے سلسلہ مداریہ سے متعلق انتہائی واضح تحریر مکن پور شریف کے ایک بزرگ عالم دین مولانا ابوالوقار سید کلب علی مداری نور اللہ مرقدہ کے نام بشکل مکتوب روانہ فرمائی جس کی تفصیل اسی کتاب میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

حضرت میر سید لطف اللہ المعروف لدھا شاہ بلگرامی پر فیضان مداریت

بلگرام شریف کی ایک اور مشہور و معروف شخصیت حضرت لدھا شاہ متوفی سنہ ۱۱۳۴ھ کو بھی سلسلہ مداریہ میں اجازت وخلافت حاصل ہوئی چنانچہ النور والبہا فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء کے حوالے سے کتاب دائرہ قادریہ بلگرام شریف کے

مؤلف علامہ ڈاکٹر ساحل سہسرامی نے ان کا شجرۂ مداریہ اس طرح نقل کیا ہے۔

(۱) میر سید لطف اللہ شاہ لدھا بلگرامی (۲) سید احمد ترمذی کالپوی (۳) سید محمد ترمذی کالپوی (۴) شیخ جمال الاولیاء (۵) شیخ قیام الدین (۶) شیخ قطب الدین (۷) سید جلال عبد القادر (۸) سید مبارک (۹) سید اجمل (۱۰) عارف کامل شاہ بدیع الحق والدین مدار مکن پوری قدس سرہ (۱۱) شیخ عبد اللہ شامی (۱۲) عبد الاول (۱۳) شیخ امین الدین (۱۴) مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہم اجمعین (۱۵) سید المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وعلی امتہ وفقہائے ملتہ اجمعین۔

(دائرہ قادریہ بگرام شریف: ص ۲۰۲)

حضرت میر لطف اللہ عرف لدھا شاہ بلگرامی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ولادت سے تقریباً ایک سو پینتیس سال پہلے اس دنیا سے سلسلہ مداریہ کی اجازت و خلافت کیساتھ رخصت ہوئے اور بلگرامی ہونے کے باوجود سلسلہ مداریہ کی اجازت وخلافت ایک عارف وقت سے حاصل کی۔

حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی کو سلسلۂ مداریہ میں بیعت لینے کی بھی اجازت وخلافت حاصل تھی

ملاحظہ ہو کتاب مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۳۲ پر تحریر ہے کہ آپ نے

”علوم باطن وسلوک بھی اپنے والد معظم حضرت سید شاہ اویس قدس سرہ

سے حاصل فرمایا اور والد ماجد نے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرما کر سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ مداریہ میں بیعت لینے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی''

میرے حق شناس بھائیو! آپ کے سامنے ہم اپنے کچھ معروضات عرض کرنے سے پہلے اتنی بات عرض کئے دیتے ہیں کہ مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت میں صاف صاف یہ بات تحریر ہے کہ حضرت سید شاہ اویس قدس سرہ نے عارف اجل حضرت سیدی شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلۂ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ مداریہ میں بیعت لینے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اب الگ سے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلۂ مداریہ میں بھی بیعت لینے کی اجازت حاصل تھی

ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ گفتگو اس موڑ پر ہے جہاں منکرین سلسلۂ مداریہ کی آخری سانس بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر فقیر مداری آواز دیتا ہے ان رہزن نما رہنماؤں کو جو ہر طرف سے تھک ہار کر عوام الناس کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے ہیں کہ سلسلۂ مداریہ کی خلافت و اجازت صرف بطور تبرک بزرگوں میں رائج رہی لیکن اس سلسلہ میں بیعت کی اجازت کسی کو نہیں تھی۔

چنانچہ صلائے عام ہے جواب دیں وہ لوگ جو تبرک والی خود ساختہ بات کو آخری حربے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ خط کشیدہ عبارت کا کہ حضور سیدنا شاہ برکت اللہ علیہ الرحمہ کے والد معظم نے حضور سیدی شاہ برکت اللہ کو ''جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرما کر سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ مداریہ

میں بیعت لینے کی بھی اجازت عطا فرمائی'' جب سلسلۂ عالیہ مداریہ میں بیعت کی اجازت جائز نہیں تھی تو کیونکر حضور سیدنا شاہ برکت اللہ کو سلسلۂ مداریہ میں بھی بیعت لینے کی اجازت ملی؟ کیا حضور سیدی شاہ اویس رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ مداریہ سوخت ہے کی رٹ لگانے والے مولویوں سے بھی کم پڑھے لکھے آدمی تھے؟ آپ کو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ بتائیے کہ کیا اس انکشاف کے بعد منکرین سلسلۂ مداریہ کی جو تصویر آپ کے ذہن پر ابھرے گی وہ رہگزر کے ان ٹھگوں سے کچھ مختلف ہوگی جو آنکھوں میں دھول جھونک کر مسافروں کو لوٹ لیا کرتے ہیں بتائیے کیا خیال ہے؟؟؟

اکابرین بدایوں شریف پر فیضان مداریت

بدایوں شریف کی سرزمین نے عالم اسلام کو علم وحکمت، شریعت وطریقت کے بہت سے گوہر نایاب دیئے ہیں اور عہد بہ عہد یہ سلسلہ جاری وساری رہا ہے جید علماء اکابر فضلاء فلک وقار اولیاء اللہ کے حوالے سے بدایوں شریف پوری دنیائے اسلام میں مشہور ومعروف ہے حضور محبوب الٰہی سلطان المشائخ سیدنا خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی ثم دہلوی اسی سرزمین پر پیدا ہوئے حضرت شاہ ولایت امام الاتقیاء سیدنا شیخ محمد جہندہ اور سلطان الاکابرین سیدنا شاہ منہاج مرید وخلیفہ سیدنا مدار العالمین قدس اللہ اسرارھم کی جلوہ گاہ یہی سرزمین ہے۔

علامہ عبدالقادر بدایونی علامہ عبدالمقتدر بدایونی، علامہ شاہ فضل رسول بدایونی جو

اکابرین کے پیشوا و مقتدیٰ ہیں وہ بھی بدایوں کی زیب و زینت ہیں اور یہ حضرات بھی سلسلہ مداریہ کی اجازت و خلافت سے مالا مال ہیں ان بزرگواروں کا شجرۂ مداریہ اس طور سے نقل ہوا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

الٰہی مصطفی سلطان موجودات کا صدقہ = علی مشکل کشا قبلہ حاجات کا صدقہ

امین الدین و عبدالاول ذی جاہ کا صدقہ = امام اولیائے شام عبداللہ کا صدقہ

بحق حضرت قطب المدار و شیخ با تمکیں = مدار اولیاء و اتقیاء سید بدیع الدین

عطا کر نور عرفاں نور ایماں ہر مسلماں کو = منور رکھ سدا نور مبیں سے بزم امکاں کو

وسیلہ سید اجمل واسطہ سید مبارک کا = جلال عبد قادر سے دل اہل صفا چمکا

بحق شیخ قطب الدین با نوار قیام الدیں = عطا کر ہم غریبوں بیکسوں کی روح کو تسکیں

جمال اولیاء کے چہرۂ پر نور کا صدقہ = دکھا جلوہ ہمیں سید محمد سید احمد کا

وسیلہ شاہ فضل اللہ کے فضل فراواں کا = تصدق صاحب البرکات کی برکات و عرفاں کا

پئے آل محمد اور برائے سید حمزہ = دکھا اہل محبت کو رسول اللہ کا روضہ

بحق آل احمد شمس دیں اچھے میاں یارب = بدیع الدین والملت کا شیدائی بنا یارب

الٰہی عین حق عبدالمجید پاک کا صدقہ = شہ فضل رسول صاحب لولاک کا صدقہ

بحق مظہر حق شاہ عبدالقادر رحمانی = دکھا یارب رسول پاک کا دربار نورانی

ہمیں اسلام کی الفت ہمیں ایمان کامل دے = ہو جس دل میں ولائے اولیاء اللہ وہ دل دے

شہید ملت حق عبد ماجد کے تصدق سے = مداری قادری چشتی مشائخ کی محبت دے

شہ عبدالقدیر با صفا کا فیض جاری رکھ = جہان فقر میں قائم الٰہی دینداری رکھ

مسلمانوں کو ذوق معرفت یارب عطا فرما = شریعت پہ طریقت پہ ہر اک مسلم کو رکھ شیدا

رہے جنت بکف قطب المدار پاک کا شجرہ = پھلے پھولے مدار سید لولاک کا شجرہ

رہے نام اولیاء اللہ کا روشن زمانے میں = خدا والوں کی دیکھی شاہ دنیا آستانہ میں

ضیاء سوئے مدینہ کاش پھر یارب روانہ ہو = سر شوریدہ وقف سنگِ بابِ آستانہ ہو

مرتب کردہ :- علامہ ضیاء القادری نور اللہ مرقدہ

ماہنامہ آستانہ دہلی: ص ۱۸، ماہ اگست ۱۹۵۵ء

شاہ امین احمد ثبات فردوسی اور شاہ امیر الدین فردوسی کو بھی سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی

جیسا کہ تحریر ہے ''حضرت سید شاہ امین احمد ثبات فردوسی ۲۳/ ۲۲ رجب ۱۲۴۸ھ میں بہار شریف میں پیدا ہوئے، آپ کا مقام ولادت وہ کوٹھری ہے جو حضرت مخدوم جہاں کے حجرہ سے بالکل متصل ہے، آپ کو امیر الملۃ والدین سید شاہ امیر الدین فردوسی سے درج ذیل سلاسل میں اجازت بواسطہ پیر جندھا ملی تھی۔

فردوسیہ رکنیہ، فردوسیہ رکنیہ بوڑھن شاہی شطاریہ رکنیہ، قادریہ جلالیہ رکنیہ، سہروردیہ جلالیہ رکنیہ، مداریہ حسامیہ رکنیہ، نقشبندیہ ابو العلائیہ بواسطہ خواجہ ابو الحسن عظیم آبادی''۔ (سہ ماہی انوار مخدوم ص ۱۷۴)

مذکورہ بالا تحریر بھی سلسلہ مداریہ کے جاری وساری ہونے کا ببانگ دہل اعلان کررہی ہے۔

نیز یہ بات بھی ذہن نشین رکھی جائے کہ خود حضرت شیخ سید شاہ امین فردوسی رحمۃ

اللہ علیہ نے اپنی دوسری مثنوی ''سلسلۃ الآلی میں اپنے حاصل شدہ جن سلاسل کا ذکر کیا ہے وہ اس طور سے ہیں ''شجرۂ فردوسیہ شطاریہ، شجرۂ سلک نقش بندیہ، شجرۂ پیران سلک نقشبندیہ، شجرۂ سہروردیہ بنوع دیگر شجرۂ سلسلہ پیران سلک خلوتیہ، شجرۂ سلسلہ پیران سلک قادریہ، شجرۂ پیران سلک قدسیہ، شجرۂ نقشبندیہ، شجرۂ قادریہ، شجرۂ پیران سلک زاہدیہ، شجرۂ پیران سلک مداریہ، شجرۂ نقشبندیہ مع القادریہ۔ (انوار مخدوم ص ۲۰۶)

صاحب تذکرۃ المتقین نے بھی سلسلۃ اللآ لی میں درج سلسلہ مداریہ کو من وعن نقل فرمایا ہے اس جگہ ہم اسے افادۂ عام کے لئے نقل کررہے ہیں تاکہ حق پسند قارئین پر بالکل واضح ہو جائے کہ سلسلہ مداریہ کو غیر جاری وسوخت بتانے والے ہرگز ہرگز برحق نہیں۔ شجرہ ملاحظہ ہو۔

باآں فرمانروائے قاب قوسین	محمد دوست دار قرۃ العین
بہ ممدوح خدا صدیق اکبر	بزرگ از جملہ یاران پیمبر
بہ بوالخیر آنکہ شاہ صادقین است	علمبردار ختم المرسلین ست
بہ قطب دو جہاں طیفور شامی	لبش را مایۂ یحیٰ العظامی
بعالی بارگاہ ذات اقدس	ربیع آں ساکن بیت المقدس
بعبد اللہ مکی کاندر آئیں	گدایانش چوں شاہان وسلاطین
بہ پیر سجدہ گاہ اہل عرفاں	بدیع الدین مدار اہل ایماں
بہ آں شاہ حسام الدین پر از نور	کہ در عالم فتاد از رفعتش شور
بہ آں از لوث دنیا پاکدامن	شہ فردوس مسکن شاہ قاضن
بہ شیخی بادۂ توحید و دردست	شہ بوالفتح دوران پیر سرمست

بہ آں حاجی حمید آں صاحب دل	سپہر معرفت را بدر کامل
بہ سر انداز غوث سالک راہ	شہ عبد السلام آں شاہ ذی جاہ
بہ آں سید نصیر الدین کہ عالم	از و جویند نصرت جملہ باہم
باآں سید تقی کنز اتقابش	خلایق جملہ مشغول نیایش
بوقت پاک صاحب حالت وقال	نظام الدین بزرگ کامل الحال
باآں ہادی کش اہل اللہ دانند	بنامش خلق اہل اللہ خوانند
بشیخ وقت سلطان حقیقت	محمد جعفر آں پیر طریقت
بہ خوش خلقے کہ در لفظ مسمیٰ	خلیل الدین خلیل اللہ بمعنیٰ
بہ منعم کو ز فضل منعم پاک	نعمہائے فراواں کردہ ادراک
بہ محبوبے کہ چشم جان بروئش	حسن شد باعلی نام نکوئش
بشیخ دین کہ در عالم ولی شد	معروف حضرت یحییٰ علی شد
باآں اشرف علی فردوس مسکن	کہ اشفاق وکرم را بود مخزن
بہ پیر من جمال آں نور سیما	کہ آمد در کمال فقر یکتا

(تذکرۃ المتقین: ۱۶۱/۱۶۰)

حضرت مولانا عبد الرحمن خان نقشبندی سلسلہ مداریہ میں بھی مجاز تھے

خطیب اہلسنت حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی نقشبندی اپنی کتاب مشائخ نقشبندیہ میں حضرت علامہ عبد الرحمن شاہجہاں پوری کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں

کہ "(حضرت غلام علی شاہ دہلوی نے) آپ کو کلاہ وشال وخرقہ عطا فرما کر خاندان نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت عطا فرمائی اور ساتھ ہی سلاسل قادریہ چشتیہ وسہروردیہ ومداریہ وغیرہ کی بھی اجازت وخلافت مرحمت فرمادی"۔ (مشائخ نقشبندیہ: ص ۴۷)

خانقاہ قادریہ امجھر شریف بہار میں سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت

حامل مقام فردانیت قطب الاقطاب شہزادۂ غوث الوریٰ سیدنا وشیخنا الشاہ سید محمد قادری الحسنی الحسینی بغدادی ثم امجھری عرف سیدنا پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ متولد سنہ ۸۱۰ھ متوفی سنہ ۹۴۰ھ کی بلند وبالا شخصیت کسی بھی اعتبار سے محتاج تعارف نہیں ہے طریقت وتصوف میں رتبہ بلند ودرجہ ارجمند کے حامل بزرگ ہیں آپ نسباً ومشرباً دونوں اعتبار سے قادری ہیں آپ خانوادۂ غوث الوریٰ کے وہ پہلے بزرگ ہیں جو مشرب قادریت کی باضابطہ تبلیغ واشاعت کیلئے ہندوستان بھیجے گئے ہرچندکہ آپ سے قبل بھی خانوادۂ غوثیت مآب کے بزرگ سلسلۂ قادریہ کی اجازت وخلافت کے ساتھ وارد ہندوستان ہو چکے تھے تاہم وہ سب سلسلۂ چشتیہ کے توسط سے دین متین کی خدمت میں مصروف تھے اور سلسلۂ عالیہ مقدسہ چشتیہ کے اصول مشربی پر عمل پیرا ہو کر خدمت دین متین فرمارہے تھے۔

لیکن حضرت سیدنا شیخ محمد عرف سیدنا پاک امجھری قدس سرہ کی آمد کے بعد باقاعدہ طور پر سلسلۂ قادریہ کی ترویج واشاعت کا سلسلہ شروع ہوا آپ ۸۴۷ سنہ ھ میں

ہندوستان بھیجے گئے آپ کے والد بزرگوار شہزادۂ غوث الوریٰ سیدنا سید شمس الدین درویش محمد قادری سجادہ نشین آستانہ غوث اعظم بغداد شریف نے جب آپ کو ہندوستان جانے کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا ابا حضور میں بخوشی ہندوستان سفر کرتا ہوں لیکن ہماری ایک شرط آپ کو منظور فرمانی ہوگی اور وہ یہ ہے کہ اگر میں یہاں رہتا تو آستانہ عالیہ کی سجادگی میرا مقدر بنتی اور حضور غوثیت پناہ کے زیر ولایت رہتا چنانچہ وہاں پہنچ کر بھی میں سرکار سیدنا غوث پاک قدس سرہ کے ہی زیر ولایت رہنا چاہتا ہوں آپ کے والد بزرگوار نے فرمایا بیٹا جاؤ تم سرکار غوثیت پناہ کے ہی زیر ولایت رہو گے۔ سبحان اللہ۔

چنانچہ آپ ۷۸۴ھ میں مختلف دیار وامصار سے گذرتے ہوئے امجھر شریف تشریف لائے یہ وہ زمانہ تھا کہ جب سرکار غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے سگے بھانجے اور حضور سیدنا مدار اعظم قدس سرہ کے مرید وخلیفہ سرزمین ہیلسہ ضلع نالندہ بہار کو دعوت دین اور تبلیغ اسلام کا مرکز بنا چکے تھے اور سلسلۂ عالیہ مقدسہ مداریہ کے فیوض و برکات سے ایک عالم کو مستفیض فرما رہے تھے چنانچہ جب سیدنا پاک امجھری امجھر فروکش ہوئے تو خلیفہ مدار العالمین قطب الاقطاب سیدنا سید جمال الدین جان من جنتی مداری قدس سرہ ہیلسہ سے بنفس نفیس امجھر شریف تشریف لائے۔ اور سرکار امجھر سیدنا محمد قادری بغدادی قدس سرہ کو ہندوستان آنے پر خراج تحسین پیش فرماتے ہوئے سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے بھی مالامال فرمایا اور ان پر خصوصی الطاف وعنایات کی بارش فرمائی۔ مشائخ امجھر شریف کی ایک شاخ میاں محلہ پرانا شہر داؤدنگر ضلع

اورنگ آباد بہار میں امجھر سے پندرہ کلو میٹر کی دوری پر آباد ہے جو سرکار امجھر کی ہی آل اولاد ہیں انہیں میں سے حضرت سیدنا شاہ سید محمد امین قادری داؤ دنگری متولد ۱۲۴۹ھ متوفی ۱۳۰۰ھ اپنے دور کے ایک کامل الفیض بزرگ گزرے ہیں ان کے ایک قلمی نوشتے ہیں سرکار امجھر سیدنا محمد قادری بغدادی قدس سرہ کا شجرۂ خلافت و اجازت جو سرکار سلسلہ کی معرفت آپ کو حاصل ہوا وہ اس طور سے درج ہے۔

سرکار امجھر کا شجرۂ مداریہ

خواجہ بدیع الدین زندہ شاہ مدار طیفوری سے

سید شاہ جان من جنتی عرف جمن جتی مداری طیفوری — کو

ان سے

قطب الاقطاب فرد الافراد سید محمد قادری مداری طیفوری بغدادی ثم امجھری — کو

ان سے

سید معین الحق والدین قادری امجھری خلف اکبر سیدنا پاک — کو

ان سے

سید مظفر قادری — کو

ان سے

سید عبد الرزاق قادری — کو

ان سے

سید ابوالمعالی عرف شاہ بھیک قادری
کو

ان سے

سید عبدالرشید قادری قدم رسول پاک
کو

ان سے

سید غلام رسول قادری
کو

ان سے

سید اطیب اللہ قادری
کو

ان سے

سید غلام عبدالرشید عرف جمی قادری
کو

ان سے

سید عبدالجلیل افخر قادری
کو

ان سے

سید جلال الدین احمد قادری
کو

ان سے

سید شرف الدین احمد قادری
کو

ان سے

سید عبدالرزاق قادری
کو

ان سے

سید جلال الدین قادری عرف دھنو بابو
کو

ان سے

مجھ فقیر سید شرف الدین عرف نیر قادری مداری طیفوری کو

محولہ مخطوطہ کا عکس راقم السطور قیصر مداری کو کرم فرما علامہ مفتی سید ریحان احمد قادری امجھری کے توسط سے حاصل ہوا اور انہوں نے غازیؔ دوراں حضرت سید شاہ اعجاز احمد قادری صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ رزاقیہ داؤدنگر کے ذخیرۂ کتب سے حاصل فرمایا۔

حضور نیر قادریت شاہ سید شرف الدین عرف نیر میاں قادری مداری طیفوری نے میری التماس پر سرکار سیدنا محمد قادری بغدادی امجھری عرف سیدنا پاک اور مشائخ امجھر شریف کا اور اپنا شجرۂ مداریہ مفتی سید محمد ریحان قادری کو لکھوا کر مجھے عنایت فرمایا اس عظیم نعمت کی فراہمی میں عالم حق بیان حضرت علامہ سید سیف الدین اصدق چشتی قادری کا تعاون بنیادی حیثیت رکھتا ہے میں ان تمام بزرگوں کا مشکور و ممنون ہوں۔

واضح رہے کہ سرکار امجھر سیدنا محمد قادری بغدادی قدس سرہ پرفیضان مداریت کی تائید و توثیق حضرت سید شاہ ابوالفیض محمد فضل الحق قادری امجھری کی تالیف ''سید الہند اور آپ کا تبلیغی مشن'' بنام تاریخی تذکرۃ الولی کی درج ذیل سطروں سے بھی ہوتی ہے جسے انہوں نے ملفوظات شاہ منظر علی قادری کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

''اس مقام پر یہ بھی عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہار اور اس کے علاوہ دیگر صوبہ جات کے بزرگان

سلاسل سے بھی گہرے تعلقات تھے جن میں کہ بعض سے آپ نے ان کے مخصوص سلسلے کی بھی اجازتیں لیں مثلاً سلسلہ مداریہ، سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ چشتیہ وغیرہ"

(سیدالہند اور آپ کا اسلامی مشن ناشر مکتبہ رضائے سیدنا دارالفیض خانقاہ امجھر شریف اورنگ آباد بہار سن طباعت ۱۹۹۸ء صفحہ نمبر ۱۱۵)

مؤلف موصوف اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۸ پر مزید رقم طراز ہیں کہ

"حضرت سیدنا محمد قادری البغدادی ثم الامجھری رضی اللہ عنہ نے سلسلہ مداریہ کی خلافت و اجازت حضرت سید جمال الدین جان من جنتی ہلسوی مداری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی۔ انہوں نے حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ سے"۔

مذکورہ بالا شجرۂ مداریہ سے متعلق کوئی طول وطویل تبصرہ نہ کرتے ہوئے فقط اس قدر عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کی پیدائش سے مکمل ایک صدی پیشتر پیدا ہونے والے بزرگ فرد الافراد شہزادۂ غوث اعظم سیدنا سید محمد قادری بغدادی امجھری نویں صدی ہجری میں سبع سنابل لکھے جانے سے ایک سو بائیس سال قبل سلسلہ مداریہ کی اجازت وخلافت راست خلیفہ قطب المدار سے حاصل فرما رہے ہیں اور دسویں صدی ہجری میں حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کے وصال سے ستہتر ۷۷ سال پہلے شجرۂ مداریہ کے ساتھ دارفانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرما رہے ہیں ناظرین! ہمیں امید ہے کہ اس وضاحت کے بعد اگر عظمت اولیا اللہ کا تھوڑا سا بھی جذبہ آپ کے اندر موجود ہوگا تو یقیناً آپ ہر مصلحت و منفعت پرستی اور ضد و ہٹ دھرمی سے باز آکر بزرگوں کی

موافقت میں سلسلہ مداریہ کی عظمتوں پر فدا ہو جائیں گے اور وکونوا مع الصادقین پر عمل کرتے ہوئے سلسلہ مداریہ کے جاری و ساری ہونے کا دم بھریں گے اور خود بھی اس کے فیوض و برکات سے مالا مال ہونے کی کوشش فرمائیں گے اور سبع سنابل کی جھوٹی کہانی کی قلعی کھولنے والے اس شجرہ کے پیش نظر سبع سنابل کی اس جھوٹی کہانی کا علی الاعلان بائکاٹ کریں گے۔

کتاب صوفی صفت صحابہ کے مصنف کا بیان

مذکورہ کتاب کے مصنف حضرت صوفی سید محی الدین قادری ہادی نے اپنی مذکورہ کتاب میں جہاں تصوف کے بقیہ سلاسل کا ذکر کیا ہے وہیں پر سلسلہ مداریہ کا بھی ذکر کیا ہے اور حضور مدار پاک قدس سرہ کو بانی سلسلہ مداریہ تحریر فرمایا ہے مصنف کی طرز تحریر سے پتہ چل رہا ہے کہ سلسلہ مداریہ ان کی نگاہ میں تصوف کا عظیم ترین سلسلہ ہے اور اس کے فیوض و برکات سے ایک عالم مستفیض ہوا ہے۔

(صوفی صفت صحابہ ص ۴۷/۴۹/۱۰۳/۱۱۱)

نسبت مداریہ سے متعلق حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی کا بیان

کتاب افضال رحمانی میں تحریر ہے کہ "ایک بار گنج مرادآباد کے متعلق مولانا بابا نے فرمایا کہ اس مقام کو آباد ہوئے تین سو برس ہوئے ہیں اور یہاں پر کئی

ایک بانسبت بزرگ بھی ہیں لیکن جو نسبت گوہر شہید علیہ الرحمہ کی ہے وہ کسی کی نہیں پھر فرمایا کہ اگر چہ سید سالار غازی علیہ الرحمہ یہاں آئے اور لڑے گو بڑے بزرگ ہیں لیکن شاہ بدیع الدین صاحب قطب المدار مکن پور نسبت میں فائق ہیں۔

(افضال رحمانی: ص ۱۱۲)

نیز حضور والا کا ایک اور بیان اسی کتاب کے ص ۴۵ پر اس طور سے درج ہے کہ

''دوسرا نکتہ اس ضمن میں یہ بھی یاد رکھیئے کہ علاوہ سلسلہ روحانی کے ہمارے مولانا بابا علیہ الرحمہ کا نسبی طور پہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ قادریہ اربع سلاسل سے خونی رشتہ ہے علاوہ ازیں مولانا بابا علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو طریق چشتیہ اپنے والد سے پہونچا اور حضرت مرشد علیہ الرحمہ سے چشتیہ قادریہ نقشبندیہ پہونچا بلکہ ہم کو سلسلہ مداریہ بھی حضرت مرشد علیہ الرحمہ سے پہونچا ہے فالحمد للہ کہ فضل رحمن کی سب جگہ کارفرمائی ہے۔ (افضال رحمانی ص ۴۵)

حضرات قارئین اپنے وقت کے زبردست عالم دین اور مستند شخصیت کے مسند نشین حضرت قبلہ مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ نے بہت صاف صاف لفظوں میں سلسلہ مداریہ کی عظمت بیان فرمادی اور سلسلہ عالیہ مداریہ کے تئیں جو گوہر فشانی فرمائی ہے اس سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ ان بزرگوں کے ذہن میں سوخت و منقطع کے حوالے سے کوئی نقطہ نہیں تھا یہ سب بعد کے ڈرامے ہیں جو ایسے ایسے اہل اللہ کی دیانت داری اور ان کی عظمت و بزرگی پر کاری ضرب لگا رہے ہیں۔

حضور سیدنا سید سالار مسعود غازی قدس سرہ کا شجرۂ مداریہ

''کتاب کنز السلال فی مجمع الافاضل'' کے مصنف حضور سیدنا شیخ سید علاؤ الدین المسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مذکورہ کتاب کے اندر سرکار غازی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرۂ مداریہ اس طور سے درج فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وخلیفتہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم وخلیفتہ

حضرت عبد اللہ علم بردار وخلیفتہ

حضرت عین الدین شامی وخلیفتہ

حضرت شیخ طیفور شامی وخلیفتہ

حضرت سید بدیع الدین الحلبی قطب المدار وخلیفتہ

حضرت سید سالار مسعود غازی قدس اللہ اسرارہم

(کنز السلاسل: ص ۱۹)

ناظرین کرام! آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ شہزادۂ مولیٰ علی سیدنا سید سالار مسعود غازی قدس سرہ کی شخصیت پورے عالم میں ایک ایسے روشن وتابناک مینار کی حیثیت رکھتی ہے جو اپنی مثال فقط آپ ہے آپ کی خدمات جلیلہ سے پورے عالم اسلامی کی گردنیں زیر بار ہیں ولایت و بزرگی میں بھی آپ کو ایسے اعلیٰ وافضل واکمل مقامات حاصل ہیں کہ ان کا ادراک بڑے بڑے اہل اللہ کی پہونچ سے باہر ہے اکابرین و

سلاطین سب ہی آپ کے دربار میں فیضیاب ہونے کے لئے قطار در قطار حاضر ہوئے ہیں ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے ایک مشہور روایت کے مطابق ہر تیس منٹ کے بعد آپ کے آستانے پر سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور وہاں پر جو دعاء ہوتی ہے اس پر آمین کہتے ہیں سبحان اللہ سرکار غازی پاک کے دربار میں پہونچنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ واقعتہً آپ کی ذات والا صفات فضائل وکمالات کا سنگم ہے جو لوگ سلسلہ مداریہ کے اجراء کے حوالے سے گمراہ ہو چکے ہیں انہیں سرکار غازی پاک کا مذکورہ بالا شجرۂ مداریہ دیکھ کر اپنے سابقہ موقف سے توبہ کرنے کی ضرورت ہے ورنہ ارواح اولیاء اللہ کی جانب سے اصرار انکار پر عتاب وعذاب کے شکار ہو جانے کے قوی امکانات ہیں کیونکہ یہ تحقیق شدہ بات ہے کہ جن جن لوگوں نے سلسلہ مداریہ سے سوئے ظن رکھ کر اس کی مخالفت کی آج ان کا حال انتہائی ناگفتہ بہ ہو چکا ہے اور ان کے اسلام وایمان کے بھی لالے پڑے ہوئے ہیں۔ تجربہ ہے کہ مداریت سے جس کا بھی تصادم ہوا اس کا بہت برا حال ہوا اور آج تک وہ اسی حال بد میں مبتلا ہے۔

حضرت سکندر دیوانہ کا شجرۂ مداریہ

حضرت شیخ علاؤ الدین مسعودی رحمۃ اللہ علیہ کہ جنہیں خانقاہ غازیہ مسعودیہ کی سجادہ نشینی کا بھی شرف حاصل ہوا ہے اور کئی بزرگوں کے سجادہ کے وارث ہوئے ہیں اور کتاب کنز السلاسل کو حضرت سیدنا وارث پاک عالم پناہ سرکار دیوی شریف اور حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کی فرمائش پر تحریر فرمایا ہے اس کے اندر

سرکار غازی پاک کے علاوہ آپ کے بھانجے حضرت سکندر دیوانہ کا بھی شجرۂ مداریہ تحریر فرمایا ہے بلفظہٖ تحریر کرتا ہوں ملاحظہ ہو:

حضور رحمت للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم	وخلیفتہٗ
حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم	وخلیفتہٗ
حضرت حسن بصری	وخلیفتہٗ
حضرت حبیب عجمی	وخلیفتہٗ
حضرت بایزید بسطامی	وخلیفتہٗ
حضرت سید بدیع الدین قطب المدار	وخلیفتہٗ
حضرت سید سکندر دیوانہ غازی المعروف بابا برھنہ	

(کنز السلاسل: ص ۲۰)

حضرات ناظرین سرکار غازی میاں قدس سرہ اور سرکار سکندر دیوانہ عرف بابا برہنہ قدس سرہ کا تعلق پانچویں صدی ہجری سے ہے ان بزرگوں نے سبع سنابل کی تالیف سے مکمل پانچ صدی پیشتر حضور مدار پاک قدس سرہ سے بلاواسطہ اجازت وخلافت حاصل فرمائی اور فیضان مداریت کو عام وتام کیا اس مقام پر منکرین سلسلۂ مداریہ کے لئے میں اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ

چمک رہا ہے زمانے میں آفتاب حلب

عدو سلسلہ اندھا دکھائی دیتا ہے

حضرت سید اسلم غازی کا شجرۂ مداریہ

بزرگان دین اولیائے کاملین کی فہرست میں حضرات پانچوں پیر کا نام بہت اہمیت وشہرت کا حامل ہے کئی مقامات پر ان کی چلہ گاہ ہیں آج بھی موجود ہیں جہاں سے خلق خدا فیضیاب ہوتی ہے پانچویں پیر میں حضرت سید اسلم غازی بھی ہیں آپ بھی سرکار غازی پاک کے رفقاء میں اور مدار پاک کے خلفاء میں ہیں ذیل میں آپ کا شجرۂ مداریہ تحریر کیا جارہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضور امام النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم — وخلیفتہ

حضرت علی ابن ابی طالب — وخلیفتہ

حضرت حسن بصری — وخلیفتہ

حضرت حبیب عجمی — وخلیفتہ

حضرت بایزید بسطامی — وخلیفتہ

حضرت سید بدیع الدین المکن فوری — وخلیفتہ

حضرت سید اسلم غازی قدس اللہ اسرارہم

(کنز السلاسل: ص ۲۱)

واضح رہے کہ صاحب کتاب نے شجرۂ مداریہ مسعودیہ سکندریہ اسلمیہ کو اور نیچے تک لکھا ہے لیکن میں نے طوالت کے پیش نظر خاص انہیں بزرگ تک ہی قلم بند کیا ہے جنہیں بالاستیعاب دیکھنا ہو وہ اصل کتاب کنز السلاسل کی طرف رجوع فرمائیں۔

شجرۂ مداریہ رفاعیہ

صلی اللہ علی النبی الامی و آلہ و اصحابہ وسلم وعلیٰ

سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا السید عبد اللہ علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا الشیخ یمین الدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا الشیخ عین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا الشیخ بایزید بسطامی طیفور شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا الشیخ بدیع الدین شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا الشیخ جمن جنتی بہاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا الشیخ شاہ سدھن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا الشیخ بندگی سید صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا الشیخ تاج برہنہ ادموری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا السید خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا السید عبد الرحمن مختار اللہ الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا السید ابو المحامد الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا السید قاسم بحر العلوم الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا السید حسین الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلیٰ

سیدنا السید عبد اللہ الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید علی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید صالح آفندی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید محمد الامین الحسینی الاحمدی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید عبد الرحیم محبوب اللہ الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید یوسف سیف اللہ الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید علی مستان برہان اللہ الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید محی الدین عبد الرحیم عزت اللہ الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید محمد حسین شمس الدین الھمد انی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید علی مستان نور اللہ الھمد انی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید امین الدین ارحام الدین الھمد انی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید فیاض الدین سراج الدین الھمد انی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید محمد حسین برھان الدین الھمد انی الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعلیٰ
سیدنا السید محی الدین سلیم اللہ شاہ الھمد انی الرفاعی مدفیضہ

(الشجرۃ الرفاعیہ: ۷ / ۳۰۶ مؤلف مولانا غلام علی ہمدم القادری مصباحی)

ناظرین محترم! آپ غور فکر کر کے بتائیں کہ بزرگان دین کی اس سے بڑھ کر توہین وگستاخی کی اور بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے کہ یہ تمام بزرگان دین تو اپنے اپنے شجرات مداریہ کے ذریعہ اجرائے سلسلہ مداریہ کا اعلان کر رہے ہیں اور آج وہ چند لوگ جن کو انہیں نفوس قدسیہ کے طفیل دین واسلام ملا وہ تمام دینی ومذہبی حدوں سے باہر ہو کر یہ

اعلان کریں کہ سلسلۂ مداریہ تو جاری ہی نہیں بلکہ یہ سلسلہ سوخت ہو چکا ہے اور اس سلسلہ میں بیعت ہونا سراسر گمراہی ہے۔ ہے کوئی حق وانصاف کا خوگر جو منکرین سلسلۂ مداریہ کے دامنوں کو پکڑ کر یہ سوال کرے کہ یہ حضور سیدنا نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ومرشد حضور سیدنا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بے پڑھے لکھے انسان تھے جنہوں نے حضرت خواجہ تاج برہنہ رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ مداریہ حاصل کیا تھا؟ جو باریکی آج سلسلۂ مداریہ کو سوخت کہنے والے بعض مولوی حضرات جانتے ہیں اس باریکی سے شہنشاہ ولایت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ناواقف تھے؟ کہ جنہوں نے مداریہ سلسلہ حاصل کرلیا تھا۔ عوام اہل سنت سوال کرے ان بعض فتنہ پرور مولویوں سے کہ جناب! اگر سلسلۂ مداریہ میں بیعت ہونا غیر درست وگمراہی تھی تو پھر حضرت علاء الدین صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟

ایک دوسرے طریقے سے بزرگان رفاعیہ کا شجرۂ مداریہ

الشجرة الطیفوریة الشامیة المداریة الرفاعیة

قد وصلت فیوض الرب المتعال الی السیدی المکرم صلی اللہ علیہ وسلم عنہ

الی الامام علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ عنہ

الی الشیخ عبداللہ مکی علمدار رضی اللہ عنہ عنہ

الی الشیخ یمین الدین الشامی رضی اللہ عنہ عنہ

الی الشیخ طیفور شامی رضی اللہ عنہ
عنہ
الی الشیخ بدیع الدین شاہ مدار قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی الشیخ میراں جان من جنتی قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی الشیخ میراں احمد پائین قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی الشیخ سید حیدر قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی الشیخ اسد اللہ قدس سرہٗ
عنہ
الی السید حسین الشریف الحسینی الرفاعی قدس اللہ سرہ
عنہ
الی السید عبد اللہ قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی السید علی قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی السید صالح آفندی قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی السید محمد الامین الاحمدی الحسینی الرفاعی قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی السید عبد الرحیم محبوب اللہ الرفاعی قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی السید یوسف الرفاعی قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی السید علی مستان برہان اللہ الرفاعی قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی السید عبد الرحیم عزۃ اللہ الرفاعی قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی السید علی مستان ثانی محمد حسین شمس الدین الرفاعی قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی السید امین الدین ارحام الدین الھمدانی الرفاعی قدس اللہ سرہٗ عنہ
الی السید فیاض الدین سراج الدین الھمدانی الرفاعی قدس اللہ سرہٗ
عنہ
الی السید محمد حسین برہان الدین الرفاعی قدس اللہ سرہٗ
عنہ

الی السید محی الدین سلیم اللہ شاہ الحمد انی الرفاعی مدفیضہ

(الشجراۃ الرفاعیہ: ۱۹/ ۲۱۸)

آخر الذکر صاحب سجادہ پیر طریقت حضرت میر سید محی الدین سلیم اللہ شاہ رفاعی نے اپنا شجرۂ مداریہ لکھا کر یہ اعلان فرما دیا کہ مجھے سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔ اور ہمارے دیگر بزرگان رفاعیہ کو بھی یہ سلسلۂ قدسیہ حاصل تھا۔ نیز یہ کہ سلسلۂ مقدسہ سوخت و منقطع نہیں بلکہ جاری وساری ہے۔ لہٰذا اگر سلسلۂ مداریہ سوخت تھا تو کیونکر بزرگان سلسلۂ رفاعیہ کو پہونچا۔ پتہ چلا کہ اس مقدس سلسلے کو سوخت کہنا ان تمام بزرگوں کی تکذیب کرنا ہے جن جن کا نام شجرے میں درج ہے۔ سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ اگر سلسلۂ مداریہ سوخت تھا تو کیا معاذ اللہ یہ تمام بزرگان سلسلۂ رفاعیہ جاہل وگنوار تھے جو ایک سوخت اور کالعدم سلسلے کی اجازت وخلافت حاصل کر رہے تھے؟ استغفر اللہ صد بار استغفر اللہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ تمام کے تمام بزرگان سلسلۂ رفاعیہ اپنے اپنے وقت کے آفتاب وماہتاب تھے، عارفانِ شریعت وطریقت تھے۔ یقیناً وہ ہم سے بدرجہا بہتر جانتے اور سمجھتے تھے اس لئے وہ ایک نعمت عظمیٰ سمجھ کر سلسلۂ مداریہ کو حاصل کر رہے تھے۔ آج سے چند سال پیشتر راقم الحروف خانقاہ رفاعیہ سورت کے صاحب سجادہ حضرت شیخ طریقت قبلہ سید محی الدین سلیم اللہ شاہ رفاعی سے ملاقات کے لئے خانقاہ رفاعیہ سورت میں حاضر ہوا تھا حضور والا بہت خلیق اور ملنسار بزرگ ہیں علماء وصلحاء کے قدردان اور مہمان نواز شخصیت ہیں میرے سوال پر آپ نے فرمایا تھا کہ مولانا صاحب! سلسلۂ مداریہ کو سوخت

کہنے والے حق پوش ہیں یہ سلسلہ کبھی بھی بند نہیں رہا ہر دور میں اس کا فیضان جاری وساری رہا ہے اور اکثر سلاسل کے مشائخ نے اس سلسلے کا فیضان حاصل فرمایا ہے ۔انہوں نے بہت کھلے لفظوں میں فرمایا کہ آپ سلسلۂ مداریہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں اس حوالے سے قابل مبارک باد ہیں میری دعا ہے کہ اللہ عزوجل آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے ۔آمین

حضرت حاجی ملنگ کا شجرۂ مداریہ

☆ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار الملقب بہ زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت سید جمال الدین جان من جنتی رحمۃ اللہ علیہ (خواہرزاد حضور غوث الاعظمؓ)

☆ حضرت خواجہ سد حسن سرمست رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت خواجہ اللہ داد آتشی عرف شہباز رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت پیر مائی پوت رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت شاہ قاسم منیری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت شاہ سید عبد الرحمن الملقب بہ حاجی ملنگ مداری رحمۃ اللہ علیہ

(ماہنامہ سلسلہ)

حضرت شیخ نظام سنبھلی مداری کا شجرۂ مداریہ

حضرت سیدنا شیخ نظام سنبھلی مداری قدس سرہ دسویں صدی ہجری کے اجلہ مشائخ مداریہ میں سے ہیں، آپ خالص مداری المشرب بزرگ ہیں۔ حضرت سید محمد کمال سنبھلی واسطی متولد ۱۱۰۱ھ جو کہ شاہِ ولایت امروہہ کی اولاد سے ہیں، ان کی تصنیف اسراریہ کشف صوفیہ سن تصنیف ۱۰۶۸ھ میں تحریر ہے کہ" یکے از درویشانِ سنبھل شیخ نظام مداری است صاحب معاملت اہل راستی و دوستی گویند وطن اصلی (آبائی) وے دہلی بروز است، از سلطانیان بود بعزت جاہ و دولت و دستگاہ چوں شیخ رکن الدین پدرش کہ ہم از سلطانیان بود ابرفت از دنیا وے چنی شنید کہ مردم بادشاہی بجہت ضبطِ اموال می آیند ناخوش گشت وہما اموال ومتاع پدر را بفقر اتصدق کرد وخود را از آں جا برجست و در مکن پور رفت بر درِ روضہ شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ درافتاد ومرید گشت پیشِ سلیم شاہ ومرید شیخ احمد است وے مرید خواجہ ارغون وے مرید شاہ مدار و دوازدہ سال آں جا گزرانید وریاضت ومجاہدات وچلہ ہا کشید"۔

(اسراریہ کشف صوفیہ: ص ۶۸۴ ناشر رضا لائبریری رامپور)

یعنی سنبھل کے درویشوں میں سے ایک شیخ نظام مداری ہیں صاحب معاملگی اور راستی و دوستی والے ہیں، کہتے ہیں کہ ان کا اصلی آبائی وطن دہلی ہے، بادشاہوں میں سے تھے، عزت وجاہ ودولت اور دستگاہ والے جب ان کے والد شیخ رکن الدین جو کہ بادشاہوں میں سے تھے دارِفانی سے رخصت ہوئے اور شیخ نظام نے اتنا سنا کہ بادشاہی ضبطِ اموال کے لئے کرتے ہیں تو اس بات سے ناخوش ہوئے اور والد کا سارا مال و

متاع فقیروں کو دے دیا اور خود اس جگہ سے مکن پور پہنچے، روضۂ شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ پر حاضر ہوئے اور سلیم شاہ سے مرید ہوئے، اور سلیم شاہ شیخ احمد کے مرید ہیں اور وہ خواجہ ارغون کے مرید ہیں اور وہ شاہ مدار کے مرید ہیں۔ بارہ سال وہاں گزارے، ریاضت و مجاہدات اور چلہ کشی کی۔ واضح رہے کہ مصنف کتاب نے حضرت شیخ شاہ سلطان نظام مداری کے وفات کے تعلق سے لکھا ہے کہ "آخر وے برفت از دنیا در ہیژدہم ماہ جمادی الاولیٰ از سالِ نہ صد ہفتاد و پنج"۔ یعنی آپ کا وصال ۱۸؍ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ کو ہوا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا شجرۂ مداریہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت امیر المومنین علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ سید بدیع الدین مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ حسام الدین سلامتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ محمد قاضن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ہدایت اللہ سرمست رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ظہور حاجی حضور رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ وجیہہ الدین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد شاوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ احمد قشاشی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوطاہر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(مقالات طریقت معروف بہ فضائل عزیزیہ ۱۸۸)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا شجرۂ مداریہ

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی — کو

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے — ان کو

(حضرت) شیخ ابوطاہر مدنی سے — ان کو

(حضرت) شیخ ابراہیم سے — ان کو

(حضرت) شیخ احمد قشاشی سے — ان کو

(حضرت) شیخ محمد شاوی سے — ان کو

(حضرت) شیخ صبغۃ اللہ سے — ان کو

(حضرت) شیخ وجیہہ الدین گجراتی سے — ان کو

(حضرت) شیخ محمد غوث گوالیاری (متوفی ۹۷۰ھ) سے
ان کو
(حضرت) شیخ ظہور حاجی حضور سے
ان کو
(حضرت) شیخ ہدایت اللہ سرمست سے
ان کو
(حضرت) شیخ محمد قاضن سے
ان کو
(حضرت) شیخ حسام الدین مداری سے
ان کو
(حضرت) شیخ الوقت بدیع الدین مداری سے
ان کو
(حضرت) شیخ بایزید بسطامی سے
ان کو
خواجہ حبیب عجمی سے
ان کو
خواجہ حسن بصری سے
ان کو
سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے
ان کو
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم سے

(مقالات طریقت: ۱۷۸/۸۸)

حضرت امیر اللہ صفی پوری کا شجرۂ مداریہ

حضرت امیر اللہ صفوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ محمدی عرف غلام پیر رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ افہام رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ یونس رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ زاہد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ اکرم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ بندگی مبارک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ مخدوم صفی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم شیخ سعد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید اجمل بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

(تذکرۃ الفقراء و تذکرۃ المتقین ۱۷۳)

حضرت علی نقی ابن مہدی علی شاہ بانگرمئوی کا شجرۂ مداریہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خواجہ سید بدیع الدین مدار ابن علی حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت شاہ درویش محمد بانوار مدار ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ حاجی عنایت اللہ سرمست رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بندگی شاہ عظمت اللہ اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ نصیر الدین محمد بانوار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عشق اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید شاہ یٰسین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید مہدی علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ علی نقی بانگر مئوی رحمۃ اللہ علیہ

(تذکرۃ المتقین حصہ دوم: ۱۶۶)

حضرت خواجہ سید عبد الرزاق بانسوی کا شجرۂ مداریہ

حضرت مولانا قطب الآفاق و سید المشتاق سید شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ وھو عن

حضرت شاہ دوست محمد عرف شاہ دوسی لکھنوی قدس سرہ وھو عن

حضرت مولانا تراب قدس سرہ وھو عن

حضرت مولانا میر سید علی شاہ قدس سرہ وھو عن

حضرت مولانا شیخ محمد علی بنگالی قدس سرہ معروف بہ شیخ قاضن قدس سرہ وھو عن

حضرت مولانا شاہ شیخ پیادہ جونپوری قدس سرہ　　وھوعن

حضرت مولانا شاہ شیخ ابی القاسم قدس سرہ　　ھوعن

حضرت مولانا شاہ بھیکا قدس سرہ　　وھوعن

حضرت مولانا شاہ ابوالخیر قدس سرہ　　وھوعن

حضرت مولانا شاہ حسام الدین قدس سرہ　　وھوعن

حضرت مولانا شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ

(ناصر السالکین علی طریق العارفین ۱۸۶)

حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی کا شجرۂ مداریہ

حضرت شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ سید احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جمال الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قیام الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید جلال عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید اجمل رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شاہ بدیع الدین مدار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد اللہ شامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد الاول رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ امین الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(شاہ برکت اللہ حیات اور علمی کارنامے صفحہ ۲۱)

دیگر بزرگان صفی پور کا شجرۂ مداریہ

حضرت شیخ احمد اختر گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ مرزا روشن بخت گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ فتح علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید عیوض خان شہید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید عبد الکریم محقق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید شاہ تاج رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شاہ مصطفی صوفی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ داؤد عارف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بندگی شاہ پیرن سلطان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شاہ پیرن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حامد منجھن گوشہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ داؤد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ طیفور شامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

(تذکرۃ الفقراء و تذکرۃ المتقین ۱۷۴/۳ ۲)

حضرت خواجہ محمد رشید مصطفیٰ مداری کا شجرہ مداریہ

حضرت شیخ خواجہ محمد رشید مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شمس الدین محمد حسینی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حاجی ابویزید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ فخرالدین زندہ دل رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جمال الدین جان من جنتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الشیوخ سید بدیع الدین مدار مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ

(مدار اعظم مؤلفہ علامہ فرید احمد نقشبندی مجددی ۲/۱۷۳)

حضرت سید جانباز قلندر کا شجرۂ مداریہ

حضرت شیخ جانباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالسلام جونپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالسلام عرف شاہ علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد قطب قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ قطب الدین بینا دل قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حاجی حرمین شریفین بڈھن مداری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوالفتح سرمست رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حسام الدین سلامتی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الشیوخ سیدنا الشاہ سید بدیع الدین احمد

قطب المدار الحلبی المکنپوری رحمۃ اللہ علیہ

(مدار اعظم مؤلفہ علامہ فرید احمد نقشبندی مجددی ۱۳۴/۱۳۳)

حضرت شاہ جی محمد شیر میاں پیلی بھیتی کا شجرہ مداریہ

حضرت شیخ شاہ جی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ درگاہی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حافظ جمال ولی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ خواجہ زبیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ خواجہ محمد نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ درویش بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید اجمل بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ

(جواہر ہدایت از حضرت عبدالقدیر میاں)

حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی کا شجرۂ مداریہ

حضرت شیخ سید محمد بہاء الدین علوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد عبد اللہ شاہ جہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں علوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد الاحد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

قطب عالم حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ بڈھن بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سید اجمل بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

قطب الاقطاب فرد الافراد حضور سیدنا سید بدیع الدین مدار الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(مدار اعظم: ۸۶/۸۷)

حضرت سید احمد داعی پوری (خلیفہ خیرات علی شاہ کالپوی) کا شجرۂ مداریہ

اجازت از حافظ سلطان احمد شاہ خیرات علی عن ابیہ سید حسین علی وھو عن ابیہ حضرت شاہ احمد سعید وھو عن ابیہ حضرت شاہ سلطان ابوسعید وھو عن ابیہ حضرت شاہ فضل اللہ وھو عن ابیہ سید احمد وھو عن ابیہ قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد وھو مجاز عن حضرت جمال اولیاء وھو عن سید قیام الدین وھو مجاز عن شیخ قطب الدین وھو مجاز عن سید السادات سید جلال الدین عبد القادر وھو مجاز عن سید مبارک وھو مجاز عن سید السادات اجمل وھو مجاز عن شیخ المشائخ حضرت سید شاہ بدیع الدین الملقب بہ قطب المدار شاہ مدار وھو مجاز عن عبد اللہ شامی وھو مجاز عن شیخ عبد الاول وھو مجاز عن شیخ امین الدین وھو مجاز عن شمس المشارق و المغارب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وھو عن خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (منہاج الطریقۃ)

حضرت مولانا علی احمد محمود اللہ شاہ ابوبکر صدیقی مؤرخ بدایونی کا شجرۂ مداریہ

خادم الفقراء علی احمد محمود اللہ شاہ ابوبکر صدیقی مؤرخ بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم الفقراء امام الصدیقین سیدنا مولانا شاہ محمد دلدار علی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ فضل غوث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ فضل اللہ کالپوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جمال الاولیاء کوڑا جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ قیام الدین جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید جلال عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید اجمل بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ بدیع الدین مدار شامی مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبد الاول رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ امین الدین رحمۃ اللہ علیہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (اشجار البرکات ۷)

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کا شجرۂ مداریہ

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کو
شیخ محمد آفاق سے ان کو
شیخ خواجہ ضیاء الدین سے ان کو
خواجہ محمد زبیر سے ان کو
حضرت حجۃ اللہ نقش بند ثانی سے ان کو
خواجہ محمد معصوم سے ان کو
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی سے ان کو
اپنے والد ماجد شیخ عبد الاحد سے ان کو
اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو
شیخ عبد القدوس گنگوہی سے ان کو
شیخ درویش اودھی سے ان کو
شیخ بڈھن بہرائچی سے ان کو
سید اجمل بہرائچی سے ان کو
بدیع الملت والدین قطب المدار مکن پوری سے ان کو
شیخ طیفور شامی سے

(تذکرۃ المتقین حصہ دوم ۱۷۶)

حضرت شیخ حسن بن احمد کا شجرۂ مداریہ

حضرت شیخ حسین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ صادق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سدھن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جمن رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ بدیع الدین مدار مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ

(نزہتہ الخواطر جلد چہارم ص ۶۷ بحوالہ مجمع الابرار)

خانقاہ مداریہ مدار نگر شریف ضلع گونڈہ کا شجرۂ مداریہ

امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم — عنہ

امام الاولیاء سیدنا علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم — عنہ

حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ — عنہ

حضرت سید بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ ابو محمد ارغون مداری سجادہ نشین حضرت قطب المدار قدس اللہ اسرارہما — عنہ

حضرت خواجہ فیض اللہ مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ فیاض مداری قدس اللہ سرہ — عنہ

حضرت خواجہ محمود مداری قدس اللہ سرہ — عنہ

حضرت خواجہ لاڈ درباری مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شیخ محمود مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شیخ شہباز مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شیخ محمود مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شاہ بھیکا مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شاہ کامل مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شاہ رحمت اللہ مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ غلام شاہ محمد مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شاہ اسلام برہنہ مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شاہ بھیکا خادمان مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شاہ اعتبار علی مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شاہ فضل علی مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ نور علی مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شاہ محمد علی مداری قدس سرہ — عنہ

حضرت خواجہ شاہ عابد علی مداری قدس سرہ عنہ

حضرت خواجہ شاہ معشوق علی مداری قدس سرہ عنہ

حضرت خواجہ شاہ منصور علی مداری قدس سرہ عنہ

حضرت خواجہ شاہ سید مہتاب علی ارغونی مداری اطال اللہ عمرہ موجودہ سجادہ نشین خانقاہ مداریہ

معشوقیہ منصوریہ مدار نگر شریف نقل از شجرۂ طریقت خانقاہ مداریہ مدار نگر (ص: ۲/۳)

حضرت شاہ عبدالرزاق گورکھپوری کا شجرۂ مداریہ

حضرت شاہ عبدالرزاق گورکھپوری کو

حضرت شاہ عبداللہ سے

ان کو حضرت شاہ محمد گلزار کشنوی سے

ان کو حضرت مولوی سید ابوالحسن نصیرآبادی سے

ان کو حضرت مولوی مراد اللہ تھانیسری سے

ان کو حضرت مولوی نعیم اللہ بہرائچی سے

ان کو حضرت مرزا مظہر جان جاناں سے

ان کو حضرت شیخ محمد عابد سے

ان کو حضرت شیخ عبدالاحد شاہ گل وحضرت خواجہ محمد سعید سے

ان کو حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سے

ان کو حضرت شیخ عبدالاحد سے

ان کو حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی سے

ان کو حضرت شیخ قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی سے

ان کو حضرت شیخ درویش محمد قاسم اودھی سے

ان کو حضرت سید شاہ بڈھن بہرائچی سے

ان کو حضرت سید اجمل بہرائچی سے

ان کو حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار سے

ان کو حضرت شیخ طیفور شامی سے

ان کو حضرت شیخ عین الدین شامی سے

ان کو حضرت یمین الدین شامی سے

ان کو حضرت عبداللہ علم بردار سے

ان کو حضرت ابوبکر صدیق سے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

ان کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے

(تذکرۃ المتقین: ص ۱۷۲)

حضرت شاہ ذکی الدین مانکپوری کا شجرۂ مداریہ

حضور پرنور تاجدار انبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عنہ

حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ

حضرت سیدنا قاسم بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما		عنہ
حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ		عنہ
حضرت سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ		عنہ
حضرت عبداللہ مکی قدس سرہ		عنہ
حضرت سید بدیع الدین قطب المدار ابن سید علی حلبی قدس اللہ اسرارہما		عنہ
حضرت قاضی محمود کنتوری	قدس اللہ سرہ	عنہ
حضرت شیخ میٹھے مدار کنتوری	قدس اللہ سرہ	عنہ
حضرت شیخ طٰہٰ مداری	قدس سرہ	عنہ
حضرت شیخ لاڈ مداری	قدس سرہ	عنہ
حضرت خواجہ سلطان محمد	قدس سرہ	عنہ
حضرت قطب الاقطاب شاہ عبدالکریم مانکپوری	قدس سرہ	عنہ
حضرت شاہ سلطان بازید مانکپوری	قدس سرہ	عنہ
حضرت شیخ دانیال	قدس سرہ	عنہ
حضرت شاہ محمد احمد	قدس سرہ	عنہ
حضرت شاہ محبوب عالم	قدس سرہ	عنہ
حضرت شاہ کرم علی	قدس سرہ	عنہ
حضرت شاہ غلام چشتی	قدس سرہ	عنہ
حضرت شاہ محمد محسن	قدس سرہ	عنہ
حضرت شاہ کرم احمد الکریمی مانکپوری	قدس سرہ	عنہ

حضرت شیخ ذکی الدین سجادہ نشین مانکپوری قدس سرہ عنہ

(تذکرۃ المتقین: ص ۵۲/۱۵۱)

حضرت شیخ حسن کا شجرۂ مداریہ

حضرت سیدنا شیخ حسن مداری رحمۃ اللہ سلسلۂ مداریہ کے عظیم المرتبت بزرگ گزرے ہیں آپ کا اکثر وقت تلاوت قرآن پاک میں گزرتا تھا جس کی وجہ سے عموماً آپ مساجد میں ہی معتکف رہا کرتے تھے آپ کا وصال ۱۰۱۰ھ ماہ ذی الحجہ میں ہوا آپ کا شجرہ حسب ذیل ہے۔

حضرت شیخ حسن مداری قدس سرہ عنہ

حضرت شیخ حمید مداری قدس سرہ عنہ

حضرت شیخ محمد مداری قدس سرہ عنہ

حضرت شیخ عین الدین مداری قدس سرہ عنہ

حضرت شیخ قاضی محمود گرگ دانشمند تیغ برہنہ مداری قدس سرہ عنہ

شیخ سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ

(تذکرۃ المتقین: ص ۱۴۹)

حضرت سید فخر علی درویش کا شجرۂ مداریہ

آپ دہلی میں پیدا ہوئے سادات گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ اپنے دور کے بہت بڑے زمیندار تھے لیکن دنیا کے مال و اسباب کو کبھی اہمیت نہیں دی

اور ایک دن مرشد کامل حضرت سیدنا شاہ محمد حبیب برہنہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہمیشہ کے لئے آپ کی غلامی کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیا، نگاہ مرشد نے آپ کے ظاہر و باطن کو نورِ خداوندی سے منور کر دیا اور آپ بھی منبع فیوض و برکات ہو گئے، آپ کی نسبت ارادت سلسلہ مداریہ میں گروہ عاشقان امام نوروز سے ہے۔ آپ کا مزار مقدس کریرا ضلع شیوپوری مدھیہ پردیش میں مرجع انام ہے۔ آج بھی آپ کی خانقاہ پاکباز درویشوں کیلئے ذریعہ فلاح ہے اور عام خلق خدا کے لئے قبلۂ حاجات کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی پر جلال و پرشکوہ خانقاہ کو دیکھنے کے بعد ہی آپ کی عالی مرتبت شخصیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ آپ کا شجرہ رشدی خانقاہ کے ایک نوشتے میں بایں طور تحریر ہے۔

حضرت سید شاہ فخر علی درویش — مزار مقدس کریرا ضلع شیوپوری میں ہے۔

حضرت شاہ محمد حبیب برہنہ — 〃 شہر گوالیر مدھیہ پردیش میں ہے۔

حضرت تاج محمد سیلانی

حضرت خضر ثانی

حضرت محمد صادق

حضرت گل محمد شاہ

حضرت گل محمد شاہ

حضرت دیوان خضر

حضرت بلال جتی شہباز — 〃 گوالیر میں ہے۔

حضرت شاہ فتاح درویش — 〃 کراولی ضلع مین پوری میں ہے۔

حضرت امام نوروز سر گروہ عاشقان نوروزی ,, قلم شریف ضلع ایوت محل میں ہے۔

حضرت شاہ عبد الغفور عرف بابا کپور ,, گوالیر میں ہے۔

حضرت شاہ راج دہلوی ,, دہلی میں ہے۔

حضرت قاضی حمید الدین ,, ماور شریف ضلع کانپور دیہات میں ہے۔

حضرت قاضی مطہر قلہ شیر ,, ,, ,, ,,

حضور سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار ,, مکن پور ضلع کانپور نگر میں ہے۔

حضرت شاہ سید فخر علی درویش مداری قدس سرہ کے مرید وخلیفہ حضرت سیدنا بندے علی شاہ مداری تھے۔حضرت بندے علی شاہ کی تاریخ وصال بروز دوشنبہ بوقت تہجد ۱۱رجمادی الاول ۱۲۵۳ھ ہے۔

(ماخوذ از نوشتۂ خانقاہ مداریہ کریرا ایم پی)

اس خانقاہ کے موجودہ گدی نشین جناب الحاج صوفی دلدار علی شاہ مداری ہیں۔ آپ اس خانقاہ کی گدی پر تقریباً ستر سال سے متمکن ہیں، آپ کا تعلق نسبی سید گھرانے میں سید امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

حضرت سید ابو الحسین احمد نوری کا شجرۂ مداریہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ اجمعین امابعد فیقول الفقیر ابو الحسین عفی عنہ اجازنی بالسلسلۃ البدیعیۃ المداریۃ جدی ومرشدی السید آل

رسول الاحمدی قدس سرہٗ عن الحضرۃ اچھے میاں صاحب عن ابیہ السید حمزہ میاں عن جدہ السید آل محمد صاحب عن صاحب البرکات المارھروی عن السید فضل اللہ الکالفوی عن ابیہ السید احمد عن جدہ السید محمد صاحب عن جمال الاولیا عن الشیخ قیام الدین عن الشیخ قطب الدین عن السید جلال عبد القادر عن السید مبارک عن السید اجمل عن العارف الاجل الکامل الاکمل مولانا بدیع الحق والدین المدار مکن فوری عن الشیخ عبد اللہ الشامی عن الشیخ عبد الاول عن الشیخ امین الدین عن امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(النور والبہاء مطبوعہ وکٹوریہ پریس بدایوں ۷۲)

حضرت فاضل بریلوی کا شجرۂ مداریہ

آپ کا درج ذیل شجرۂ مداریہ فقیر مداری آپ کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب حیاتِ اعلیٰ حضرت سے بعینہٖ نقل کر رہا ہے۔

دوازدہم: سلسلۂ عالیہ بدیعیہ مداریہ مثل قادریہ جدیدہ تا جمال الاولیاء

(۱۱) حضرت شیخ قیام الدین قدس سرہٗ

(۱۲) حضرت شیخ قطب الدین قدس سرہٗ

(۱۳) حضرت سید جلال عبد القادر قدس سرہٗ

(۱۴) حضرت سید مبارک قدس سرہٗ

(۱۵) حضرت سید اجمل قدس سرہٗ

(۱۶) حضرت عارف اجل بدیع الدین مدار مکن پوری قدس سرہٗ

(۱۷) حضرت شیخ عبد اللہ شامی قدس سرہٗ

(۱۸) حضرت شیخ عبد الاول قدس سرہٗ

(۱۹) حضرت شیخ امین الدین قدس سرہٗ

(۲۰) حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

(۲۱) حضرت سید المرسلین خاتم النبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین

(حیات اعلیٰ حضرت ۸۰)

حضرت سید محمد قاسم دانشمند داناپوری کا شجرۂ مداریہ

الٰہی راز ونیاز شیخ الاسلام حضرت خواجہ بدیع الدین شاہ مدار قدس اللہ سرہ

وھو من

الٰہی راز ونیاز شیخ الاسلام حضرت شیخ حسام الدین

وھو من

الٰہی راز ونیاز شیخ الاسلام حضرت شیخ محمد علا قاضن شطاری

وھو من

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت شیخ ابوالفتح ہدایۃ اللہ

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت شاہ علی شطاری

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت شاہ علاؤالدین

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت شاہ قطب الدین

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت شاہ شرف جہاں

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت دیوان ابوسعید جعفر محمد قادری بہاری

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت شیخ سید خلیل الدین بہاری

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت شیخ مخدوم منعم پاکباز عظیم آبادی

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت شاہ رکن الدین عشق عظیم آبادی

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت شیخ سید شاہ ابوالبرکات عظیم آبادی

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت شاہ سید قمر الدین حسین عظیم آبادی

وھومن

الٰہی راز و نیاز شیخ الاسلام حضرت سید شاہ محمد قاسم دانشمند داناپوری قدس اللہ

اسرارہم

(نذر محبوب مصنف حاجی الحرمین حضرت سید شاہ محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری متوفی ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء

مطبوعہ ۱۳۰۶ھ مکتبہ مطبع قریشی آگرہ)

واضح رہے کہ حضرت شیخ سید محمد اکبر ابوالعلائی داناپوری کا بھی شجرۂ مداریہ یہی ہے۔ انہیں سلسلہ مداریہ حضرت سید شاہ محمد قاسم دانشمند سے پہونچا۔

حضرت فضل محمد شاہ سہسرامی کا شجرۂ مداریہ

قطب الاقطاب حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ

حضرت سیدنا جمال الدین جان من جنتی مداری قدس سرہ

حضرت سید شاہ اللہ داد آتشی قدس سرہ

حضرت سید شاہ شہباز قدس سرہ

حضرت شاہ پیر محمد مائی پوت قدس سرہ

حضرت شاہ مدح ملنگ قدس سرہ

حضرت شاہ قاسم منیری قدس سرہ

حضرت شاہ سید مداری تجری قدس سرہ

حضرت شاہ نور محمد قدس سرہ

حضرت شاہ مینا قدس سرہ

حضرت سید شاہ انور علی قدس سرہ

حضرت شاہ سید قائم علی قدس سرہ

حضرت شاہ فتح علی قدس سرہ

حضرت شاہ منگلی قدس سرہ

حضرت شاہ ہوشیار محمد قدس سرہ

حضرت شاہ فضل محمد دیوانگان مداری قدس سرہ

(تذکرۃ المتقین: ص ۱۳۹)

نوٹ: بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت پیر محمد مائی پوت کو حضرت شاہ اللہ داد آتشی کا خلیفہ لکھا ہے اور حضرت شاہ قاسم منیری کو حضرت پیر محمد مائی پوت کا خلیفہ لکھا ہے۔ بہر حال دونوں ہی صورتوں میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ بزرگانِ دین سلسلۂ مداریہ کے اکابر مشائخ میں سے ہیں اور اس طرح کا اختلاف سیر کی کتابوں میں عموماً ہوتا ہی رہتا ہے۔

حضرت سید علی کلکتوی کا شجرۂ مداریہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

الٰہی بحرمت راز و نیاز مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز حضرت سیدنا بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز حضرت سید بدیع الدین قطب لمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز سید شاہ پیارے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ سید شاہ شاہن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ سید شاہ ہمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز حضرت خواجہ سید شاہ محمود ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راز ونیاز حضرت قطب عالم سید علی عرف سید بابا مداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ماخوذ از کتاب سید بابا مداری: ص ۵)

خاندان آبادانیہ کا شجرۂ مداریہ

اس جامع السلاسل خانوادۂ طریقت میں مشائخ کرام کو سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت جس طور سے پہونچی ہے کتاب تذکرہ آبادانیہ سے وہ شجرہ بلفظہٖ ہم اس مقام پر نقل کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

الٰہی بحرمت حضرت جناب احمد مصطفی محمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

الٰہی بحرمت امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت عبد اللہ علم بردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت یمین الدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت عین الدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ طیفور شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ بدیع الدین قطب مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سید اجمل بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ بڈھن بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ درویش اودھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد الاحد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید آدم بنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت پیر محمد خاں لودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد خاں لودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد قریشی عباسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد جیا سندھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت مولانا میر محمد ذکریا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت صوفی شاہ آبادانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ عبدالعلیم لوہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت حاجی دیدار علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت حافظ شاہ فریدالدین آروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ نثار احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ جعفر علی فریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت مفتی شاہ محمد ابراہیم فریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

راقم السطور خادم الفقراء محمد انور علی فریدی سہیل

(تذکرہ آبادانیہ ص ٣٢٨/٣٢٧ تصنیف شیخ طریقت مولانا محمد انوار علی فریدی سہیل)

ناظرین گرامی وقار مذکورہ بالا شجرۂ مداریہ کو ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ حقیقت آپ پر قطعی عیاں ہو چکی ہوگی کہ سلسلۂ مداریہ نسلاً بعد نسل قرناً بعد قرنٍ جاری وساری رہا ہے اور مشائخ طریقت اس کے فیوض و برکات حاصل کرتے رہے ہیں مگر برا ہو اس جذبۂ شخصیت پرستی کا جو مسائل کو حقیقت کی کسوٹی کے بجائے شخصیت کی کسوٹی پر رکھ کر فیصلہ کرتی ہے۔

شجرۂ طیفوریہ مداریہ

خانوادۂ قطب المدار کے تمام مشائخ عظام اور تذکرہ نگاروں کا اس بات پر اجماع ہے کہ سیدنا قطب المدار حضور سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار نے آخری سفر حج سے واپسی کے موقع پر اپنے برادرِ گرامی حضور سیدنا سید محمود الدین حلبی قدس سرہ کی

اولاد میں سے حضرت سیدنا خواجہ ابو محمد ارغون حضرت خواجہ سید ابو تراب فنصور حضرت خواجہ سید ابو الحسن طیفور قدس اللہ اسرار ہم کو بھی ہندوستان لائے تھے یہ تینوں بزرگ حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر حلبی کے بیٹے اور آپس میں سگے بھائی ہیں ان میں سب سے بڑے حضور سیدنا ابو محمد ارغون مداری ہیں جنہیں حضور سیدنا قطب المدار قدس سرہ نے اپنا جانشین نامزد فرمایا اور منجملہ تینوں بزرگوں کو خلافت واجازت سے مالا مال فرماتے ہوئے فیوض و برکات سے نوازا۔ سادات مکن پور شریف کا شجرۂ نسب انہیں تینوں بزرگوں سے ہوتا ہوا پیارے آقا علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے۔

مذکورہ تینوں بزرگوں نے مذہب اسلام اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کی شاندار خدمت انجام دی اور آج تک ان تینوں بزرگوں کی نسل سے سلسلۂ مداریہ میں بیعت واجازت وخلافت کا سلسلہ جاری وساری ہے افادۂ عام کے لئے تینوں بزرگوں کے شجرات نقل کئے جارہے ہیں جو ہنوز جاری وساری ہیں اور ان شاء اللہ مولیٰ تعالیٰ تا قیام قیامت جاری وساری رہیں گے۔

حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے

امام الاولیاء سیدنا علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کو — ان سے

خواجہ حسن بصری کو — ان سے

خواجہ حبیب عجمی کو — ان سے

حضرت بایزید بسطامی کو — ان سے

حضرت سیدنا قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار کو — ان سے

حضرت خواجہ سید ابو الحسن طیفور کو — ان سے

حضرت سید محمد اسحاق کو ان سے

حضرت سید یوسف کو ان سے

حضرت سید محمد اللہ داد کو ان سے

حضرت سید تاج الدین کو ان سے

حضرت سید محمد عبد الکریم کو ان سے

حضرت سید محمد عبد الرحیم کو ان سے

حضرت سید محمد کو ان سے

حضرت سید معلی کو ان سے

حضرت سید محمد حافظ کو ان سے

حضرت سید محمد منیر کو ان سے

حضرت سید محمد محلّی کو ان سے

حضرت سید محمد محمود عالم کو ان سے

حضرت سید محمد محفوظ عالم کو ان سے

حضرت علامہ سید ڈاکٹر سید مرغوب عالم مداری طیفوری کو

اس شجرۂ عالیہ میں آخری بزرگ سلطان المناظرین علامہ الحاج الشاہ ڈاکٹر سید مرغوب عالم جعفری مداری ہیں اس دور میں آپ کی خدمات جلیلہ حد و شمار سے بالاتر ہیں آپ کی ذات رشد و ہدایت فیوض و برکات کا سر چشمہ ہے سینۂ بے کینہ علوم نبویہ حکمت علویہ کا گنجینہ ہے ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ بہت ہی خوش اسلوبی و سنجیدگی کے ساتھ فرمانے میں ملکہ حاصل ہے دلائل و براہین ہمیشہ نوک

زبان پر رہتے ہیں چھوٹوں کو نوازنے کی بات ہو یا علماء کی قدردانی و عزت افزائی کا معاملہ ان میں آپ یکتائے روزگار ہیں۔

۱۹۸۲ء میں آپ نے بیت النور اجمیر شریف میں منکرین سلسلہ مداریہ سے مناظرہ فرما کر ان کے دانت کھٹے کر دئے تھے اور بزعم خود انا بحر العلوم بننے والے مناظرین آپ کے زور دلائل سے مغلوب و مرعوب ہو کر چاروں شانہ چت پڑے تھے آپ کا یہ کارنامہ اتنا قابل قدر ہے کہ اگر اسے آب زر سے لکھیں تو بھی اس کا حق کما حقہ ادا نہیں ہوگا۔ مخالفین مداریت کے خیموں میں آج بھی اس فیصلہ کن مناظرے کی دھمک محسوس ہوتی ہے۔

آپ نے ایک ایسے دور میں سلسلہ مداریہ کی پرزور وکالت وحمایت فرمائی کہ جس دور میں اونچی اونچی ٹوپیوں بڑی بڑی پگڑیوں کے سامنے بہت سارے اہل علم صاحبان افتاء وقضاء کو بھی اس بابت لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی تھی پورے ملک میں گھوم گھوم کر آپ نے عظمت سلسلہ مداریہ کے پرچم کو بلند فرمایا اور باطل پرستوں کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر ڈنکے کی چوٹ پر احقاق حق و ابطال باطل فرمایا راقم الحروف نے حضرت والا محترم کو بہت قریب سے دیکھا ہے اس لئے پورے وثوق کے ساتھ یہ بات زیب قرطاس کر رہا ہے کہ فی زمانا آپ کی شخصیت بہر اعتبار قطعی ممتاز و منفرد ہے اہل سنت و جماعت بالخصوص وابستگان مداریت و سلاسل طریقت کے لئے آپ کی ذات پاک نعمت الہیہ کا درجہ رکھتی ہے اللہ کا بے پناہ شکر ہے کہ یہ فقیر آپ کے فیض سے خوب خوب فیضیاب ہوا ہے اخیر میں ایک وفادار خادم اپنے حق شعار مخدوم کے لئے دعا گو

ہے کہ مولیٰ تعالیٰ انہیں تادیر سلامت رکھے اور ان کا فیضان عام و تام فرمائے آمین۔

شجرۂ قنصوریہ مداریہ

امام الانبیاء سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم عنہ

امام الاولیاء سیدنا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم عنہ

حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ عنہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ عنہ

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ عنہ

حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ عنہ

حضرت خواجہ سید ابوتراب قنصور مداری رحمۃ اللہ علیہ عنہ

حضرت شاہ سید ابوسعید مداری رحمۃ اللہ علیہ عنہ

حضرت خواجہ سید شیخ محمد پارسا مداری رحمۃ اللہ علیہ عنہ

حضرت سید بابا شیرن مداری رحمۃ اللہ علیہ عنہ

حضرت سید شیخ ضیاء مداری رحمۃ اللہ علیہ عنہ

حضرت سید شاہ علی الدین مداری رحمۃ اللہ علیہ عنہ

حضرت سید شاہ چاند پیر مداری رحمۃ اللہ علیہ عنہ

حضرت سید شاہ حیات اللہ مداری رحمۃ اللہ علیہ عنہ

حضرت سید شاہ شریف پارسا مداری رحمۃ اللہ علیہ عنہ

حضرت سید شاہ امر اللہ مداری رحمۃ اللہ علیہ
عنہ
حضرت سید شاہ امام بخش مداری رحمۃ اللہ علیہ
عنہ
حضرت سید شاہ قاضی سید دوست علی مداری رحمۃ اللہ علیہ
عنہ
حضرت سید شاہ مولوی اولاد علی مداری رحمۃ اللہ علیہ
عنہ
حضرت سید شاہ قاضی واجد علی مداری رحمۃ اللہ علیہ
عنہ
حضرت سید شاہ اشرف علی مداری رحمۃ اللہ علیہ
عنہ
حضرت سید شاہ آل نبی مداری رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا شجرہ خانقاہ مداریہ مکن پور شریف کے قاضی حضرت مولانا قاضی سید توثیق احمد مداری صاحب کی معرفت دستیاب ہوا قاضی موصوف نے مذکورہ بالا شجرۂ طریقت کی بابت فرمایا کہ یہ شجرۂ عالیہ ہمارے ننیہال و ددیہال دونوں کا ہے۔

خاص سجادہ نشینان مکن پور شریف کا شجرۂ مداریہ

اخیر میں ناظرین کے سامنے حضور مدار پاک قدس سرہ کی خاص خانقاہ یعنی خانقاہ عالیہ مداریہ کا وہ مخصوص شجرۂ مقدسہ بھی نقل کیا جا رہا ہے جو صدیوں سے آج تک خانقاہ مداریہ مکن پور شریف میں جاری وساری ہے اور اس شجرہ کی شاخیں اکناف عالم میں پھیلی ہوئیں ہیں۔ واضح رہے کہ یہ خاص سجادہ نشینان باوقار کا شجرۂ مبارکہ ہے،

ملاحظہ ہو:

حضور رحمت تمام سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ السلام

حضرت سیدنا مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم

حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری قدس سرہ

حضرت سیدنا حبیب عجمی قدس سرہ

حضرت سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ

حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ

حضرت سیدنا خواجہ سید ابو محمد ارغون مداری قدس سرہ	جانشین اول
حضرت سیدنا شاہ سید محمد ابو الفائض مداری قدس سرہ	جانشین دوم
حضرت سیدنا سید فضل اللہ مداری قدس سرہ	جانشین سوم
حضرت سیدنا سید بابا لاڈ دریائی مداری قدس سرہ	جانشین چہارم
حضرت سیدنا سید عبد الرحیم مداری قدس سرہ	جانشین پنجم
حضرت سیدنا سید محب اللہ مداری قدس سرہ	جانشین ششم
حضرت سیدنا سید عبد الغفور مداری قدس سرہ	جانشین ہفتم
حضرت سیدنا سید عبد الحلیم مداری قدس سرہ	جانشین ہشتم
حضرت سیدنا سید مراد علی مداری قدس سرہ	جانشین نہم
حضرت سیدنا غلام علی مداری قدس سرہ	جانشین یازدہم
حضرت سیدنا سید حافظ محمد مراد مداری قدس سرہ	جانشین دوازدہم
حضرت سیدنا سید عبد البار مداری قدس سرہ	جانشین سیزدہم
حضرت سیدنا سید سردار علی مداری قدس سرہ	جانشین چہاردہم
حضرت سیدنا سید ظفر حبیب مداری قدس سرہ	جانشین پانزدہم

حضرت سیدنا سید محمد مجیب الباقی مداری مدظلہ العالی جانشین ششم شد ہم

آخرالذکر بزرگ علامہ شیخ سید محمد مجیب الباقی مداری مدظلہ العالی آج بھی پوری شان مشیخیت کے ساتھ خانقاہ قطب المدار میں آنے والے طالبان حق کو بادۂ عرفان پلانے پر من جانب المدار مامور ہیں۔

تاجدار ملنگان خواجہ سید معصوم علی شاہ ملنگ

کا شجرۂ مداریہ

تاجدار رسالت امام الانبیاء خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

عنہ

جانشین رسول اکرم حضرت سیدنا مولی علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم

عنہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عنہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عنہ

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عنہ

حضرت خواجہ سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عنہ

حضرت امام العاشقان سیدنا قاضی مطہر قلۂ شیر ماوراء النہری قدس سرہ

عنہ

حضرت قاضی حمید مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ راجے دہلوی مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت بابا سید عبد الغفور عرف بابا کپور مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت امام تن نوروز مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ فتح دڑویش مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ صادق علی مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ میراں بال جتی مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ گل محمد مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ جان محمد مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ خضر شہید مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ تاج سیلانی مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ ابراہیم مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ حبیب اللہ برہنہ مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ جوت علی مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ رمضان علی مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ جمال مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ چراغ علی مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ کرخ علی مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ لکھو علی مداری قدس سرہ

عنہ

حضرت شاہ سید معصوم علی مداری قدس سرہ

(نقل از شجرہ طیبہ خانقاہ مداریہ پنہار شریف ضلع گوالیر ایم پی)

حضرت تاجدار ملنگان پاکباز خواجہ سید معصوم علی مداری کافی طویل العمر بزرگ ہیں آپ نے سلسلہ عالیہ مداریہ کی خدمات میں اپنے دور کے تمام حضرات مداریہ پر سبقت درج کرائی ہے اس پیرانہ سالی میں بھی ہمیشہ مصروف رشد و ہدایت رہتے ہیں اور فروغ سلسلہ مداریہ کے لئے ہمہ تن مصروف بھی آپ کے خلفاء میں ایک سے بڑھ کر ایک اصحاب کشف و کرامت زہد و تقویٰ موجود ہیں اور ان کے فیوض و برکات سے ایک زمانہ مستفیض ہو رہا ہے۔

فخر ملنگان پیر طریقت مرشد برحق بابا سید رفیق علی ملنگ مداری

نازش ملنگان عظام حضرت علامہ سید عبدالرزاق ملنگ مداری گدی نشین خانقاہ معصومیہ مداریہ مکن پور شریف

نقیب اہل سنت ناشر مداریت حضرت علامہ حافظ و قاری محمد شاہد مداری استاذ مدرسہ مدار العلوم پنہار

نقیب مداریت ناشر حنفیت حضرت علامہ شرافت علی شاہ علوی مداری سرنیاں بریلی

حضور تاجدار ملنگان کے خاص خلفاء میں سرفہرست ہیں حضور بابا صاحب کے اکثر خانقاہی امور یہی حضرات انجام دیتے ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ حضور بابا صاحب

یعنی حضور تاجدار ملنگان کے ایک جلیل القدر مرید و خلیفہ حضرتِ بابرکت جناب صوفی عیدو شاہ علوی مداری ہیں۔ یہ بزرگوار شہر بیتول مدھیہ پردیش کے باشندے ہیں، ان پر حضورِ مدارِ پاک کی خصوصی نگاہِ کرم ہے، خلائق میں عزیز و محبوب ہیں جس پر ایک نگاہ ڈال دیتے ہیں اسے اپنا گرویدہ کر لیتے ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ حضرت عیدو شاہ صاحب کے ارد گرد بلا تفریق ہندو مسلم، سکھ، عیسائی ہر طبقہ کے لوگوں کا اژدہام رہتا ہے۔ حضرت بابا عیدو شاہ کے اندر سلسلہ مداریہ کی اشاعت کا جو جذبہ مجھے نظر آیا وہ بہت کم لوگوں ملتا ہے، یہ شخص عشقِ مدار میں ہمیشہ فنا رہتا ہے، اسے! سبحان اللہ فنائی المرشد بزرگی کا پہلا زینہ اور اس زینے پر عیدو بابا کے قدم جمے ہوئے ہیں۔ میں نے بیتول اور اس علاقے میں ان کی جو خدمات ملاحظہ کی ہیں وہ یہ نہ کہ صرف قابل تحسین ہیں بلکہ لائق تقلید بھی ہیں۔

سلسلہ مداریہ کی خانقاہوں کا ایک سرسری جائزہ

یہ ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے کہ دین و مذہب کے قدیم مراکز ہونے کا شرف صوفیائے اسلام کی خانقاہوں کو ہی حاصل ہے۔ اب وہ چاہے حضرت سیدنا بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی خانقاہ ہو یا سرکار غریب نواز کی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے سلسلہ مقدسہ قادریہ کی خانقاہ ہو یا مخدوم اشرف سمنانی کی۔ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کی ہو یا شیخ شہاب الدین سہروردی کی بہر صورت خانقاہوں کو ہی دین اسلام کے قدیم مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے۔ خانقاہوں کے ذریعہ دین و

مذہب نے کتنا فروغ پایا سنیت اُن کی گود میں کتنا پروان چڑھی پرچم اسلام کہاں کہاں لہرایا گیا کس کس خطۂ ارض میں نغمۂ توحید و رسالت گنگنائے گئے اس کا احاطہ کرنا ہماری رائے کے مطابق بڑے سے بڑے قلم کار فنکار ادیب رئیس القلم والتحریر یا کسی بھی مورخ اعظم کے بس کی بات نہیں ہے۔ اصحاب سیر قیامت تک خانقاہوں کی خدمات جلیلہ کا احاطہ کرنے سے قاصر ہی رہیں گے کیونکہ اس باب میں سچی بات یہی ہے کہ اگر آج شرق سے لیکر غرب تک شمال سے لے کر جنوب تک نغمۂ توحید و رسالت گونج رہا ہے تو یہ صرف صدقہ ہے انہیں خانقاہوں کا جو سرچشمۂ رشد و ہدایت رہی ہیں۔

خانقاہوں کی تاریخ آفتاب و مہتاب سے بھی زیادہ روشن و تابناک ہے ان کے اصول و ضوابط مثل ستاروں کے آج بھی درخشندہ و تابندہ ہیں ان کے قوانین آج بھی لائق عمل و قابل تقلید ہیں۔ پوری دنیا بالخصوص ہندوستان میں نفاذ شریعت و اشاعت دین و مذہب کا کام انہیں خانقاہوں کے ذریعہ انجام پذیر ہوا ہے۔

مگر اس تلخ حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جن خانقاہوں کی بدولت کل اخوت بھائی چارگی نے زندگی پائی تھی ایثار و قربانی کے جذبات پیدا ہوئے تھے خلوص و محبت اور امانت داری کا ماحول بنا تھا بڑے بڑے اسلامی و سیاسی معرکے سر ہوئے تھے علم و عمل زہد و تقویٰ کی سوغات ملی تھی مذہبی و سماجی و سیاسی زندگی گزارنے کا چلن ملا تھا آج کافی حد تک یہ چیزیں خانقاہوں سے مفقود نظر آرہی ہیں۔

اور یہ بھی ایک روشن تاریخ ہے کہ صرف بھارت ہی نہیں بلکہ پورے عالم میں جتنے بھی انقلاب آئے وہ انہیں خانقاہوں کے بوریہ نشین صوفیائے کرام کی مساعیٔ جمیلہ

کا ہی نتیجہ تھے۔ خانقاہوں کے مقابلے میں دین ومذہب کی ترویج واشاعت کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو دوسرے طبقات کی خدمات عشر عشیر بھی نظر نہیں آتیں پورے روئے زمین پر سلاسل حقہ کا ایک جال بچھا ہوا ہے جہاں سے آج بھی سلسلہ رشد و ہدایت جاری وساری ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں تمام سلاسل کی خانقاہوں کا تعارف ممکن نہیں۔ بروقت ہندوستان میں مروج تمام سلاسل میں قدیم واولین سلسلہ سلسلۂ عالیہ مداریہ کی بعض خانقاہوں کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے جو ہندو پاک کے طول وعرض میں اپنی روشن خدمات کی شہادت دے رہی ہیں اور ہر شش جہات میں نٹور کنگ ٹاورس کے مثل فیوض وبرکات الہیہ ونعمات محمدیہ کی تقسیم کررہی ہیں۔ مشرقی بہار نالندہ ضلع کی تحصیل ہلسہ جتی نگر میں سیدنا سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے خلیفۂ اجل حضرت سیدنا جمال الدین جان من جنتی ملنگ مداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ معلی سے آج بھی انعامات الہیہ وفیضان مداریہ کی خیرات بٹ رہی ہے اور بہار شریف میں سیدنا دیوان کنگن شاہ مداری قدس سرہ کی خانقاہ سے بھی دین متین کی آبیاری کا سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے اور مغربی چمپارن نوتنواں کی سرزمین پر شاہ عبدالرحیم اور شاہ عبدالکریم مداری اور شاہ وکیل احمد علیہم الرحمۃ کی خانقاہیں مصروف رشد وہدایت ہیں اور شمالی یوپی کے ضلع بارہ بنکی میں خلیفۂ قطب المدار سید محمود کنتوری حضرت قاضی شہاب الدین پرکالۂ آتش بڑا گاؤں بارہ بنکی کی خانقاہوں سے خوب خوب دین ومذہب کی اشاعت ہوئی اوران کے آستانوں سے آج بھی فیض مداریت جاری وساری ہے۔ جنوبی یوپی میں خلیفۂ مدار العالمین حضرت قاضی مطہر قلہ شیر ماوراء النہری قصبہ ماور ضلع کانپور کی خانقاہ بھی سرچشمۂ رشد وہدایت ہے۔ یوپی

کے شمالی و مغربی حصہ میں خلیفۂ قطب المدار حضرت سید احمد بادیہ پا مداری کلوا بن ضلع مئو، اور مشرقی یوپی میں حضرت سید پیر حنیف مداری متھرا باز ار ضلع بلرامپور کی خانقاہیں آج بھی منارۂ رشد و ہدایت ہیں۔ شہر بریلی میں خلیفۂ مدار العالمین حضرت سید جلال الدین مداری المعروف بہ شاہ دانا شاہ بریلی بلاسپور ضلع رامپور میں حضرت ملنگ نیرنگ شاہ، مدنا پور میں چیتن شاہ، حضرت چراغ علی شاہ کی خانقاہوں سے آج بھی خلق اللہ کے قلوب میں چراغ ہدایت روشن کیا جارہا ہے۔ ضلع بریلی کے موضع ڈھکنی میں حضرت سیدنا دو دھادھاری شاہ ملنگ اور آپ کے خلیفہ حضرت پنجابہ شاہ ملنگ کی خانقاہ خاص طور سے قابل ذکر ہے اس خانقاہ کے موجودہ گدی نشین شیخ طریقت حضرت فرمود علی شاہ ملنگ علوی مداری ہیں۔ قلب مہاراشٹر میں حضرت سیدنا عبدالرحمن ملنگ مداری کلیان ممبئی عرف باباحاجی ملنگ کی خانقاہوں سے آج بھی اسلام وسنیت کا پیغام عام کیا جارہا ہے۔ اتر گجرات میں حضرت سدن سرمست مداری پانڈ و بیاس حضرت بابا مان دریائی بڑردہ، حضرت سیدنا قاسم مداری، حضرت سیدنا بابا نون مداری کی خانقاہیں آج بھی منبع رشد و ہدایت ہیں۔ جنوبی ہند کے سربہ کرناٹک کے ضلع میسور کولار میں حضرت قطب محمد المعروف بہ قطب غوری مداری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ پرچم اسلام بلند کئے ہوئے ہے۔ راجستھان تجارہ ریاست الور میں حضرت غضنفر علی عرف غازی گدن متوفی ۹۰۰ھ حضرت شاہ گوہر علی المشہور بہ گوہر گلزار مست دیدار کی خانقاہیں بھی گم گشتگان منزل کے لئے مینارۂ نور بنی ہوئی ہیں۔

(دیوان عیدی واز رنگ تجارہ ص ۳۲۔۳۰)

ریاست الورہی کی تحصیل کشن گڑھ کے قصبہ گھانسولی میں سرکار مدار العالمین

کے ایک جلیل القدر خلیفہ حضرت چاند خاں عرف چاند شاہ مداری متوفی ۹۸۷ھ کی بھی خانقاہ بے پناہ مرکزیت کی حامل ہے۔ یہاں پر آج بھی اللہ کے بندوں کا ہجوم لگا رہتا ہے۔ ہریانہ کے گڑ گاؤں میں حضرت سید شاہ عبد اللطیف ارغونی مداری اور تحصیل فیروز پور کے قصبہ ساکرس میں حضرت خاکی شاہ کی بھی خانقاہیں تشنگان طریقت و معرفت کا مرکز ہیں۔ (صوفیائے میوات ص ۴۳۹)

مدھیہ پردیش کے ضلع گوالیر میں حضرت بابا عبد الغفور عرف بابا کپور مجذوب مداری، حضرت مستان شاہ مداری کی خانقاہیں آج بھی مرجع عوام و خواص ہیں۔ ہندوستان کے مشہور شہر آگرہ میں حضرت فخر الدین مداری، حضرت سید بالے پیر کی خانقاہ بھی مسلمانانِ اہلسنت کا مرکز عقیدت ہیں۔ بنگال کے ضلع بوگڑھ قصبہ مہیستان میں حضرت ماہی سوار مداری اور قصبہ گوڑھ بنگال میں حضرت شاہ اعلیٰ عرف شاہ الا اور ضلع دیناج پور موضع بلیا ہمت آباد مغربی بنگال میں حضرت سلطان حسن مداریہ سرگروہ دیوانگان سلطانی کی خانقاہیں بھی مرجع خلائق ہیں۔

سلسلۂ مداریہ کی کچھ اور خانقاہیں

حضرت شیخ صدر الدین ثابت مداری جونپوری، حضرت شاہ ملا نور الدین مداری متوفی ۱۱۷۵ھ، حضرت شیخ نور محمد مداری جون پوری متوفی ۱۰۵۰ھ، حضرت شیخ ملا نصر الدین مداری جونپوری متوفی ۱۰۷۶ھ، حضرت شیخ فخر الدین مداری ابن شیخ ثابت مداری متوفی ۹۴۲ھ رحمہم اللہ سلسلہ عالیہ مداریہ کے بڑے جلیل القدر و عالی

مرتبت بزرگ گزرے ہیں۔ان نفوس قدسیہ سے سلسلہ عالیہ مداریہ کی بڑی عظیم پیمانے نشرواشاعت ہوئی۔ان حضرات کا شمار فضلاء کبار میں ہوتا ہے۔ان بزرگوں کی خانقاہیں آج بھی شہر جونپور میں اپنی منفرد المثال تبلیغی سرگرمیوں کی شہادت دے رہی ہیں۔ (تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور)

تاریخ میوات میں تحریر ہے کہ سہنہ اور بلب گڑھ کے درمیان ایک پہاڑی کے دامن میں حضرت عنایت علی شاہ مداری کا تکیہ ہے جو بہت اہم اور سلسلہ مداریہ کی بہت بڑی خانقاہ ہے۔

شہر فیض آباد میں سلسلہ عالیہ مداریہ کی مشہور خانقاہ ہے جو بہار شریف کے تکیہ سے مشہور ہے۔اس خانقاہ میں حضرت یار علی عرف دادا پیر اور ان کے خلف وجانشین حضرت عزبت علی شاہ مداری،حضرت امیر علی شاہ ملنگ،حضرت شمس علی عرف ڈنڈا شاہ مداری وغیرہم آسودۂ خاک ہیں۔

اس کے علاوہ علاقہ بہرائچ شریف کے موضع شہ مسہ شریف میں بھی سلسلہ مداریہ کی ایک مشہور خانقاہ ہے۔ یہاں پر شیخ المشائخ حضرت خواجہ حافظ سید محمد مراد میاں مداری رحمۃ اللہ علیہ صدر سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف کے مرید وخلیفہ حضرت سید رمضان علی عرف منڈا شاہ بابا کا آستانہ ہے،آپ بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ گزرے ہیں۔حسب سابق آج بھی آپ کے آستانہ سے فیض مداریہ جاری وساری ہے۔

سلسلہ مداریہ کی ایک اور مشہور خانقاہ سونگیر علاقہ دھولیہ صوبہ مہاراشٹر میں ہے۔ یہاں پر خلیفۂ حضور زندہ شاہ مدار حضرت سیدنا عرف شرف الدین مداری رحمۃ اللہ علیہ کا

آستانہ ہے۔آپ کے مزار پاک پر بموقع عرس آج بھی بہت بڑا مجمع ہوتا ہے۔

خضر پور کلکتہ بنگال میں بھی سلسلۂ مداریہ کی ایک عظیم خانقاہ ہے جہاں پر سید علی بابا مداری کا آستانہ مرجع خلائق ہے۔

ان کے علاوہ حضرت جلال شاہ مداری مارہرہ ضلع ایٹہ، حضرت گلاب شاہ مداری پوٹا ضلع پیلی بھیت، حضرت شیخ علی راؤنی مداری نزد دریائے جمنا متصل عیدگاہ متھرا، حضرت سید محمد اسمعیل میاں مداری مکن پوری ہمیر پور موددہا حضرت سید عیسیٰ میاں مداری خیر کھاتہ مراد آباد حضرت شاہ ولایت علی ملنگ مداری بشمبرا کوسی کلاں متھرا، حضرت سید محمود مداری چور بر تکیہ سدھارتھ نگر وغیر ہم کی خانقاہیں آج بھی دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔مچھریا ضلع کانپور میں حضرت سید ابوالحسن عرف سید بابا مداری، حضرت پیر علی شاہ مداری کی خانقاہ ہے اس خانقاہ کے موجودہ متولی حضرت خلیل شاہ مداری ہیں۔اس خانقاہ کے زیر اہتمام مدرسہ الجامعۃ الحنفیہ مدار العلوم بھی چل رہا ہے۔قصبہ بیور ضلع مین پوری میں حضرت ملک میر شاہ مداری کی خانقاہ ہے اس کے موجودہ متولی جناب ہدایت علی شاہ مداری و جناب محمد رفیع شاہ مداری ہیں۔ اس خانقاہ کی بھی نگرانی میں ایک مدرسہ بنام وارث العلوم چل رہا ہے۔اس کے علاوہ اودے پور راجستھان میں خاص شہر کے اندر محلہ میوہ فروشان میں اندرون مسجد شاہ لنکا پتی ثانی مداری کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔آپ قطب اودے پور ہیں۔اس خانقاہ کے متولی عالیجناب عبدالحمید شاہ عبدالمجید شاہ مداری ہیں جو انہیں کی نسل سے

راجستھان کی بعض خاص خانقاہیں اور گدیاں اور ان سے متعلق تکیئے

راجستھان کے ضلع جئے پور کالاڈیرا میں حضرت سیدنا بابالنکا پتی مداری اور حضرت کابلی شاہ ملنگ مداری کی گدی ہے اس گدی کے گدی نشین حضرت ابرو شاہ ملنگ مداری نوراللہ مرقدہٗ سے یہ خادم ملاقات کر چکا ہے۔اس کے علاوہ ٹونک ضلع جے پور راجستھان میں حضرت گئے شاہ بابا مداری کی گدی ہے۔اس گدی کے موجودہ گدی نشین حضرت صوفی بابو شاہ مداری ہیں۔ان گدیوں سے اس علاقہ میں خوب فروغ حاصل ہوا ہے۔راجستھان کے ضلع ناگور میں ہی اڑوانا می موضع میں دیوانگان ملنگ مداری کی ایک بہت ہی مشہور گدی ہے ایک زمانہ تھا کہ اس گدی سے حضرت سیدنا بھولا شاہ ملنگ مداری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے عظیم پیمانے پر اسلامی انقلاب برپا کیا تھا۔آپ بڑے صاحب نسبت ملنگ گزرے ہیں۔آپ کے بھیگ (بال) تقریباً تیس فٹ تین انچ لمبے تھے۔آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت کلک علی شاہ ملنگ اس گدی پر متمکن ہوئے آپ بھی بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔آپ کے وصال کے بعد سے اب تک یہ گدی خالی ہے۔قدیم دستور کے مطابق کسی بھی خالی گدی یا چلہ پر بٹھانے کا حق صرف جمع اللہ و صدر سجادہ نشین و تخت نشین آستانہ عالیہ زندہ شاہ مدار کو ہی حاصل ہے۔جمع اللہ و صدر سجادہ نشین کے حکم کے بغیر کوئی بھی شخص کسی بھی گدی یا چلہ گاہ یا اس سے متعلق تکیہ پر بیٹھنے کا قطعی حقدار نہیں ہے اور نہ ہی ان کے حکم کے بغیر کوئی تصرف کرسکتا ہے۔پرانے دستور کے مطابق

آج بھی مکن پور شریف کے صدر سجادہ نشین و تخت نشین سال میں ایک بار تمام گدیوں و چلہ گاہوں اور ان سے متعلق تکیوں کا دورہ فرماتے ہیں جب وقت کا صدر سجادہ نشین و تخت نشین دربار مداریہ کسی گدی چلہ گاہ یا اس سے متعلق تکیہ پر پہنچتا ہے تو اس پر بیٹھے ہوئے ملنگان عظام و فقراء کرام وارث تخت دربار مداریہ و صدر سجادہ نشین کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نذر و فتوح پیش کرتے ہیں صدر سجادہ نشین کو یہ حق بھی حاصل ہوتا ہے کہ تمام گدیوں و چلہ گاہوں کی ساری آمدنی و اخراجات یا دیگر معاملات کا جب چاہیں حساب و کتاب لے سکتے ہیں۔

راجستھان ضلع ناگور کے قصبہ تھانولا میں بھی سلسلۂ عالیہ مداریہ کا ایک مشہور و معروف تکیہ ہے، یہ تکیہ سید قیصر علی شاہ پانچ پیر کی درگاہ کے نام سے مشہور ہے اس تکیہ کے موجودہ تکیہ دار و گدی نشین عالیجناب محترم پیرو شاہ مداری عرف عنایت علی شاہ مداری ہیں۔ محترم پیرو شاہ بڑے بلند ہمت اور انتہائی متحرک آدمی ہیں۔ ہمیشہ سلسلہ عالیہ مداریہ کی ترویج و اشاعت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اس تکیہ پر راقم الحروف بھی حاضر ہو چکا ہے۔

ضلع ناگور ہی میں ضلع پربت سر میں سلسلۂ مداریہ کا ایک بڑا قدیم تکیہ ہے یہ جگہ تکیہ پربت سر کے نام سے مشہور بھی ہے۔ یہاں کی مسجد میں پرانے دور کا ایک کتبہ آج بھی لگا ہوا ہے کتبہ کے الفاظ یہ ہیں،،"ایں مسجد شاہ مدار بدیع الدین در عہد محمد شاہ بادشاہ سمت"، یہ تکیہ گروہ طالبان مداریہ کے بزرگوں کا ہے جو تکیہ طالبان ہی کے نام سے مشہور ہے اس تکیہ میں بہت سارے بزرگ ملنگان کرام آسودہ خاک ہیں۔ یہ سب کے سب صاحب کشف و کرامت گزرے ہیں اور الحمد للہ آج بھی ان کے آستانوں

سے فیض مداریت جاری وساری ہے۔ چند ملنگان کرام کے نام یہ ہیں، حضرت حیات علی شاہ ملنگ مداری، حضرت کوچک علی شاہ ملنگ مداری، حضرت درگاہی شاہ ملنگ، حضرت سوائی شاہ ملنگ، حضرت مدار شاہ ملنگ، حضرت عبداللہ شاہ ملنگ مداری، حضرت قربان علی شاہ ملنگ، حضرت صادق علی شاہ ملنگ، حضرت عرفان علی شاہ ملنگ، حضرت دین علی شاہ ملنگ، حضرت فیاض علی شاہ ملنگ۔ رحمہم اللہ

اس وقت یہاں کے گدی نشین حضرت صوفی قدرت علی شاہ عرف قادر شاہ ہیں ناگورہی کے قصبہ کچھیر امیں سلسلہ مداریہ کی ایک مشہور گدی اور اس سے متعلق تکیہ ہے یہ گدی ناگی کہلاتی ہے چونکہ راجستھان کے بعض علاقوں میں ملنگوں کو ناگی کہتے ہیں یہ گدی ناگی (ملنگوں) کا مرکز رہی ہے۔ اس گدی کے چند بزرگوں کے نام یہ ہیں۔ حضرت شوقین علی شاہ ملنگ، حضرت مسکین علی شاہ ملنگ، حضرت وقار علی عرف بگاڑ شاہ ملنگ، حضرت پیر محمد بخش ملنگ، حضرت بابا قادر علی شاہ ملنگ، حضرت بابا لاڈ شاہ ملنگ، اس گدی کے اکثر ملنگان کرام کے بھیگ (بال) تیس فٹ اٹھارہ فٹ کے دیکھے گئے ہیں۔ صوبہ راجستھان ضلع ناگور کے میرتا سٹی میں شاہ قبیلے کی سات پٹیوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ تواریخ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ شاہ قبیلہ روز اول سے ہی سلسلہ عالیہ مداریہ کا ایک اٹوٹ انگ رہا ہے اور آج بھی شاہ قبیلہ کے لوگوں کی عقیدتوں کا قبلہ حضور سیدنا زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ ہی کی ذات پاک ہے۔

شاہ قبیلہ کے علاوہ لوگ بھی ان گدیوں اور چلہ گاہوں سے روحانی تعلق رکھتے ہیں۔ ان برادریوں کے لوگوں کو بھی حضور زندہ شاہ مدار قدس سرہ سے کافی عقیدت ولگاؤ ہے۔ ان کی ایک بہت بڑی تعداد عرس زندہ شاہ مدار کے موقع پر مکن پور شریف آتی ہے۔

خانقاہ مداریہ شہر ناندیڑ مہاراشٹر

یہ خانقاہ ناندیڑ شہر کے اندر گوداوری ندی کے تٹ پر واقع ہے اس خانقاہ عالیہ مداریہ کے بانی حضرت سیدنا سید میراں مکھا شاہ ولی قدس سرہ ہیں ولایت میں بہت بڑی شان کے مالک تھے آپ کا ذکر خیر فرماتے ہوئے تذکرۃ المتقین کے مصنف حضرت علامہ سید امیر حسن فنصوری مداری رقم طراز ہیں کہ ”میراں مکھا شاہ ولی قدس سرہ مرید وخلیفہ سید شاہ عبد الغفور بود یکے از اولیائے روزگار بودہ است خرق عادا تش در دیار حیدرآباد معروف است مزارش در ناندیڑ ریاست حیدرآباد دکن آستانہ اوزیارت گاہ خلائق است گروہے کہ از وئے جاری گشتہ بلقب عاشقان مکھا شاہی نامور گردیدہ“

(تذکرۃ المتقین: ص ۱۲۳)

یعنی حضرت میراں مکھا شاہ ولی قدس سرہ حضرت سید شاہ عبد الغفور کے مرید و خلیفہ تھے اپنے دور کے اولیاء کے سرحلقہ تھے ان کی کرامات وخرق عادات علاقہ حیدرآباد میں مشہور ومعروف ہیں آپ کا مزار اقدس حیدرآباد ریاست کے شہر ناندیڑ میں زیارت گاہ خلائق ہے آپ سے جو گروہ جاری ہوا ہے وہ عاشقان مکھا شاہی کے نام سے مشہور آفاق ہے۔

دیگر ماخذ جو حضور والا کی خانقاہ کے ذمہ داران سے فراہم ہوئے ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ حضرت سید عبد الغفور مداری قدس سرہ کے مرید وخلیفہ سیدنا مرتضیٰ عشقی مداری کے مرید وخلیفہ تھے۔

آپ کو حضور مدار پاک نے بطور باطن حکم فرمایا تھا کہ عنقریب میرا ایک فرزند روحانی تم سے ملے گا جب وہ تمہیں ملے تو اسے سلسلۂ مقدسہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز کردینا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خانقاہ شریف ناندیڑ میں آپ کے حالات پر مشتمل ایک مضمون جو زمانہ قدیم کا ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت میراں مکھا شاہ ولی تاشقند کے باشندہ تھے اور نسبی اعتبار سے حسنی حسینی سید آل رسول تھے چوبیس واسطوں کے بعد سلسلۂ نسب سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے لکھا ہے کہ بچپن سے ہی آپ کے کان میں یہ آواز آتی تھی کہ ہند آؤ ہند آؤ چنانچہ جب آپ کی عمر شریف چودہ پندرہ سال ہوئی تو آپ بہ اجازت والدین کریمین عازم ہندوستان ہوئے جنگلوں بیابانوں چٹیل میدانوں سے گزرتے ہوئے دیار قطب المدار دارالنور مکن پور شریف پہونچے، بارگاہِ مداریت پناہ میں حاضری دی اور فیضان قطب المدار سے مالا مال ہوئے اور حکم ہوا کہ تم دکن کا سفر کرو تمہارے قدموں کی برکت سے اس علاقہ میں اسلام کو فتح مبین حاصل ہوگی۔

خانقاہ مداریہ میراں مکھا شاہ سے جو ماٰخذ مجھے ملا ہے اس سے یہ بات واضح نہیں ہو پاتی ہے کہ یہ حکم بطور ظاہر ملا تھا یا بطور روحانیت لیکن سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت میراں مکھا شاہ مکن پور شریف پہونچے تھے اس وقت حضور مدار پاک بظاہر بقید حیات نہیں تھے بطور روحانیت تمام فیوض وبرکات عطا فرما رہے تھے۔

لکھا ہے کہ آپ نے بارگاہ مدار میں عریضہ پیش کیا کہ حضور میں ایک بار اپنے وطن جا کر واپس آنا چاہتا ہوں چنانچہ آپ کو اجازت مل گئی اور آپ تاشقند کی جانب روانہ ہوگئے چونکہ وہ موسم حج تھا اس لئے آپ سب سے پہلے مکہ معظمہ پہونچے، عین

حالت طواف میں حضرت سیدنا مرتضیٰ عشقی قدس سرہ تشریف لائے اور آگے بڑھ کر میراں مکھا شاہ کو گلے سے لگالیا، پیشانی کو بوسہ دیا اور وہیں سلسلۂ مداریہ کی اجازت و خلافت بھی عطا فرمادی۔

بعدہ تمام ارکان سے فارغ ہو کر اپنے وطن مالوف تاشقند کی جانب روانہ ہو گئے اثنائے راہ آپ کا گزر فتح پور نامی بستی سے ہوا یہاں ایک بادشاہ کا دار السلطنت تھا وہ بادشاہ صاحب اولاد نہیں تھا کسی بزرگ نے بادشاہ کی خواہش پر اولاد کے لئے دعا تو فرمادی لیکن یہ بھی فرمادیا کہ تم اس لڑکے کو سنبھال نہیں پاؤ گے المختصر جب بادشاہ کے یہاں فرزند تولد ہوا لیکن اس کی کیفیت بہت پر جلال تھی، بادشاہ کی خادمہ جب بھی اس نومولود کے لباس تبدیل کروانے کے لئے اس کے کپڑے نکالتی اور برہنہ کر کے دوسرا کپڑا پہنانے کی کوشش کرتی تو اس کی آنکھوں کی روشنی تھوڑی دیر کے لئے ختم ہو جاتی اور چیخیں مارتی ہوئی کمرے کے باہر آتی پھر درست ہو جاتی ایسا کئی دفعہ ہوا پھر بعد میں کپڑا تبدیل کرنے کے لئے دوسرے طریقے کا استعمال کیا گیا لیکن آپ کی جلالی کیفیت دن بدن بڑھتی ہی گئی یہاں تک کہ بادشاہ نے ایک تہہ خانہ بنوا کر اس میں آپ کو بند کر دیا روایت ہے کہ ایک دن حضرت فتح اللہ تہہ خانہ سے باہر آگئے اور اسی راہ پر چل پڑے جس راستے سے حضرت میراں مکھا شاہ مداری تشریف لا رہے تھے حضرت میراں مکھا راستے میں ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے حضرت فتح اللہ وہاں پہونچ گئے اور بارگاہ میں باادب دوزانو بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد جب حضرت نے شیخ فتح اللہ کی آنکھ سے آنکھ ملائی تو برجستہ فتح اللہ نوری کہہ کر مخاطب ہوئے تحریر ہے کہ جونہی آپ کی زبان سے لفظ نوری ادا ہوا ان کی تمام جلالی کیفیت ختم

ہوگئی بعدہ حضرت میراں مکھا چلنے لگے تو حضرت فتح اللہ نے دامن پکڑ لیا اور التجا کی کہ حضور میں بھی آپ کے ہمراہ چلوں گا حضرت میراں مکھا شاہ ولی نے انہیں اپنے ہمراہ لے لیا اور اپنے وطن تاشقند پہونچے اور والدین کی بارگاہ میں پہونچکر قدمبوس ہوئے اور اپنی حاصل شدہ تمام نعمتوں کا ذکر فرمایا اور واپس ہندوستان جانے کا ارادہ بھی ظاہر کیا، والدین نے آپ کو بخوشی ورضا ہندوستان کی جانب روانہ کیا۔ آپ پنجاب دہلی سے ہوتے ہوئے کلیان مہاراشٹر پہونچے جہاں حضرت سیدنا سید عبدالرحمٰن ملنگ مداری تشریف فرما تھے آپ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کئے نیز سرکار سیدنا جمال الدین جان من جنتی سے بھی فیوض و برکات حاصل فرمایا اور پھر مختلف مقامات پر تبلیغ اسلام فرماتے ہوئے حضور مدار پاک کے باطنی اشارے کے مطابق ناندیڑ پہونچے، آپ کے ہمراہ آپ کے حلقہ بگوشوں کی ایک جماعت بھی تھی جو چالیس افراد پر مشتمل تھی جب آپ یہاں پہونچے تو یہاں کا راجہ جس کا نان دوّم تھا اس کو جب آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو اپنے مخصوص سپاہیوں کو بلایا اور کہا جو فقیر آیا ہے اس سے کہو کہ ہماری سلطنت سے چلا جائے اور اگر نہیں مانتا ہے تو کہنا کہ جنگ کے لئے تیار رہے راجہ کے سپاہی حضرت میراں مکھا شاہ ولی کی خدمت میں اپنے راجہ کا پیغام لے کر پہونچے اور من وعن پوری بات کہہ ڈالی سرکار مکھا شاہ نے واپس جانے سے انکار فرمادیا اور اعلان جنگ قبول کر لیا۔ خانقاہ عالیہ کے قدیمی نوشتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جنگ کی ابتداء حضرت شیخ برہان لدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے سے ہوئی، اس مقام پر پہونچکر حضرت نے فرمایا یہ یہاں کے شہید اول ہیں اور ان کے بعد ان کا مشن مجھے سونپا گیا ہے واضح رہے کہ حضرت برہان الدین شہید سلطان غیاث الدین

تغلق کی فوج کے سپہ سالار تھے جنہیں سلطان نے حضرت خواجہ کامل دار مداری کا مکتوب پڑھ کر یہاں روانہ فرمایا تھا ان حضرات کا مقابلہ یہاں کے راجہ راج نند سے ہوا تھا اس جنگ میں بظاہر مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی یہ دور آٹھویں صدی ہجری کا تھا پھر ۹۰۰ھ تک اس علاقے میں اسلام کا کام سرد پڑا رہا ۹۰۰ھ کے بعد اب حضرت میراں مکھا مداری تشریف لائے جنہوں نے ناندیڑ کو فتح کیا اس جنگ میں آپ کے مرید و خلیفہ اول حضرت شیخ فتح اللہ نے کئی دیو پیکر اور کفار و مشرکین کے سر قلم کئے لیکن ایک عجیب بات یہ پیش آئی کہ آپ نے جس بڑے راکشس کو قتل کیا تھوڑی دیر کے بعد پھر اس میں زندگی کے آثار ظاہر ہونے لگے یہ دیکھ کر حضرت میراں مکھا حضور مدار پاک کی روحانیتِ پاک کی جانب متوجہ ہوئے پھر آپ کو حکم ہوا اپنے ہاتھ سے مٹی اٹھاؤ اور اس راکشس دیو پر پھینک دو حضرت میراں مکھا نے مٹی اٹھا کر اس کے بدن پر پھینکی مٹی پڑتے ہی وہ جل کر خاکستر ہو گیا یہ منظر دیکھ کر تمام دشمنانِ اسلام بوکھلا گئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے پھر حضرت میراں مکھا شاہ ولی اس ڈھیر کے پاس آئے اور کہا کہ اسے ہمارے قدموں میں دفن کر دو مریدین نے پوچھا حضور آپ کے قدموں میں دفن کرنے کا کیا مطلب ہوا آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہی جگہ ہماری آخری آرام گاہ ہے لہٰذا اسے یہیں دفن کر دو تاکہ جب لوگ میری تربت پر حاضری دینے آئیں تو کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہوئے اسے روندتے ہوئے گزریں۔

حضرت میراں مکھا شاہ ولی مداری جب ان تمام امور سے فارغ ہو گئے تو پھر آپ کا چرچا سن کر دور دراز سے لوگ آنے لگے آپ کی کرامتوں کو چرچا ہونے لگا جو

ندی بنام گوداوری آپ کی خانقاہ شریف سے متصل ہو کر بہہ رہی ہے وہ آپ کی کرامت سے ظاہر ہوئی تھی اور آپ نے دعا فرمائی تھی کہ تو مثل چاند و سورج ہمیشہ جاری و ساری رہے گی آپ کا وصال پر ملال ۲۰ رمحرم الحرام ۱۰۰۰ھ میں ہوا مزار اقدس ایک پر شکوہ عمارت کے اندر مرجع خاص و عام ہے آپ کی خانقاہ شریف کے ہی احاطے میں حضور سرکار سرکاراں سیدنا قطب المدار قدس سرہ کی چلہ گاہ بھی ہے یہاں کے پرانے نوشتوں میں لکھا ہے کہ اس مقام پر حضرت مدار پاک حضرت میراں مکھا شاہ سے بہت پہلے ساتویں صدی ہجری میں ہی ایک ہزار خلفاء و مریدین کے ہمراہ تشریف لائے تھے اور اس جگہ پر چار ماہ مسلسل چلہ کش تھے اس وقت اس جگہ کثرت کے ساتھ بانس کی جھاڑیاں تھیں یہ جھاڑیاں خاندان چالوکیہ کی رانی کلیانی کی شکارگاہ تھی یعنی اس وقت یہ جگہ غیر آباد تھی لیکن سرکار مدار پاک نے کشف باطن سے معلوم فرمالیا تھا کہ یہ جگہ عنقریب آباد ہو جائے گی۔

حضرت مدار پاک کے چلہ شریف پر جو عمارت تعمیر ہوئی اسے حضرت میراں مکھا شاہ ولی نے ہی تعمیر کروایا ہے حضرت میراں مکھا شاہ ولی کے وصال کے بعد آپ کے جانشین اور پہلے مرید و خلیفہ حضرت شیخ فتح اللہ نوری ہوئے جب آپ ۱۰۶۴ھ میں وصال فرما گئے تو حضرت شیخ عبید اللہ درویش کو جانشینی ملی آپ ۱۱۱۲ھ میں واصل بحق ہوئے تیسرے جانشین حضرت شیخ عبد الملک مکھا شاہی مداری ہوئے آپ کا وصال ۱۱۶۸ھ میں ہوا بعدہ حضرت شیخ محمد قائم مکھا شاہی مداری کو منصب جانشینی تفویض ہوا آپ نے ۱۲۰۴ھ میں وصال فرمایا آپ کے بعد حضرت جعفر شاہ درویش مکھا شاہی مداری جانشین ہوئے الخ خانقاہ ھذا کے موجودہ صاحب سجادہ کا شجرۂ مداریہ

درج ذیل ہے (۱) حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم (۲) حضرت مولی علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ (۳) حضرت خواجہ حسن بصری (۴) حضرت خواجہ حبیب عجمی (۵) حضرت بایزید بسطامی (۶) حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار (۷) حضرت سیدنا قاضی مطہر (۸) حضرت قاضی حمید (۹) حضرت شاہ راجے دہلوی (۱۰) حضرت سید عبدالغفور عرف بابا کپور (۱۱) حضرت شیخ مرتضیٰ عشقی (۱۲) حضرت میراں مکھاشاہ ولی (۱۳) حضرت شیخ فتح اللہ مداری (۱۴) حضرت عظمت اللہ مداری (۱۵) حضرت شاہ عنایت مداری (۱۶) حضرت عبدالملک مداری (۱۷) حضرت عبد اللہ درویش مداری (۱۸) حضرت سید شاہ غلام سرور مداری (۱۹) حضرت سید شاہ قائم مداری (۲۰) حضرت سید شاہ جعفر مداری (۲۱) حضرت نظام الدین مداری (۲۲) حضرت سید شاہ امیر الدین مداری (۲۳) حضرت اسماعیل شاہ مداری (۲۴) حضرت سید شاہ محمد طاہر مداری (۲۵) حضرت سید شاہ احمد حمید الدین خلیل مداری (۲۶) حضرت شاہ سید محمد نصیر الدین شمیم مکھاشاہی مداری

آخر الذکر بزرگ جناب سید محمد نصیر الدین میاں مکھاشاہی مداری کو میں نے بچشم خود دیکھا یہ انتہائی منکسر المزاج شخص ہیں بڑے صدق مقال بزرگ ہیں اس وقت خانقاہ میراں مکھاشاہ کے یہی سجادہ نشین ہیں تمام تقریبات خانقاہ انہیں کی سرپرستی میں انجام پاتی ہیں دعاء ہے کہ اللہ عز وجل انہیں تادیر سلامت رکھے اور فروغ مداریت کا اہم کارنامہ انجام دیتے رہیں صاحب سجادہ خانقاہ معلیٰ زندہ شاہ مدار مکن پور شریف علامہ الحاج سید محمد مجیب الباقی مداری سے بھی انہیں خاص طریقے سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔ میں نے اس خانقاہ میں بھی حاضری کا شرف حاصل کیا ہے

فیضان مداریت کی برسات ہر لمحہ ہوتی رہتی ہے۔اس شہر میں جو بھی آئے اسے چاہئے کہ یہاں حاضری دے کر فیض حاصل کرے۔

کلیان مہاراشٹر میں سلسلۂ مداریہ کی خانقاہیں

کلیان پہاڑی کے اوپر سب سے بڑی خانقاہ قدوۃ السالکین سیدنا حاجی سید عبد الرحمن ملنگ مداری کی ہے حضرت والا کی خانقاہ اور شخصیت سے متعلق تفصیل اسی کتاب میں ان کے حالات کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔اس جگہ ان مشائخ مداریہ کا ذکر مقصود ہے جو کلیان اور اطراف میں آرام فرما رہے ہیں۔

چنانچہ حضرت سلطان شاہ مداری حضرت بختاور مداری یہ دونوں حضرات سلسلۂ مداریہ کے بڑے جلیل القدر بزرگ ہیں انکی خانقاہ اور مزار مقدس پہاڑی پر واقع ہے اور حضرات صفت علی شاہ برہنہ عاشقان مداری کی خانقاہ کمبھارلی گاؤں میں ہے جو گائے مکھ سے مشہور ہے اسی جگہ آپ کا مزار بھی ہے۔

اور کلیان ہی میں حضرت سیدنا موسیٰ شاہ سہاگی کا بھی آستانہ ہے نیز حضرت سیدنا سرور علی شاہ عاشقان مدار اور حضور سیدنا ولی پیر شہنشاہ کلیان بھی آرام فرما رہے ہیں اور یہیں پر حضرت سیدنا تلقین علی شاہ عاشقان مدار حضرت یقین علی شاہ عاشقان مدار حضرت مقیم شاہ عاشقان مدار حضرت کریم شاہ عاشقان مدار حضرت رحیم شاہ عاشقان مدار حضرت عظیم شاہ عاشقان مدار حضرت اسماعیل شاہ صدر عاشقان مدار کے بھی مزارات ہیں جو ولی پیر کے قریب میں ہیں۔

یہاں پر ایک چلہ قطب المدار بھی ہے چلہ شریف کے علاقے میں حضرت حیدر علی شاہ عاشقان مدار کا آستانہ ہے اور یہیں پر حضرت سید بدیع الدین کی مسجد بھی ہے جو اب بگڑ کر بدو والی مسجد ہوگئی ہے یہ مسجد نمک بندر میں واقع ہے مسجد کے سامنے حضرت امین شاہ کا مزار ہے۔ اور وہیں قبرستان میں سلسلہ مداریہ کے عالی مرتبت بزرگ حضرت جلال الدین عاشقان مدار کا مزار اقدس ہے قبرستان کے باہر ایک گیٹ پر بحرف جلی آپ کا نام حضرت جلال الدین شاہ عاشقان مدار تحریر ہے۔

پنویل میں سلسلہ مداریہ کی خانقاہیں

شہر پنویل میں حضرت داد اسبحانی شاہ ملنگ مداری کا مزار مقدس ہے جو اسرائیل تالاب کے پاس واقع ہے اور پنویل تکیہ میں حضرت عبداللہ تجلی خادمان مدار کی خانقاہ ہے اور یہیں آپ کا آستانہ بھی ہے اسی پنویل میں حضرت بدرالدین حسینی ملنگ کا سر مبارک بھی مدفون ہے حضرت بدرالدین حسینی سے متعلق مشہور ہے کہ حضرت سید صدرالدین بادشاہ عاشقان مداری جن کا آستانہ اگت پوری ناسک سے قریب ہے وہ ان کے فیض یافتہ تھے۔ راقم الحروف کو یہ تمام معلومات جناب ابراہیم شاہ صاحب کی معرفت حاصل ہوئیں یہ صاحب حضرت بابا موسیٰ شاہ سہاگی کے آستانے کے صاحب سجادہ ہیں بہت ہی نیک فطرت اور بزرگ دوست آدمی ہیں۔

خانقاہ مداریہ نرور گڑھ ایم پی

اس مقام پر سلسلہ مداریہ کی بہت عظیم خانقاہ ہے جسے دیکھنے کے بعد سلسلہ مداریہ کی عظیم خدمات کا اندازہ ہوتا ہے یہ عظیم الشان خانقاہ قلعہ نرور گڑھ سے بالکل متصل پہاڑی پر واقع ہے، قلعے کے تیسرے گیٹ سے متصل ایک مقبرے میں دو پختہ قبریں بنی ہوئی ہیں وہاں ایک کتبہ بھی لگا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مزارات شہداء کی ہیں اس کتبے پر سن شہادت ۹۶۲ھ لکھا ہوا ہے، قلعہ سے باہر جنوبی سمت پہاڑی پر حضور مدار پاک کی چلہ گاہ ہے چلہ شریف کے احاطے میں جانب مغرب مسجد شاہ مدار بنی ہوئی ہے چلہ شریف کی مشرقی سمت پر ایک پرشکوہ مقبرہ بنا ہوا ہے جس میں سلسلہ مداریہ کے پانچ مشائخ عظام کی پختہ قبریں بنی ہوئی ہیں چلہ مداریہ کے احاطہ سے باہر شمالی حصے سے متصل ایک اور مسجد بنی ہوئی ہے اور چلہ شریف کے سامنے مشرقی وجنوبی کونے پر بھنڈار خانہ بنا ہوا ہے اسی سے متصل دھونا بھی ہے اور اس کے اوپر دیوان خانہ تعمیر ہے اس دیوان خانے سے متصل جانب جنوب ایک اور مسجد ہے اور چلہ مدار پاک سے بالکل متصل جنوبی حصے پر ایک بڑا حجرہ مع برآمدہ بنا ہوا ہے یہ سلسلہ مداریہ کے مشائخ ملنگان عظام کی آرام گاہ ہے اس حجرے کے سامنے حضرت حکیم محمد شریف متوفی ۱۱۸۸ھ کی پختہ قبر ہے نیز اسی حجرہ کے جنوبی و مغربی حصے میں کئی اور پختہ قبریں ہیں بھنڈار خانے سے متصل جانب جنوب ایک اور پرشکوہ مقبرہ ہے اس کے اندر حضرت شیخ یسین مداری ملنگ قدس سرہ کا مزار اقدس ہے یہاں پر خلق الٰہیہ حاضر ہو کر فیضیاب ہوتی ہے حضرت سیدنا یسین شاہ ملنگ مداری قدس سرہ کے مقبرے کے مغربی وجنوبی حصے میں بنی ہوئی مسجد کے جنوبی سمت پر ایک اور

پختہ مزار ہے جو ایک بانسبت جید ملنگ کا ہے یہ قبر بھی ایک مقبرے کے اندر ہے اس مقبرہ سے ملا ہوا ایک اور مقبرہ ہے جو جانب جنوب ہے اس میں بھی ایک بانسبت بزرگ ملنگ کا مزار ہے اور پھر اس سے متصل ہی ایک شاندار عمارت ہے جس میں چار مزار ایک دالان ہے یہاں بھی مشائخ عظام کی گدیا لگتی ہیں۔

بعدہ پہاڑ کی ڈھلان ہے راقم السطور قیصر مداری اس پہاڑ پر جا کر یہ سب کچھ منظر خود ملاحظہ کر چکا ہے یہاں کے لوگ بتاتے ہیں کہ پہاڑ کے نیچے سے ہر رات چلہ مدار پاک پر چراغ جلتا نظر آتا ہے لیکن جب قریب جاتے ہیں تو دھیرے دھیرے اس کی لو مدھم ہو جاتی ہے اور بہت قریب جاتے ہیں تو بالکل ہی نظر آنا بند ہو جاتا ہے۔

راقم السطور ''شعبان المعظم ۲۳ ۱۴۳۳ھ مطابق جولائی ۲۰۱۲ء بروز منگل حضور تاجدار ملنگان خواجہ مخدوم سید معصوم علی شاہ مداری کے ہمراہ اس مقام پر شرف حاضری سے مشرف ہونے کے لئے پہونچا تھا۔ ہمارے ہمراہ سلسلہ صابریہ کے ایک شیخ جناب سید رستم علی شاہ صابری بھی تھے اسی مقام پر حضور تاجدار ملنگ نے انہیں سلسلہ مداریہ کی بہت خاص نعمت ''طریق'' سے ممتاز فرمایا تھا اور موصوف کو بہت سے فیوض و برکات حاصل ہوئے تھے۔ نیز مجھے بھی اس جگہ سے بے پناہ فیضان حاصل ہوا۔

خانقاہ مداریہ شرڈ شاہ پور

یہ خانقاہ شہر ناندیڑ سے تقریباً پچاس کلو میٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ یہاں ایک پہاڑی کے اوپر سرکار قطب المدار کی خانقاہ اور چلہ گاہ ہے نیز آپ کے اخص الخواص

مرید وخلیفہ حضرت سید جمال الدین جان من جنتی کی بھی چلہ گاہ یہاں موجود ہے۔غالباً جس زمانے میں حضور مدار پاک نانديڑ تشریف لائے تھے اسی دور میں یہاں بھی تبلیغ اسلام کی غرض سے تشریف فرما ہوئے ہوں گے یہاں کے لوگ بتاتے ہیں کہ چلہ گاہ پر بلاتفریق ہندو مسلم سب حاضر ہو کر زیارت کرتے ہیں اور اپنے مشکل ترین حالات کو پیش کر کے بفیض قطب المدار شاد کام ہوتے ہیں چلہ شریف پر بروقت جو صاحب تعینات ہیں وہ حضور صدر المشائخ علامہ الحاج سید محمد مجیب الباقی مداری سجادہ نشین وتخت نشین خانقاہ مداریہ مکن پور شریف کے مرید ہیں پہاڑ کے نیچے ایک مداری مسجد بھی بنی ہوئی ہے جو فن تعمیر میں انتہائی لاجواب ہے راقم السطور اس مقام پر حاضری دے چکا ہے اور فیوض و برکات بھی حاصل کیا ہے۔ یہاں کے خوش عقیدہ سنی مسلمان حضور مدار پاک قدس سرہ سے غایت درجہ عقیدت رکھتے ہیں اور دربار مداریہ مکن پور شریف حاضری بھی دیتے رہتے ہیں۔

خانقاہ مداریہ شاہ جہاں پور

روزنامہ راشٹریہ اردو مورخہ ۱۰ر رجب المرجب مطابق ۱۳ر جون ۲۰۱۱ء بروز دوشنبہ کے مطابق اس خانقاہ مداریہ کے بانی حضرت بولن شاہ مداری قدس سرہ ہیں حضرت بولن شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک سیاح بزرگ گزرے ہیں تلاش حق کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے رہے بالآخر شاہجہاں پور میں مستقل سکونت اختیار کی آپ جب شاہ جہاں پور میں آئے تو جانب دریا کھونت سے متصل محلہ لودھی پور میں شیخ جمال

الدین کے اصطبل کے دروازے کے پاس ایک نیم کے درخت کے نیچے اپنا بستر جمالیا اور یہاں پر تقریباً دس سال تک محو عبادت رہے پھر جمال الدین کی منت و سماجت پر ایک چھپر کے نیچے رہنے پر رضامند ہو گئے اور بقیہ تمام عمر اسی چھپر میں گزار دی آپ اپنے وقت میں شاہجہاں پور کے ابدال تھے اور آپ سلسلہ عالیہ طیفوریہ مداریہ سے منسلک تھے آپ کا عرس ۸ ر رجب سے ۱۰ ر رجب تک ہوتا ہے نیز آپ کا عرس پاک پاکستان میں بھی بہت اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے آج کل شاہجہاں پور میں آپ کے عرس مقدس کی دیکھ ریکھ جناب حاجی سعید اور حاجی عبدالرحمن صاحبان کرتے ہیں آپ کا تذکرہ بحر ذخار میں بھی موجود ہے لکھتے ہیں کہ ''آں برگزیدہ درگاہ ایزد متعال حضرت شاہ بولن ابدال در شاہجہاں پور ابدال وقت از سلسلہ طیفوریہ مداریہ بود صاحب حالات بلند و کرامت ارجمند است'' یعنی برگزیدہ بارگاہ الٰہی حضرت بولن شاہ مداری اپنے دور میں شاہجہاں پور کے ابدال تھے اور انکا تعلق سلسلہ مداریہ طیفوریہ سے تھا صاحب حالات بلند و بالا کرامات ارجمند تھے۔ (بحر زخار: ص ۱۰۰۱)

خانقاہ مداریہ قصبہ آسودہ ضلع جلگاؤں

قصبہ مذکور شہر جلگاؤں سے سات کلو میٹر دور پورب کی سمت پر واقع ہے اس جگہ بھی سلسلہ مداریہ کی ایک خانقاہ ہے یہاں حضور مدار پاک قدس سرہ نے چلہ بھی فرمایا تھا چلہ گاہ اب تک محفوظ ہے اور زیارت گاہ خواص و عوام ہے چلہ گاہ شریف سے متصل ایک ضعیف خاتون کا مکان ہے وہ بتاتی ہیں ہر رات آدھی شب گزرنے کے بعد اس مقام پر رجال الغیب تشریف لاتے ہیں جو کبھی کبھی عام لوگوں کو نظر بھی آجاتے ہیں۔

خانقاہ مداریہ چوپڑا ضلع جلگاؤں

اس قصبے میں بھی مداریہ سلسلے کی خانقاہ ہے جہاں سے کسی دور میں شاندار پیمانے پر دین وسنیت کی ترویج واشاعت ہوئی ہے یہاں بھی حضور مدار پاک سیدنا پیر زندہ شاہ مدار قدس سرہ نے چلہ فرمایا ہے چلہ گاہ آج بھی مرجع خلائق ہے اکثر وبیشتر یہاں پر اہل حاجت کی جماعتیں آتی رہتی ہیں اور فیضان مداریت پناہ سے مالامال ہو کر جاتی ہیں ۲۰۱۴ء میں راقم السطور جب جلگاؤں جناب اعجاز احمد شاہ علوی مداری کی دعوت پر حاضر ہوا تو وہاں کے احباب کی معرفت ان خانقاہوں اور چلہ گاہوں کا پتہ چلا۔

خانقاہ مداریہ ناسک

یہ خانقاہ ناسک روڈ مہاراشٹر میں والدوی ندی کے کنارے واقع ہے یہاں بھی مدار پاک کہ چلہ گاہ ہے اس جگہ پر خلق خدا کثرت کے ساتھ حاضر ہوتی ہے بلا تفریق ہندو مسلم، سکھ، عیسائی سب ہی اس خانقاہ کے متعقد ہیں۔ بہت ساری کرامتیں عوام میں مشہور ہیں یہ فقیر ۲۶؍ اگست ۲۰۰۸ء کو خانقاہ مداریہ مکن پور شریف کے صدر سجادہ نشین علامہ سید مجیب الباقی مداری کے ہمراہ حاضر ہو چکا ہے اس وقت ایک شخص نور محمد نامی وہاں پر بطور خادم تعینات ہے۔

تکیہ و خانقاہ مداریہ امبیکا پور

یہ خانقاہ صوبہ چھتیس گڑھ کے مشہور شہر امبیکا پور میں واقع ہے اس خانقاہ شریف سے دین وسنیت کی بیش بہا خدمات ہر دور میں ہوتی رہی ہیں سلسلہ مداریہ کے دو عظیم المرتبت صاحب کشف و کرامات و صاحب تصرف بزرگان دین یہاں آرام فرما ہیں ان اللہ والوں کی عظمت و بزرگی کا اعتراف اس دیار کے تمام افراد کرتے ہیں اور اس آستانہ عالیہ پر جبیں سائی کو عین سعادت تصور کرتے ہیں عرس پاک کے موقع پر عقیدت مندوں کا ہجوم قابل دید ہوتا ہے یہاں پر جن دو اللہ والوں کی آرام گاہ ہے ان میں سے ایک بزرگ کا نام حضور سیدنا مراد شاہ ولی مداری قدس اللہ سرہ ہے جب کہ دوسرے بزرگ حضور سیدنا محبت شاہ مداری قدس سرہ ہیں یہ مشائخ عظام بہت ہی کامل الفیض اور صاحب تصرف ہوئے ہیں ان کی آمد کے بعد اس دیار کے لوگوں کو بہت سی مصیبتوں پریشانیوں سے نجات ملی ان مشائخ عظام نے صدیوں پیشتر اس مقام پر اسلام وسنیت کی جو شمع روشن فرمائی تھی وہ حسب سابق اپنی روشنی سے اس پورے علاقے کو منور کئے ہوئے ہے اور یہ سلسلہ ارشاد تا قیام قیامت جاری رہے گا اس شہر میں اہل سنت و جماعت کی نمائندگی کرنے والی ایک قابل قدر شخصیت عزت مآب عالی جناب ایڈوکیٹ عبدالرشید صاحب صدیقی نے اپنی تحریر کردہ کتاب ''بابا مراد شاہ بابا محبت شاہ ایک مختصر جیون پریچے'' میں ان بزرگواروں کی کئی کرامات کا ذکر کیا ہے نیز موصوف نے پروفیسر نظامی ساکن ریوا کے حوالے سے یہ بات بھی پیش فرمائی ہے کہ حضرت سیدنا مراد شاہ حضرت سیدنا محبت شاہ کے آستانے پر دھونی اس زمانے

کی کوئی نئی رسم نہیں ہے بلکہ سلسلۂ مداریہ مقدسہ کے تمام مشائخ کے آستانوں پر دھونی رمائی جاتی ہے جوحسب دستور یہاں بھی جاری ہے۔

مکرمی جناب ایڈوکیٹ عبدالرشید صدیقی اور پروفیسر نظامی صاحبان کی باتوں سے قطع نظر فقیر مولف کی تحقیق کے مطابق پورے ہندوستان میں تکیہ کی اصطلاح سلسلۂ مداریہ میں ہی رائج ہے خود میں نے ہندوستان کے متعدد صوبوں میں ہزاروں تکیوں کی زیارت کی ہے اور بعدِ تحقیق پتہ چلاکہ یہ تکیہ سلسلۂ مداریہ کے فلاں بزرگ کا ہے، فلاں اللہ والے کا ہے۔

حضرات مداریہ کے تکیے عموماً شہر سے باہر ہوتے ہیں، دست پناہ اور دھونی وغیرہ انکی خاص علامتیں ہیں اور یہ سب چیزیں اس تکئے میں بھی موجود ہیں لہٰذا اس میں کوئی دورائے نہیں کہ ان اہل اللہ کا تعلق سلسلۂ مقدسہ مداریہ سے ہی ہے اسی اطراف میں رتن پور بھی واقع ہے جہاں مجاہد آزادی حضرت موسیٰ شاہ ملنگ مداری بھی آسودۂ خاک ہیں۔

تکیہ بمعنی خانقاہ عبادت گاہ کے ہے ایک افسوس ناک بات یہ ہے کہ سلسلۂ مداریہ کا انگریزوں سے ٹکراؤ ہونے کے بعد یہ خاص مقدس جگہیں کچھ مقامات پر ان کے قبضے میں پہونچ چکی ہیں جو تصوف وطریقت کے دشمن بلکہ اہل اللہ اور ان سے منسوب مقامات مقدسہ کی زیارت کو شرک اور بدعت کہتے ہیں۔ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں ایک تحقیق کے مطابق سلسلۂ مداریہ سے منسلک ایک مخصوص طبقہ اپنے آپ کو تکیہ دار ہی کہتا رہا ہے ۱۰-۹-۱۸۰۸ء میں انگریز بوکانن کے ذریعے ایک سروے میں ضلع پورنیہ بہار کے کئی تکیوں کا ذکر کیا گیا ہے جسے جناب قمر شاداں نے

اپنی کتاب تاریخ پورنیہ میں شامل کتاب کیا ہے نیز تذکرۃ المتقین میں بھی سلسلہ مداریہ کے بہت سارے تکیوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔مذکورہ دونوں بزرگ حضرت مراد شاہ، حضرت محبت شاہ ابیکا پور کے تکیے پر راقم السطور بھی حاضری دے کر فیضیاب ہوا ہے اور ہمارا خیال یہ ہے کہ اس شہر میں جو بھی آئے اسے چاہیے کہ حاضر آستانہ ہو کر فیوض و برکات حاصل کرے ۔مشہور مؤرخ سید اقبال جونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور میں بھی سلسلہ مداریہ کے کئی تکیوں کا ذکر کیا ہے لہٰذا ان سب حوالہ جات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچتی ہے کہ تکیہ مشن سلسلہ مداریہ کے مشائخ نے رائج فرمایا تھا اور ہندوستان میں جہاں بھی تکیہ ہے وہاں سلسلہ مداریہ کے ہی بزرگ تعینات رہے ہیں جس وقت میں حضرت سرکار مراد شاہ محبت شاہ کے تکیہ شریف پر حاضر ہوا تھا تو محسوس کیا کہ جناب عالی قدر ایڈوکیٹ عبدالرشید صدیقی صاحب بزرگوں کی اس یادگار کی قابل قدر خدمت انجام دے رہے ہیں اور عرس وغیرہ کے موقع پر اپنی جیب خاص سے اس کی خدمت کرتے ہیں دعا گو ہوں کہ مولیٰ کریم انہیں اسکے بدلے اجر عظیم عطا فرمائے ۔آمین

نیز صوبہ چھتیس گڑھ مین سلسلہ مداریہ کی ترویج واشاعت کے حوالے سے عالی مرتبت جناب حافظ علی احمد صاحب قبلہ علوی کی خدمات بھی قابل قدر ہیں موصوف کی مخلصانہ کوششوں سے راقم السطور بہت متاثر ہے ان کے اندر جس طرح اشاعت کا جذبہ ہے اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے خود اعتمادی ایمانداری راست گوئی اخلاص وللّٰہیت جیسے اوصاف جمیلہ سے متصف ہیں جو کہ انہیں بطور وراثت ملے ہیں، یہ بزرگ اشاعت سنیت و مداریت کے لئے ہمیشہ سربکف رہتے ہیں نیز صوبہ چھتیس گڈھ میں ایک

صاحب کردار خاتون محترمہ عرفانہ خاتون کی خدمات بھی قابل قدر ہیں ان کا جذبہ خدمت دیکھ کر ماضی کی صالحات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے نیز عزیز القدر حضرت حافظ وقاری ضیاء القمر شاہ علوی مداری زید مجدہ کی خدمات بھی قابل تحسین ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان مخلصین کو تا دیر سلامت رکھے اور دارین کی سربلندیاں وسرفرازیاں عطا فرمائے آمین۔

خانقاہِ مداریہ شہر جلالپور امبیڈکر نگر

راقم الحروف محمد قیصر رضا شاہ حنفی مداری غفرلہ مورخہ ۱۹ رشوال المکرم ۱۴۲۸ھ مطابق یکم نومبر ۲۰۰۷ء تقریباً دوسو کلو میٹر کی مسافت طے کرنے کے بعد عزیزم حافظ محمد اصغر حسن شاہ حنفی مداری سلمہٗ کے ہمراہ بعد نماز مغرب شہر جلال پور ضلع امبیڈکر نگر کی اس خانقاہ میں حاضر ہوا۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد مدرسہ فیضان عزیزی کے منیجر جناب شاہ محمد صاحب سے ملاقات کی اور ان سے اپنے آنے کی غرض وغایت کو اس طرح بیان کیا۔

ماہ رمضان المبارک میں ہمارے ادارہ جامعہ اہلسنت ضیاء الاسلام کے سفراء جلال پور بھی آتے ہیں۔ سفراء کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوا کہ اہل جلالپور سید الاقطاب فرد الافراد حامل مقام محبوبیت حضور سیدنا بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کا عرس پاک بڑے اہتمام کے ساتھ مناتے ہیں مگر سلسلہ مداریہ کے کسی شیخ طریقت یا عالم دین کی شرکت اس میں نہیں ہوتی نیز جلال پور میں واقع مدرسہ فیضان عزیزی کی دیوار پر پتھر کی ایک تختی لگی ہے جس پر" آستانہ حضور سیدنا بدیع الدین زندہ شاہ مدار رحمۃ

اللہ علیہ'' تحریر ہے۔ ہماری اتنی بات سننے کے بعد جناب شاہ محمد صاحب نے کہا کہ مولانا صاحب! ہم تقریباً چالیس سال سے یہاں سرکار مدار پاک کا عرس دیکھتے آرہے ہیں نیز ہمارے اجداد بھی یہ مقدس عرس اپنے اپنے دور میں منایا کرتے تھے اور وہ تختی جس کا تذکرہ آپ کررہے ہیں وہ بے وجہ نہیں لگی ہے جہاں وہ تختی لگی ہے اس کے پیچھے حضور سیدنا سرکار زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی چلہ گاہ ہے اور کئی خلفائے مداریہ کے مزارات ہیں۔ اصحاب مزار میں زیادہ حضرات بانسبت ملنگ تھے ان کی کئی نشانیاں یہاں پر موجود ہیں۔ ان میں سے اس وقت صرف پنجہ شریف باقی ہے جو میاں کمال صاحب کی نگرانی میں ہے۔ اتنی گفتگو ختم ہونے کے بعد ہماری خواہش کے مطابق جناب شاہ محمد صاحب اور جناب میاں کمال صاحب مجھے سرکار زندہ شاہ مدار کی چلہ گاہ پر لے گئے۔ ہم نے بصد حسن عقیدت سرکار مدار پاک کے چلہ گاہ کی زیارت کی اور فیوض و برکات حاصل کیا۔ بعدہ جناب میاں کمال صاحب نے پنجہ شریف کی زیارت کروائی اور بتایا کہ جب عرس پاک کی تاریخ آتی ہے تو یہ پنجہ شریف کسی لمبی لکڑی سے باندھ کر گاڑ دیا جاتا تھا مگر اب کچھ سالوں سے ایسا نہیں ہوتا ہے۔ پنجہ شریف پر کچھ آیات قرآنیہ بشمول آیۃ الکرسی اور کچھ دوسرے کلمات مبارکہ سرکار مدار پاک کا نام اور آپ کی جائے ولادت حلب تحریر ہے۔ جس گراؤنڈ میں حضور مدار پاک کی چلہ گاہ ہے اس کے دو حصے ہیں، پہلے حصے میں سات مداری خلفاء کے مزارات ہیں اور دوسرے حصے میں گیارہ مداری خلفاء کے مزارات ہیں۔ دوسرے حصے میں پہلے ایک بزرگ کا مزار ہے اس کے بعد بشکل مزار سرکار مدار پاک قدس سرہ کی چلہ گاہ ہے بعدہ دوسرے بزرگوں کے مزارات ہیں۔ جناب شاہ محمد صاحب نے بتایا کہ اس چلہ گاہ

شریف کے آخری گدی نشین حضرت محمد سمیع میاں ملنگ تھے۔آپ ضلع اعظم گڑھ کے رہنے والے تھے۔آپ اپنی زندگی کے آخری ایام میں بنارس چلے گئے وہی پر آپ کا انتقال ہوا۔مزار پاک بنارس میں ہے۔

مدرسہ فیضان عزیزی سے متعلق جناب شاہ محمد صاحب مینجر مدرسہ نے بتایا کہ سرکار مدار پاک کی چلہ گاہ سے متعلق زمین خالی پڑی تھی لوگوں نے اسی میں مدرسہ فیضان عزیزی تعمیر کر دیا۔اب سرکار مدار پاک کا عرس شریف ۱۷/۱۶ جمادی الاول کو مدرسہ ہی کے زیر اہتمام منعقد ہوتا ہے۔مدرسہ ھٰذا کے سکریٹری جناب عبد الرقیب صاحب نے بتایا کہ ۱۶/ جمادی الاول کی رات میں علماء کی تقریریں ہوتی ہیں اور ۱۷/ جمادی الاول کی رات میں نعتیہ و منقبتیہ مشاعرہ ہوتا ہے۔ہر شاعر اپنے اپنے طور پر حضور مدار پاک کی شان میں کم از کم دو شعر ضرور پیش کرتا ہے۔ایک اور بھائی جو مدرسہ ھٰذا کے خادم ہیں انہوں نے بتایا کہ یہاں پر پہلے یہ دستور تھا کہ جمادی الاول کا چاند نظر آنے کے بعد ڈنکا بجنا شروع ہو جاتا تھا اور ۱۷/ جمادی الاول تک بجتا رہتا تھا مگر اب یہ بھی بند ہو چکا ہے۔مدرسہ ھٰذا کے صدر اعلیٰ جناب بابو حیات محمد صاحب سے ملاقات ہوئی الحمد للہ موصوف بڑے با اخلاق اور خوش عقیدہ سنی مسلمان ہیں۔یہاں کے خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کا یہ طریقہ بہت اچھا لگا کہ امتحان میں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ کو جو چیزیں بطور انعام دیتے ہیں ان چیزوں پر حضور سیدنا سرکار مدار پاک کا اسم شریف تحریر ہوتا ہے۔ان حضرات کا یہ عمل لائق تعریف ہی نہیں بلکہ قابل تقلید بھی ہے،سرکار مدار پاک کی متذکرہ چلہ گاہ جلال پور محلہ قاضی پورہ میں واقع ہے۔چلہ گاہ کو قصبہ مذکور میں ڈھیری بھی کہتے ہیں۔

خانقاہ مداریہ پٹنگل شریف

یہ خانقاہ پٹنگل شریف تعلقہ بودھن ضلع نظام آباد صوبہ آندھرا پردیش میں واقع ہے۔ مشہور روایت کے مطابق تقریباً دوسو سال قبل حضور سیدنا سرکار دائم علی شاہ مداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔ آپ سلسلۂ عالیہ مداریہ کے مشہور گروہ عاشقان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو شرف بیعت و خلافت عارف حق حضور سیدنا سید قائم علی شاہ مداری سے حاصل ہے۔

علاقہ مذکور میں آپ حضرات قائم پیر اور دائم پیر کے نام سے زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔ حضرت سیدنا سرکار سید دائم شاہ قدس سرہ اپنے مرشد گرامی حضور سیدی سرکار سید قائم شاہ عاشقان مدار سے شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد مختلف مقامات پر تبلیغ دین رسول فرماتے ہوئے مقام مذکورہ پر پہونچے۔ روایت ہے کہ جب آپ پٹنگل کی سرحد کے اندر داخل ہوئے تو آبادی کے کچھ چرواہے جو اسی سمت میں اپنے جانوروں کو لے کر نکلے ہوئے تھے انہوں نے آپ کو دیکھا تو خوف و دہشت کے مارے وہاں سے بھاگ کر آبادی میں پہونچے اور مندر کے بڑے پجاری جو پنڈت بابا کے نام سے مشہور ہیں ان کے پاس گئے اور بیان کیا، بابا! ایک عجیب قسم کا انسان آبادی کے باہر آیا ہوا ہے۔ اس کے جسم پر معمولی سے کپڑے ہیں بقیہ پورا جسم لمبے لمبے بالوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ پنڈت بابا نے جب ان لوگوں کی باتیں سن لیں تو کچھ دیر کے بعد لب کشائی کرتے ہوئے کہا کہ سنو! جس شخص کی باتیں تم لوگ کر رہے ہو

وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے وہ شخص انتہائی صاحب کمال معلوم ہوتا ہے۔ تم لوگوں کو چاہئے کہ ان کی گستاخی سے سخت پرہیز کرو۔ پھر اتنا کہنے کے بعد پنڈت بابا گھوڑے پر سوار ہوئے اور حضرت والا سے ملاقات کی غرض سے چل دیئے۔ پنڈت بابا کے پیچھے آبادی کے اکثر افراد بھی چل دیئے۔ جب پنڈت بابا حضرت کے قریب پہونچے تو بڑے مودبانہ انداز میں کہا کہ مہاراج جی! آپ کو ان انسانوں کے درمیان وہ یکسوئی نہیں حاصل ہو سکے گی جو جنگلوں اور پہاڑوں میں ملتی ہے۔ حضرت سیدی سرکار دائم علی شاہ مداری نے اپنے لب ہائے مبارک کو جنبش دی اور فرمایا کہ یہاں کون انسان ہے؟ خدارا تمہیں دیکھ کر ہمیں بتاؤ کہ یہاں کتنے انسان ہیں؟ حضرت پیر دائم شاہ مداری کے حکم کے مطابق جب پنڈت بابا نے نگاہ اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے سامنے جتنے بھی آبادی کے افراد ہیں وہ سب کے سب بیل، بھینس، گدھا، خچر، اونٹ نظر آرہے ہیں۔ پنڈت بابا نے اس عظیم کرامت کو دیکھنے کے بعد آپ کی قدم بوسی کی اور داخل اسلام ہو گئے۔

ابھی تھوڑے ہی دن گزرے ہوں گے کہ آپ کے مرشد گرامی حضور سیدنا سرکار قائم علی شاہ مداری قدس سرہ بھی سیر و سیاحت فرماتے ہوئے پٹنگل شریف تشریف لے آئے اور اپنے مرید صادق حضرت بابا دائم پیر کے حسب خواہش ساری عمر وہیں پر گزار دی۔

ادھر پنڈت بابا کا مسلمان ہونا لوگوں پر کھل کر ظاہر بھی نہ ہو پایا تھا کہ پنڈت بابا دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اس لئے ہندو مذہب کے لوگ آج تک آپ کی برسی مناتے چلے آرہے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ آپ کی برسی کے موقع پر پہلے ہندو حضرات

حضرت بابا دائم شاہ کے مزار پاک پر چادر اور صندل پیش کرتے ہیں بعدہ مندرجا کر بقیہ رسومات کی ادائیگی کرتے ہیں۔

حضرت بابا دائم پیر کے بغل میں آپ کے مرشد گرامی حضرت سیدنا قائم علی عاشقان مداری کا آستانہ بھی مرجع خلائق ہے۔علاقہ مذکور میں ہزارہا ہزار لوگوں کو ان مقبولان بارگاہ نے نعمت اسلام کی لازوال نعمت سے مستفیض و مستفید فرمایا۔ یہ پورا خطہ آپ ہی دو بزرگوں کا زیادہ مرہون منت ہے۔آپ حضرات کے آستانوں سے آج بھی فیض مداری صبح وشام بٹتا رہتا ہے۔ بروقت آپ کے آستانے کے خادم ومتولی جناب سید عبدالقیوم مداری ہیں۔حضرت بابا سیدنا پیر دائم شاہ مداری قدس سرہ کا شجرۂ مقدسہ حسب ذیل ہے:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری قدس سرہ، حضرت سیدنا خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ، حضرت سیدنا خواجہ بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہ، حضرت سید بدیع الدین قطب المدار قدس اللہ سرہ العزیز، حضرت سیدنا قاضی مطہر قلہ شیر قدس سرہ، حضرت سیدنا قاضی حمید الدین عرف حمید صاحب قدس سرہ، حضرت سیدنا سید راجے قدس سرہ، حضور سیدنا شاہ سلمان قدس سرہ، حضرت سیدنا شاہ عبدالغفور عرف بابا کپور حسینی قدس سرہ حضرت سیدنا سید شاہ مرتضیٰ دین پناہ قدس سرہ، حضرت سیدنا سید شاہ میراں مکھا المعروف بہ مکھن قدس سرہ، (مزار مبارک ناندیڑ میں ہے) حضرت سید شاہ فتح اللہ قدس سرہ، حضرت شاہ عبد اللہ درویش قدس سرہ، حضرت سید شاہ عظمت اللہ قدس سرہ، حضرت سید شاہ عنایت اللہ قدس سرہ، حضرت سید شاہ غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید شاہ قائم پیر

رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیدنا شاہ سید دائم پیر رحمۃ اللہ علیہ۔

اسی مقام پر حضور فرد الافراد سیدنا زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی چلہ گاہ بھی ہے۔ چلہ گاہ کے ظہور سے متعلق روایت ہے کہ آپ کی خاص چلہ گاہ پر عدم معلومات کی وجہ سے کچھ لوگوں نے لید گوبر ڈال دیا جسے عرف عام ''گھور'' کہا جاتا ہے۔ لوگوں کا ڈالنا ہی تھا کہ اس ''گھور'' سے دھواں نکلنے لگا۔ یہاں تک کہ آگ کے شعلے بلند ہونے لگے۔ آبادی کے لوگوں نے یہ منظر دیکھ کر فوراً ساری گندی چیزوں کو وہاں سے ہٹانا شروع کر دیا۔ پھر جا کر آگ اور دھواں سے لوگوں کو نجات ملی۔ جب رات ہوئی ایک شخص جو بروقت اس کی دیکھ ریکھ کرتا ہے اسے ہدایت کی گئی کہ وہاں پر حضور مدار کائنات سیدنا سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی چلہ گاہ ہے۔ اس ہدایت کے بعد مذکورہ شخص نے اتنی جگہ کو حضور مدار پاک کے چلہ گاہ کے نام سے الگ کر دیا۔ بحمدہ اللہ حسب روایت سرکار مدار العالمین کی چلہ گاہ سے بھی فیضان مداریہ جاری و ساری ہے۔

خانقاہ مداریہ اجمیر شریف

پوری دنیا میں شہر اجمیر شریف خواجۂ خواجگان سلطان ہندوستان عطاءِ الرسول سیدنا خواجہ سید معین الدین چشتی حسن سنجری کے حوالے سے مشہور و معروف ہے اور تمام مسلمان خصوصاً اور دیگر ممالک کے بہت سارے عقیدتمند عموماً سرکار غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی درگاہ عالیہ کو قبلہ حاجات سمجھتے ہیں اور صبح و شام آپ کے دربار غریب نواز میں حاجتمندوں کا اژدہام رہتا ہے تاریخ ہندوستان کے مطالعہ سے یہ

بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کی آمد کے بعد ہندوستان کا تقریباً ہر فرمانروا آپ کے دربار میں بعجز و نیاز حاضر ہو کر اپنے آپ کو آپ کی غلامی میں پیش کیا ہے نیز تقریباً تمام اولیاء ہند و پاک آپ کی جلالت شان و علوئے مرتبت کے مداح و قصیدہ خواں ہیں سرکار غریب نواز قدس سرہ کی خانقاہ ہندوستان میں تمام چشتیہ خانقاہوں کا مرکز اور سب سے بڑی خانقاہ ہے آپ نے چھٹی صدی ہجری کے ساتویں دہے میں اجمیر معلیٰ کی سرزمین پر اپنے قدوم میمنت لزوم کو رکھا اور اس سرزمین سے عشق رسالت کی ایک ایسی شمع روشن کی جس کی روشنی مشرق تا مغرب شمال تا جنوب پھیل گئی۔

لیکن اس موقع پر یہ بات ذہن نشین کرنے کی ہے کہ سیدنا غریب نواز قدس سرہ سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پیشتر اجمیر معلیٰ کی ایک پہاڑی جو کولہ پہاڑی کے نام سے جانی جاتی ہے اس پہاڑی پر سیدنا مدار پاک سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ چلہ کش ہوئے اور مدتوں اس مقام پر عبادت و ریاضت فرمائی اور درمیان خلائق دین و اسلام کی اشاعت کا گرانقدر فریضہ انجام دیا چنانچہ اس بات کی تائید و توثیق کتاب ''تواریخ محمودی''، کرامات مسعودیہ سے بھی ہوتی ہے نیز آچاریہ چتر سین کی کتاب ''سومنات'' جو ہند پاکٹ بکس دلی سے شائع ہوئی ہے اس سے بھی ہوتی ہے کچھ تفصیل اسی کتاب میں حضرت سرکار غازی کے باب میں بھی موجود ہے جس کے اعادے کی ضرورت نہیں۔

جس مقام پر سرکار قطب المدار قدس سرہ نے چلہ فرمایا تھا وہ جگہ آج بھی محفوظ ہے اور وہی سرکار مدار کی خانقاہ ہے جہاں سے فیضان رسالت کے چشمے آج تک جاری ہیں اہل عقیدت و حاجت وہاں حاضری دیتے ہیں اور سرکار مدار جہاں کے

فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں اجمیر شریف میں یہ مقدس مقام صدیوں سے قبلہ حاجات ہے خود سادات اجمیر شریف خاص خانوادہ سلطان الہند سیدنا غریب نواز قدس سرہ کے افراد دربار مداریت میں حاضر ہو کر منتیں مانتے ہیں اور نذر و نیاز پیش کر کے شادکام ہوتے ہیں اس سال بموقعہ عرس غریب نواز راقم السطور نے دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر بارگاہ سلطان الہند میں جبیں سائی کی اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوا اور ان مقامات سے متعلق بھی معلومات فراہم کی جو سرکار سیدنا مدار العالمین سلطان جہاں سے منسوب ہیں حضرت شیخ طریقت جناب سید رستم علی شاہ صابری چشتی کی وساطت سے ہمارا قیام شہزادہ غریب نواز مرشد برحق جناب سیدنا انوار فریدی کے دولت کدہ علم و عرفان پر ہوا حضرت فریدی صاحب قبلہ کو میں نے انتہائی خلیق ملنسار با اخلاق پایا۔ دوران گفتگو شہزادہ غریب نواز قبلہ فریدی صاحب نے بیان فرمایا کہ حضرت قطب المدار قدس سرہ کا عرس سراپا قدس ۱۷/ جمادی الاول کو مکن پور شریف میں منایا جاتا ہے اور ۱۸/ جمادی الاول کو اجمیر شریف میں تقریباً اکثر سادات اجمیر شریف سرکار مدار العالمین کے عرس پاک میں شرکت کرنے کے لئے خانقاہ مداریہ چلہ گاہ قطب المدار کو کلا پہاڑی پر حاضری دیتے ہیں حضرت موصوف نے فرمایا کہ "خود میری نانی معظمہ نے میری خیر و عافیت کی منت چلہ قطب المدار پر مانی تھی چنانچہ جب منت اتارنے کا وقت آیا تو انہوں نے میرے لئے کالے جوڑے سلوانے کا ارادہ کیا جیسا کہ سلسلہ مداریہ کے فقراء عموماً کالا لباس استعمال فرماتے ہیں لیکن والد بزرگوار نے نانی محترمہ کو مشورہ دیا کہ جوڑے سفید کپڑے میں رہیں اور اس پر سرمہ گھول کر چھینٹا مار دیا جائے تو کالے کا بھی اثر ہو جائے گا اور سفیدی بھی باقی رہے گی غرضیکہ ایسا

ہی کیا گیا اور اس طور سے مجھے مدار چلے پر لے جا کر منت اتاری گئی"۔

سبحان اللہ بڑے لوگوں کی فکریں بھی بڑی ہوتی ہیں انہیں بزرگوں کی شان و منزلت کا خوب پتہ ہوتا ہے اسی لیے ان کی عظمتوں کے ڈنکے ہر نگر بجتے نظر آتے ہیں۔

حضرت قبلہ سید انور فریدی صاحب مخدوم اہل سنت حضرت علامہ سید تنویر اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔

اجمیر شریف میں سلسلہ مداریہ کی کئی عظیم یادگاریں آج تک موجود ہیں جن سے سلسلہ مداریہ کی عظمتوں کا احساس ہوتا ہے مثلاً مدار ٹیکری، مدار مسجد، مدار چلہ، مدار اسٹیشن، مدار ناکہ، مدار گیٹ، مدار باولی، مدار اکھاڑہ، مدار سوسائٹی علاوہ ازیں باون تکیے بھی اجمیر میں موجود ہیں ان میں پہلا تکیہ حضرت گلاب شاہ ملنگ مداری کا ہے تمام تکیوں سے کل پانچ ہزار بیگھہ زمین لگی ہوئی ہے۔

خانقاہ مداریہ روتی جا ایم پی

یہ خانقاہ ضلع مندسور ایم پی میں سونہا سر اریلوے اسٹیشن سے دس کلو میٹر کی دوری پر جانب مشرق واقع ہے آج سے تقریباً سات سال پہلے اس خانقاہ میں جانے کا اتفاق ہوا تھا یہ سلسلہ مداریہ کی بڑی صاحب خدمت خانقاہ ہے یہاں پر ایک بزرگ درویش کامل کا آستانہ ہے جہاں عقیدت مندوں کا ہجوم لگا رہتا ہے ان بزرگ کو علاقہ مذکورہ میں کچہری والے بابا کے نام سے جانا جاتا ہے۔

یہاں کے موجودہ گدی نشین سلسلہ مداریہ کے عظیم المرتبت علمبردار مخلص مبلغ و رہنما جناب حضرت بابا اقبال مداری ہیں آپ کو حضور تاجدار ملنگان سے خصوصی قربت و لگاؤ ہے اس خانقاہ میں ہر قسم کے حاجت مند بلاتفریق مذہب وملت حاضر ہوتے ہیں اور مشائخ سلسلہ کے فیضان سے بامراد ہو کر واپس ہوتے ہیں۔

جناب اقبال بابا کا طریقہ تبلیغ بالکل بزرگوں جیسا ہے یہاں جو بھی آتا ہے تو آپ کے اخلاق وعادات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

سلسلہ عاشقان مدار کی یہ خانقاہ پورے علاقے میں اسلام وسنیت کا مرکز تسلیم کی جاتی ہے علاقے کے سبھی مسلمان اپنے دینی معاملات میں اسی خانقاہ سے رجوع کرتے ہیں۔ یہاں کی بہت ساری کرامتیں علاقے میں زبان زد عوام ہیں۔

خانقاہ مداریہ شرف آباد

سلسلہ مداریہ کے بزرگ جناب کلن علی شاہ بابا بہت پائے کے بزرگ گزرے ہیں۔آج بھی ان کا عرس بڑے تزک واحتشام کے ساتھ ہوتا ہے۔

آپ کی کرامت:

کلن علی شاہ بابا کی کرامت میں یہ بات آج بھی مشہور ہے کہ پتو تجبہ کے کچھ شکاریوں نے ہرن کا شکار کیا۔ ہرن زخمی ہوگیا اور اس کے پیروں سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔خون کے نشان کا پیچھا کرتے ہوئے شکاری ایک نالہ کے پاس پہنچے۔شکاریوں نے دیکھا کہ کلن علی شاہ بابا کے پیر سے خون کے فوارے چھوٹ

رہے ہیں اور آپ ہی کا پیر زخمی ہے ۔ نالہ میں آپ اپنا زخمی پیر دھو رہے ہیں ۔ شکاری یہ منظر دیکھ کر دنگ رہ گئے ۔ بابا نے فرمایا، میرے پیر پر گولی مار کر تم لوگوں نے مجھے زخمی کیا ہرن کی شکل میں میں ہی سیر کر رہا تھا اور اب بھی تم لوگ میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے ہو ۔ آپ گھر آئے اور وہیں انتقال ہوگیا ۔ آج بھی مزار پاک چشمۂ فیض ہے ۔ ہزاروں کی منتیں مرادیں پوری ہوتی ہیں ۔ انہیں کے تکیہ پر پیر شطار علی شاہ ملنگ کو بٹھایا گیا تھا ۔ یہ کلن علی شاہ بابا کے خاندانی نہیں تھے لیکن ملنگان کرام نے تکیوں پر بڑی عظیم خدمات اسلام کی ہیں ۔ انہیں بھی خدمات اسلام کے لئے تکیہ پر بٹھایا گیا ۔ یہ بھی صاحب نظر اور اہل کرامت ملنگ گزرے ہیں ۔ میر شطار علی شاہ کو مدارا شاہ نے خلافت دی تھی ۔ مدارا شاہ دو بھائی تھے (۱) دیدارا شاہ (۲) مدارا شاہ ۔

خانقاہ مداریہ چُربَر تکیہ

یہ خانقاہ ضلع سدھارتھ نگر میں واقع ہے ۔ یہاں پر حضرت سیدنا عارف شاہ مداری کا آستانہ ہے، آپ سلسلہ مداریہ کے جلیل القدر بزرگ ہیں، بوڑھی راپتی ندی آپ کے حکم کے مطابق آپ کی خانقاہ کے پاس سے ہو کر گذر رہی ہے ۔ روایت ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ غسل کرنے کے لئے آپ اسی ندی پر جایا کرتے تھے، اس وقت یہ ندی آپ کے مقام سے کچھ دوری سے گذرتی تھی جب آپ زیادہ ضعیف ہو گئے تو ایک دن جا کر کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے آنے میں دقت ہوتی ہے لہٰذا اب تم ہی میرے پاس آجاؤ ۔ اس قدر فرمانے کے بعد آپ واپس خانقاہ میں آگئے اور پھر وہ

ندی بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑی اور خانقاہ سے بالکل قریب آگئی۔

خانقاہ مذکورہ کے مشائخ کے مریدین ومتوسلین دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس خانقاہ کے ایک بزرگ شیخ طریقت حضرت سیدنا سید محمود حسین مداری رحمۃ اللہ علیہ کے بعض حلقۂ ارادت میں فقیر راقم الحروف کا جانا ہوا ہے۔ حضرت ممدوح مکرم بڑے صاحب نظر بزرگ گزرے ہیں تھانہ مصر ولیا کے موضع مسڑلا چتیا میں آج بھی لوگ بتاتے ہیں کہ چُربَر تکیہ شریف کے اکثر بزرگ شیر کی سواری فرمایا کرتے تھے۔ سیلاب کے زمانے میں چُربَر تکیہ کے ارد گرد کے اکثر مواضعات سیلاب کی زد میں آجاتے ہیں مگر یہاں کے بزرگوں کا یہ فیض ہی ہے کہ آج تک چوربر تکیہ شریف کو سیلاب سے کوئی ضرر نہیں پہونچا حضرت سیدنا سید محمود حسین مداری رحمۃ اللہ علیہ کا شجرۂ مرشدیہ حسب ذیل ہے:

(۱) شہنشاہ ولایت حضور سیدنا بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت سیدنا خواجہ ابو محمد ارغون علیہ الرحمہ (۳) حضرت سیدنا پیر غلام علی رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت سیدنا مظفر علی علیہ الرحمہ (۵) حضرت سیدنا غضنفر علی (۶) حضرت سیدنا لال علی شاہ (۷) حضرت سیدنا عدل علی شاہ (۸) حضرت سیدنا بندھو علی شاہ (۹) حضرت سیدنا دائم علی شاہ (۱۰) حضرت سیدنا حیدر علی شاہ (۱۱) حضرت سیدنا اکبر علی شاہ (۱۲) حضرت سیدنا لعل محمد شاہ (۱۳) حضرت سیدنا شہوار شیر داد علی شاہ (۱۴) حضرت سیدنا دل شیر شاہ (مزار پاک مکن پور شریف) (۱۵) حضرت سیدنا حمایت علی شاہ (۱۶) حضرت سیدنا رحمت علی شاہ (۱۷) حضرت سیدنا حاجی خیر العلی شاہ (۱۸) حضرت سیدنا عبد العلی شاہ (۱۹) حضرت سیدنا عثمان غنی شاہ (۲۰) حضرت سیدنا گل حسین شاہ

(۲۱) حضرت سیدنا محمود حسین شاہ علیہم الرحمۃ والرضوان۔

(ماخوذ از شجرۂ طیبہ سید محمود حسین علیہ الرحمہ)

خانقاہ مداریہ مدارنگر شریف

یہ خانقاہ ضلع گونڈہ میں اٹیہ تھوک اسٹیشن کے قریب واقع ہے۔ یوپی، گجرات، مہاراشٹر وغیرہ میں اس خانقاہ کو بڑی شہرت ومقبولیت حاصل ہے نیز نیپال کے بھی اکثر علاقے اس خانقاہ مقدسہ کے فیضان سے مالامال ہیں۔ خانقاہ مذکورہ کے بزرگوں نے سلسلہ مداریہ کی بڑی ناقابل فراموش خدمتیں انجام دی ہیں۔ پوربی یوپی میں تو شاید ہی کوئی ایسی آبادی ہو جہاں مدارنگر کے مشائخ کے قدم نہ گئے ہوں۔ سلسلہ مداریہ کی شدید مخالفتوں کے باوجود آج بھی ہزارہا ہزار لوگ خانقاہ ھذا سے وابستہ ہیں۔ یہاں کے اکثر بزرگ صاحب کشف وکرامت گزرے ہیں۔ یہاں کے ایک بزرگ شیخ طریقت حضرت الشاہ سید عبدالقادر مداری رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق راقم الحروف نے بزرگوں سے سنا ہے ضلع سدھارتھ نگر تھانہ گلہورا کے موضع انگوا میں ایک شخص آسیبی خلل کی وجہ سے بیحد پریشان رہا کرتا تھا۔ حضور شیخ طریقت جب موضع انگو میں تشریف لاتے اور جب تک قیام پذیر رہتے تو آسیب کوئی تکلیف نہیں پہونچاتا مگر جانے کے بعد بدستور پھر مسلط ہوجاتا۔ ایک بار لوگ کافی پریشان ہوئے کئی جھاڑ پھونک کرنے والوں کو دکھایا مگر کوئی فائدہ نہ پہونچا۔ بالآخر لوگ مجبور ہو کر حضرت سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع ہوئے۔ جب حضور شیخ محترم تشریف لائے تو لوگوں نے آسیب

زدہ شخص کو حضرت کی بارگاہ میں حاضر کیا۔ آپ نے چند سوئیاں اور ایک لیموں طلب فرمایا۔ حسب حکم یہ چیزیں حاضر کر دی گئیں۔ آپ نے کچھ دعائیں پڑھیں اور سوئی پر دم کر کے لیموں میں چبھو دیا۔ سوئی چبھوتے ہی اتنا شدید طوفان آیا کہ لوگوں کے حواس باختہ ہو گئے۔ چند منٹ میں آپ نے اپنا عمل پورا فرمالیا بعدہٗ سب کچھ درست ہو گیا اور پھر پوری زندگی اس شخص کو کوئی آسیبی خلل نہ پہونچا۔ حضرت سیدنا عبد القادر مداری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان عالیہ کے کچھ مشائخ فقیر راقم الحروف کے وطن موضع جھہراؤں ضلع سدھارتھ نگر میں بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ ہماری آبادی کے سارے لوگ نسلاً بعد نسل اسی خانقاہ کے مشائخ کے مقدس ہاتھوں پر بیعت ہوتے رہے ہیں۔ راقم الحروف نے خانقاہ مذکورہ کے بزرگوں میں سے حضرت سیدنا سید محمد حبیب مداری رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سیدنا سید محمد رفیق مداری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی ہے بلکہ میرے برادر بزرگوار استاذ العلماء عمدۃ المحققین حضرت علامہ الشاہ ابو الحسان مفتی محمد حبیب الرحمن صاحب قبلہ علوی مداری ترجمان سلسلۂ عالیہ قدسیہ مداریہ کو حضرت سیدنا محمد رفیق مداری رحمۃ اللہ علیہ سے شرف خلافت و اجازت بھی حاصل ہے۔ آپ حضرات بڑے مخلص اور خدا رسیدہ بزرگ گزرے ہیں۔ ہم نے ان بزرگوں کو اخلاق محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آئینہ دار پایا۔ خانقاہ مذکورہ کے چند بزرگوں کے نام حسب ذیل ہیں:

حضرت اعتبار علی مداری، حضرت فضل علی مداری، حضرت نور علی مداری، حضرت محمد علی مداری، حضرت عابد علی مداری، حضرت معشوق علی مداری، حضرت منصور علی مداری علیہم الرحمۃ والرضوان۔

خانقاہ مداریہ موضع شہسراوں

یہ خانقاہ ضلع سنت کبیر نگر تحصیل خلیل آباد کے موضع شہسراوں میں واقع ہے۔ پوربی یوپی کے علاقوں میں یہ خانقاہ کافی مقبول رہی ہے۔ یہاں سے سلسلہ مداریہ کی خوب اچھے پیمانے پر اشاعت ہوئی ہے۔ بالخصوص ضلع مہراج گنج، گورکھ پور، سدھارتھ نگر اور نیپال کے سرحدی علاقوں میں اس خانقاہ کے مشائخ نے ہزارہا ہزار لوگوں کو سلسلہ مداریہ میں داخل فرمایا ہے۔ فقیر راقم الحروف مذکورہ علاقوں کی بہت ساری آبادیوں میں جا چکا ہے اور تحقیق کی ہے کہ ان علاقوں میں لوگ نسلاً بعد نسل سلسلہ مداریہ میں ہی بیعت ہوتے رہے ہیں، خانقاہ مذکورہ کے ایک بزرگ شیخ طریقت حضرت الشاہ محمد یوسف مداری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی ذات پاک سے سلسلہ مداریہ کا کافی فروغ ہوا ہے۔ ہمارے خاندان کے کچھ بزرگوں نے حضرت کی زیارت بھی کی ہے۔ آپ کے بزرگوں کا طریقہ تھا کہ جب حلقہ ارادت میں تشریف لے جاتے تو قیام آبادی کے باہر ہی فرمایا کرتے تھے آپ حضرات کا یہ عمل بوجہ تقویٰ تھا۔ آپ کے ہمراہ بہت سارے خلفاء و مریدین ہمیشہ رہا کرتے تھے انہی ہمراہیوں میں ایک باورچی بھی ہوا کرتا تھا جو تمام لوگوں کا کھانا بنانے پر مامور ہوتا تھا اس خانقاہ کے اکثر بزرگ موضع شہسراوں میں ہی آسودۂ خاک ہیں۔

خانقاہ مداریہ شہ مسا شریف

سلسلۂ عالیہ قدسیہ بدیعیہ مداریہ کی یہ مقدس خانقاہ پوربی یوپی کے ضلع بہسرائچ شریف میں واقع ہے۔ یہاں پر سلسلۂ مداریہ کے بڑے مشہور بزرگ شیخ العرفاء حضور سیدنا سید محمد رمضان علی مداری عرف بابا منڈا شاہ رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہیں۔ آپ سلسلۂ عالیہ مداریہ کے مشہور ومعروف بزرگ عمدۃ الکاملین سید العابدین حضور سیدنا حافظ سید محمد مراد میاں مداری مکن پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ کے پیر ومرشد اپنے دور کے بڑے ذی رتبہ بزرگ گزرے ہیں۔ ولایت وسلوک کی بہت ساری منزلیں آپ نے طے فرمائی تھیں۔ آپ حسنی حسینی سید آل رسول ہیں اور شرف بالائے شرف یہ کہ آپ خانقاہ زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے صدر سجادہ نشین وتخت نشین تھے۔ آپ حضور غوث الاغواث فرد الافراد سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ کے برادر حقیقی سیدنا محمود الدین قدس سرہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک احاطۂ حویلی سجادگی مدینۃ الاولیاء دار النور مکن شریف ضلع کانپور میں ہے۔

مرشد کامل کی نگاہ کیمیا نے حضرت بابا سید رمضان علی مداری علیہ الرحمہ کے قلب میں نور ولایت کی ایسی تابانی ڈال دی کہ شریعت وطریقت کے انگنت اسرار ورموز آپ کے قلب منور پر روشن ہوگئے۔ آن واحد میں طریقت ومعرفت کے ان تمام مقامات کی آپ کو سیر حاصل ہوگئی کہ جن کی تلاش وجستجو میں آپ بچپن سے ہی کوشاں تھے۔ بتوسل سیدنا قطب المدار مرشد کامل سے آپ کو اتنا فیض حاصل ہوا کہ ساری زندگی

کسی دوسرے شیخ کی ضرورت آپ کو محسوس نہیں ہوئی ۔آپ کے تفصیلی حالات مسراءۃ مسعودی کے ضمیمہ تاریخ صالحین بہرائچ میں ماہنامہ المسعود کے ایڈیٹر نے اس طرح تحریر کیا ہے ۔ملاحظہ ہو:

''مخدوم الملت شاہ جلوۂ لم یزلی حضرت سید شاہ محمد رمضان علی عرف بابا منڈا شاہ ولی علیہ الرحمہ ضلع بہرائچ یوپی کے مشہور عارف باللہ بزرگ ہیں ۔آپ رمضان المبارک ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۶ء بروز جمعہ بعہد شاہان مغلیہ معین الدین اکبر شاہ ثانی کے تخت نشینی کے سال سرزمین رکھونا بازار ضلع سیتا پور اودھ میں آغوش مادر میں جلوہ گر ہوئے ۔آپ کے والد محترم حضرت سید محمد ہاشم علیہ الرحمہ نے آپ کا نام محمد رکھا لیکن رمضان المبارک میں ولادت کی مناسبت سے رمضان علی کہہ کر پکارتے تھے ۔سر مبارک میں بال نہ ہونے کی وجہ سے آگے چل کر بابا منڈا شاہ کے لقب سے مشہور ہوئے ۔آپ مادرزاد ولی ہیں جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں آپ نے اپنی مادر مشفقہ کا دودھ نوش نہ فرمایا اور زمانہ شیر خوارگی میں بھی رمضان المبارک کا احترام برقرار رکھا ۔آپ کے آباء واجداد قصبہ زندان سیندر گڑھ واقع صوبہ پنجاب کے سادات کرام میں سے ہیں ۔آپ کے مورث اعلیٰ سید عبد الغفور عرف بابا زندانی علیہ الرحمہ کا مزار اقدس آج بھی قصبہ زندان میں مرجع خاص وعام ہے ۔سید عبد الغفور صاحب کے دو صاحب زادے سید عبد الستار اور سید عبد الغفور علیہما الرحمہ موصوف کے وصال فرمانے کے بعد ہجرت فرما کر قصبہ خانپور ضلع سیتا پور یوپی تشریف لائے ۔کچھ دنوں وہاں قیام پذیر رہ کر چھوٹے بھائی سید عبد النور مع اہل وعیال قریب کی بستی قصبہ رکھونا بازار میں رونق افروز ہوئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی حتی کہ وہیں وصال

فرمایا۔ قبر مبارک قبرستان رکھونا بازار میں ہے۔ یہی وہ بزرگ ہیں جنہیں حضرت بابا منڈا شاہ کے پر دادا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ سید عبدالنور صاحب کے بڑے بھائی سید عبدالستار صاحب تا حیات قصبہ خانپوز ہی میں مقیم رہے اور وہیں وصال فرمایا۔ قبر مبارک عیدگاہ خانپور سے متصل جانب جنوب واقع ہے۔ حضرت منڈا شاہ بابا کے پر دادا سید عبدالنور صاحب ان کے صاحب زادے سید غریب اللہ صاحب ان کے صاحبزادے سید محمد ہاشم صاحب ہوئے جن کی صلب مبارک سے خالق کائنات نے حضرت بابا منڈا شاہ کو پیدا فرمایا۔ حضرت بابا منڈا شاہ علیہ الرحمہ جب پانچ سال کے ہوئے تو آپ کو ظاہری تعلیم کے لئے مکتب بھیجا گیا۔ بروایت صوفی علی احمد صاحب قادری ابوالعلائی دس سال کی مختصر سی عمر میں آپ حافظ قرآن ہو گئے۔ حافظ قرآن ہونے کے بعد مزید ظاہری تعلیم کی طرف سے دل اچاٹ ہوگیا۔ کیونکہ تلاش و جستجو بچپن ہی سے کسی ایسے مکتب ایسی درسگاہ کی تھی جہاں کتابوں کی الٹ پلٹ دوات و قلم کا تکلف عمارت و بلڈنگ کا غرور ماوشما کی بھیڑ بھاڑ وغیرہ کچھ نہ ہو۔ جہاں گھنٹے دار تعلیم و تعلم رخصت و فرصت کی حد بندیاں نہ ہوں جہاں سالانہ تعلیمی خاکے کے تعطیلاتی نقشے مرتب نہ کئے جاتے ہوں بلکہ مکتب و درسگاہ ہو تو ایسی ہو جہاں بلا کتاب و کاغذ بے دوات و قلم وہ نقوش لوحِ دل پر نقش کئے جاتے ہوں جن میں محبت و الفت کی جلوہ نمائی حقیقت و معرفت کا نکھار ہو ایسا مکتب عشق ہی ہوسکتا ہے اور اس کی شروع سے ہی تلاش تھی اور یہ چیزیں ظاہری تعلیم میں آپ کو نظر نہ آئی تھیں۔ والدین نے آپ کے رجحان طبع کو تعلیم کی طرف نہ پایا تو گھر میں پلی بکریوں کی چرواہی پر مقرر کر دیا۔ حکم کے مطابق آپ بکریوں کو لیکر جنگل جانے لگے لیکن عشق الٰہی کی غیبی سوزش

جس سے آپ کے جامۂ حیات کا تار تار سلگ رہا تھا چین نہ لینے دیتی تھی۔ ولولۂ عشق مولیٰ جب اپنی طرف کھینچتا تو بکریوں کو چرتا ہوا چھوڑ کر سکون قلب کی تلاش میں کسی طرف نکل جاتے اور تنہائی میں محو ذکر و فکر ہو کر دل و نگاہ کی تپش و خلش کا علاج کرتے عرصہ اس طرح گذرا کہ ترک وطن کی ٹھانی اور رکھونا بازار کو خیر آباد کہا۔ اکیس سال تک وطن واپس نہ ہوئے۔ اسی دوران سیاحت میں سلسلۂ عالیہ طیفوریہ مداریہ کے مشہور عارف باللہ حضرت حافظ سید محمد مراد میاں علیہ الرحمہ مکن پوری سے بیعت حاصل کی۔ مرشد برحق سے دولت معرفت و خلافت حاصل کرنے کے بعد ۱۲۵۳ھ بعمر ۳۲ / سال پھر وطن واپس ہوئے اور ورثہ میں ملی جائیداد کا اکثر حصہ راہ خدا میں صرف فرمایا اور باقی ماندہ اپنی ہمشیرہ کو سپرد فرما کر پھر مراجعت فرمائی اور کبھی وطن واپس نہ ہوئے۔ اس مراجعت کے بعد ایک مدت مدید و عرصۂ بعید تک جنگل و بیابان میں گھومتے پھرتے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرتے رہے۔ روایت معتبرہ و متواترہ کے مطابق یہ زمانہ تیس سال کا ہے۔ راجہ دیوی بخش سنگھ والیٔ ملاپور اسٹیٹ یوپی کے زمانۂ ریاست میں شہ مسا شریف تشریف لائے۔ مقام مذکورہ ریاست ملاپور اسٹیٹ آپ کے تشریف آوری کے وقت بالکل غیر آباد جنگل ہی جنگل تھا۔ شہ مسا شریف کی موجودہ بستی آپ کے تشریف آوری کے بعد آباد ہوئی۔ سابق جنگل کا کچھ حصہ بطور نمونہ آج بھی آستانۂ عالیہ کے اردگرد موجود ہے۔ اسی جنگل میں پکڑیا کا وہ قدیم درخت بفضلہٖ تعالیٰ اب تک باقی ہے جس کے نیچے ایک عرصہ تک فروکش رہ کر عبادت الٰہی میں مصروف رہے اور یہیں راجہ دیوی بخش سنگھ والیٔ ملاپور اسٹیٹ کو پہلی بار آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ راجہ مذکور نے اپنی ریاست میں مستقل سکونت کے لئے استدعاء کی

اور جنگل کا ایک ٹکڑا بطور نذر پیش کیا چنانچہ آپ حیات ظاہری کے آخری لمحات تک یہیں قیام پذیر رہے ۔ بالآخر ۲۹ رشعبان المعظم ۱۳۰۳ھ بروز چہار شنبہ بوقت شام بیاسی سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

درمیان صحرا ایک سو چھ سال سے آپ کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے ۔آپ کی ولایت و بزرگی کا ایک زمانہ معترف ہے ۔حاجت مندوں کی ایک بھیڑ لگی رہتی ہے جو بھی آتا ہے اپنی مراد پاتا ہے ۔آپ کا آستانہ ایک مرکزی آستانہ ہے ۔آپ کی کرامات بیشمار ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

”(۱) باذن اللہ مردے کو زندہ فرمانا (۲) دریائے گھاگھرا کو اس کی قدیم جگہ سے ہٹا کر دو کوس دور پہونچانا (۳) مرے ہوئے بیل کا زندہ فرمانا (۴) بے موسم آم کے پیڑ میں آپ کے حکم سے آموں کا پایا جانا (۵) دریائے گھاگھرا کو پیدل عبور کرنا (۶) مدفون ہاتھی کو زندہ فرما کر سواری کرنا (۷) شیر پر سواری کرنا (۸) چور کا آپ کی توجہ سے درخت میں چپک جانا وغیرہ وغیرہ ۔غرض یہ کہ آپ کی ذات بابرکات عجائبات قدرت کا نمونہ تھی جن کا مشاہدہ آج بھی کیا جا سکتا ہے ۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک بیسا کھ کے شروع مہینے کی نومی دشمی ایکادشی کو ہوتا چلا آرہا ہے ۔کثرت سے لوگ حاضر دربار ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں ۔

خانقاہ مداریہ جھہراؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر

اس سرزمین پر صدیوں سے سلسلۂ مداریہ کے مقدس بزرگوں کا فیضان جاری وساری ہے آبادی کے مشرقی وشمالی حصے پر ایک تالاب (جو پیر ہیا کے نام سے موسوم ہے) سے متصل سلسلۂ مداریہ کے ملنگان عظام آرام فرمارہے ہیں تالاب کے قریب ہونے کی وجہ سے مزارات مقدسہ کے نشانات ختم ہو گئے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید تالاب کھودنے والوں نے مٹی مزارات پر ڈال دی ہوگی جس کی وجہ سے قبریں بے نشان ہوگئیں اور پھر آگے چل کر وہ مخصوص جگہ ملنگ بابا کی ڈھیر سے مشہور ہوگئی اسی مقدس آبادی میں راقم السطور محمد قیصر رضا علوی حنفی مداری کا بھی مولد و مسکن ہے میں عرصہ دراز سے سنتا چلا آرہا ہوں کہ یہ جگہ بہت ہی بافیض و بابرکت ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے دیار میں بسنے والے غیر مسلم برادریوں میں کرمی مشرا پنڈت لوہار بھی ان بزرگوں کے باطنی تصرفات کا ذکر کرتے ہیں اور ہمارے قبیلے کے تمام بزرگ بھی وہاں کے تصرفات باطنیہ کی روایت متواتر بیان کرتے آرہے ہیں۔

میں نے اپنی بستی کے کئی مسلم وغیر مسلم حضرات سے سنا ہے کہ تقریباً استر اسی سال قبل اس مقام پر خادم درگاہ کی حیثیت سے حضرت محمود علی شاہ تعینات تھے یہ اس گدی کی خدمت تاعمر کرتے رہے ہر جمعرات کو اژدہام ہوا کرتا تھا اور کرامتوں کا ظہور بھی ہوتا تھا۔

یہاں کی ایک مشہور کرامت جو آج تک اہل بستی بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ

کبھی کبھی جب حاجت مندوں کو تبرک دینے کے لئے کوئی میٹھی چیز دستیاب نہ ہوتی تو ڈھیر سے بالکل متصل پیپل کے درخت سے جلیبیاں برسولے بتاشے برستے تھے جسے زائرین تبرک سمجھ کر کھاتے اور اپنے گھر بھی لے جاتے۔ متذکرہ پیپل کا درخت ہمارے زمانے میں تھا مگر ابھی چند سال قبل آندھی میں گر گیا۔

ہمارے دادا محترم حضور سیدی شاہ محمد حبیب اللہ علوی مداری نور اللہ مرقدہ متوفی ۳ /ذی الحجہ ۱۹۹۹ء نے مجھ سے بیان فرمایا کہ ہمارے گاؤں کے لوگ اپنی ضرورت کی اشیاء خریدنے کی غرض سے آبادی سے ۳ /کلو میٹر دور ناصر گنج بازار جایا کرتے تھے ایسا واقعہ کئی مرتبہ کئی لوگوں کے ساتھ پیش آیا کہ واپس ہوتے ہوتے رات ہوگئی راستے میں کئی بار لوگوں کے سامنے دیو آ کر کھڑا ہو گیا اور قریب تھا کہ انہیں ہلاک کر دیتا لیکن اس آبادی کا ہر فرد یہاں پر آرام فرما ملنگان باوقار کا شیدائی اور ان کے تصرفات باطنی کا معترف تھا چنانچہ اس طرح کے حالات میں فوراً سرکار ملنگ کو دہائی دی اور فوراً مشکل کشائی ہوئی حضور دادا محترم نے بیان فرمایا کہ جھہراؤں شریف کے کچھ حضرات تمباکو بیچنے کی غرض سے ناصر گنج بازار جایا کرتے تھے انہیں تمباکو فروشوں میں سے ایک صاحب ایک دن تمباکو بیچ کر جب واپس ہوئے تو رات ہو چکی تھی جب موضع کاسڈیہہ کے پوکھرے پر پہونچے تو دیو آ کر سامنے کھڑا ہو گیا اور انہیں تکلیف پہنچانے کے درپے ہوا اس شخص نے حضرت ملنگ بابا کو دہائی دی حضور والا فوراً اس کی مدد کو پہنچ گئے اور وہاں سے اسے ساتھ لے کر جھہراؤں شریف آبادی میں گاؤں کے پچھم کٹھل کے درخت تک آئے اور کہا اے فلاں اب تو چلا جا۔

بزرگ کہتے ہیں ایسے واقعات ان گنت بار پیش آئے لوگ حضرت ملنگ

علیہ الرحمہ کا صرف سایہ دیکھتے تھے اور کان سے آواز سنتے تھے۔

ان کی بزرگی اور تصرف کا اندازہ مجھے خود متعدد بار ہو چکا ہے سن ۲۰۰۵ء میں ہمارے عزیز حامل خلافت سلسلہ مداریہ حضرت صوفی محمد جمال الدین شاہ علوی بلرام پوری کو مکن پور شریف سے خلافت و اجازت مرحمت فرما کر ہمارے علاقہ میں خدمت سنیت و فروغ مداریت کے لئے روانہ کیا گیا حضور والا ہمارے یہاں تشریف لائے آپ کا قیام مرکزی دینی درسگاہ جامعہ عزیزیہ اہلسنت ضیاء الاسلام میں ہوا پورے گاؤں کے لوگ جوق در جوق آپ سے ملاقات کی غرض سے جامعہ پر حاضر ہوئے انہیں حاضرین میں ہمارے دادا حضور کے چچازاد بھائی حضرت محمد نذیر شاہ مداری بھی تھے انہوں نے برسبیل تذکرہ حضرت سرکار ملنگ بابا کا ذکر چھیڑ دیا میں اس وقت تک بہت زیادہ معتقد نہیں تھا چنانچہ میں نے حضرت نذیر علی شاہ صاحب کی بات میں مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے فیروز اللغات اور دوسری بہت سی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ملنگ سلسلہ مداریہ کے بزرگ ہوتے ہیں اگر واقعی یہاں ملنگ حضرات آرام فرما رہے ہیں تو یہاں میں خود سلسلہ مداریہ کا بے حد معتقد اور شیدائی ہوں کم از کم مجھے تو اپنے قبور کی زیارت کروا دیں یہ بات میں نے دن میں ظہر سے پہلے کہی تھی اس وقت ہمارے عم گرامی وقار استاذ العلماء ناشر اہلسنت حضرت مولانا شاہ محمد اختر حسین علوی مداری اور مخدوم گرامی وقار حضرت علامہ شاہ محمد وکیل علوی مداری پرنسپل ادارہ ھذا بھی تشریف فرما تھے چنانچہ جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں باضابطہ حضرت سرکار سیدنا ملنگ شاہ قدس سرہ کی قبور کی زیارت کی اور اسی مقام پر انہیں دیکھا جہاں ڈھیر بنی ہوئی تھی اور صبح جا کر

وہاں نشانات کو نگاہ میں لے لیا اور بہت سارے لوگوں کو پوری بات سے آگاہ بھی کیا پھر ایک دن گزرنے کے بعد دوسری شب اسی طرح کا خواب دیکھا اور تمام قبروں کی زیارت کی دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس جگہ کو قد آدم دیوار سے گھیر کر وہ جگہ محفوظ کر دیں لیکن افسوس وہ زمین اِس وقت کچھ ایسے حضرات کے قبضے میں ہے جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس کی عزت وحرمت کی خاطر کوئی تعمیری کام کرنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ صاف صفائی بھی کر دینے پر ناراض ہو کر جھگڑا فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں حالانکہ جن حضرات کے قبضے میں وہ جگہ ہے ان کے مالکان وحصہ داران میں کئی لوگ ایسے ہیں جو بہت سنجیدہ مزاج اور شریف قسم کے آدمی ہیں کاش پروردگار عالم ان حضرات کو یہ توفیق مرحمت فرمادے کہ یہ حضرات اس جگہ کی عزت وحرمت کے تحفظ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

مجھے جب کبھی کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے تو میرا دل فوراً ان بزرگوں کی طرف رجوع ہوتا ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے کوئی عرضی اس بارگاہ میں پیش کی اور قبول نہ ہوئی ہمیشہ مجھے ان کی نصرت حاصل ہوئی۔

ابھی اسی سال ۱۲/اپریل ۲۰۱۶ء کو ہمارا گاؤں آگ کی لپیٹ میں آگیا اور قریب تھا کہ پورا گاؤں جل کر خاکستر ہو جائے گا تمام مرد وزن بوڑھے بچے زاروقطار رونے لگے گھروں سے سامان نکال کر دوسری آبادیوں کی طرف بھاگنے لگے اور بہت سے لوگ جامعہ عزیزیہ اہلسنت ضیاء الاسلام پر جا کر پناہ گزیں ہوئے ایک ہیجان برپا ہو گیا میں اس وقت گھر پر ہی تھا جب مجھے بھی یقین ہو گیا کہ اب جان و مال کا نقصان یقینی ہے تو میں اپنے صاحبزادے محمد ریاض المدار العلوی کو ساتھ لیکر

ڈھیر شریف پر پہونچا اور بصد خلوص و نیاز عرض گزارہوا کہ سرکار! یہ گاؤں آپ کا ہے آپ نے ہمیشہ ان کی مدد کی ہے اگر آپ کی مدد نہ ہوئی تو آج ہلاکت سے انہیں کوئی بچا نہیں سکتا۔قسم رب کعبہ کی میرا اتنا کہنا تھا کہ آگ سرد ہونا شروع ہوگئی اور تیز ہوائیں رک گئیں،اس طور سے اہل قریہ کو نجات ملی فالحمد للہ علی ذلک
ہماری آبادی کے افراد جو علوی قبیلے کے چشم و چراغ ہیں وہ سب سلسلۂ مداریہ سے ہی وابستہ ہیں،ہمارے یہاں یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلا آرہا ہے ہمارے بزرگوں نے روایت بیان کی ہے کہ ہمارے اجداد میں حضرت سیدی نادعلی شاہ علوی حضرت سیدی دین علی شاہ علوی حضرت سیدی دھوم علی شاہ علوی حضرت سیدی دھنوتال علی شاہ علوی آج سے کئی صدی پیشتر انگریزی گورنمنٹ کے ظلم و جور کی وجہ سے جونپور سے ضلع بستی آئے تھے کچھ دنوں تک شہر بستی میں دکھن دروازہ میں قیام رہا پھر وہاں سے ضلع بستی کے ایک گاؤں گندھریا پہونچے یہاں کچھ دن ٹھہرنے کے بعد موضع جھہراؤں میں آکر مستقل سکونت اختیار فرمائی (موضع جھہراؤں شریف اس وقت ضلع سدھارتھ نگر میں واقع ہے)۔مذکورہ چاروں بزرگوں میں حضرت دھنوتال علی شاہ لاولد تھے بقیہ تین حضرات کی نسل کا سلسلہ آج تک جاری وساری ہے ان چاروں بزرگوں میں سب سے بڑے حضرت نادعلی شاہ علوی تھے ان کے والد بزرگوار کا اسم گرامی حضرت امام بخش علوی مداری تھا حضرت امام بخش رحمۃ اللہ علیہ ہمارے چھٹے دادا ہیں ہمارے دادا حضور سیدی حبیب اللہ شاہ علوی مداری تھے ان کے والد حضرت سیدنا شاہ محمد شاہ علوی مداری تھے ان کے والد حضرت سیدنا عبداللہ شاہ عرف منگرے بابا تھے ان کے والد حضرت سیدنا الٰہی بخش شاہ علوی مداری تھے ان کے

والد بزرگوار حضرت سیدنا نادِعلی شاہ علوی مداری تھے ان کے والد بزرگوار حضور سیدنا امام بخش شاہ علوی مداری تھے، رحمہم اللہ۔

حضرت سیدنا نادعلی شاہ علوی مداری علیہ الرحمہ کی نسل میں بہت سے صاحب خدمات بزرگ پیدا ہوئے اور خاص طور سے ہمارے پردادا حضور سید شاہ محمد علیہ الرحمہ بہت ہی صاحب تقویٰ و خدمتگار دین بزرگ تھے آپ نے کئی اضلاع میں دین کی خدمات انجام دیں بالخصوص گاؤں کے دکھن تقریباً ۳ر کلو میٹر دور موضع کنونا اور ضلع گورکھپور نیا ضلع مہراج گنج کے تحصیل نوتنواں کے پورب تقریباً ۱۶ر کلو میٹر دور موضع ہتھیھوا ں میں ۲۰ر سال سے زائد عرصہ تک اور جھہراؤں شریف کے پورب ۵ر کلو میٹر دور بلوہا بازار میں تقریباً پانچ سال تک خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ آپ عابد شب زندہ دار بزرگ تھے آپ کی تہجد کی نماز کبھی قضا نہیں ہوتی تھی اللہ پاک نے حضور والا کو پانچ بیٹے عطا کئے جو دو ازواج سے تھے ان میں پہلی زوجہ سے صرف بیٹے حضرت مجیب اللہ شاہ مداری پیدا ہوئے جب کہ دوسری زوجہ محترمہ نصیرن بی بی کے بطن سے چار بیٹے حضرت سیدی محمد حبیب اللہ شاہ علوی مداری حضرت مولانا صوفی ممتاز علی شاہ علوی مداری حضرت اکبر علی شاہ علوی مداری حضرت مجتبیٰ علی شاہ علوی مداری پیدا ہوئے آخر الذکر صاحب زادے بچپن ہی میں وصال فرما گئے بقیہ تین حضرات صاحب اولاد ہوئے ان میں سے حضرت مولانا ممتاز علی شاہ علوی مداری نے بھی دین وسنت کی گرانقدر خدمتیں انجام دیں آپ اہل سنت و جماعت کے ایک اچھے خاصے اور بیدار مغز مناظر تھے کئی مقامات پر آپ بدمذہبوں کو چاروں شانہ چت کیا، دلائل و براہین آپ کو از بر رہتے

تھے سلسلۂ مداریہ کا پہلا شجرہ مجھے اسی بزرگ کے مقدس ہاتھ سے عطا ہوا تھا جو خانقاہ عالیہ مداریہ مدارنگر کے مشائخ عظام کا تھا۔

ان سے چھوٹے حضرت اکبر علی شاہ صاحب نے بھی دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام امروڈ بھا سنت کبیر نگر میں ایک عرصہ تک طالبان علوم کی تشنگی بجھانے کا اہم کارنامہ انجام دیا جبکہ حضرت سیدی حبیب اللہ شاہ مداری علیہ الرحمہ نے اپنی کاوشوں سے اپنے موضع جھہراؤں شریف میں دین وسنیت کی اشاعت وحفاظت کی خاطر ایک دینی ادارہ قائم فرمایا جو اس وقت مرکزی ادارہ کی حیثیت سے پورے ملک میں مشہور ومعروف ہے ادارہ ھذا کا نام جامعہ عزیزیہ اہل سنت ضیاء الاسلام ہے دادا حضور نے اس کی ذمہ داریاں ہمارے والد بزرگوار مفسر قرآن جلالۃ العلم حضرت علامہ شاہ محمد منور حسین عزیزی علوی مداری مصباحی اور عم محترم استاذ العلماء حضرت علامہ محمد اختر حسین علوی مداری کے سپرد فرمائیں والد گرامی جب جامعہ کی درسگاہ میں بیٹھے تو آپ کے دبدبۂ علم کی شہرت نے پورے ملک سے طالبان علوم نبویہ کے قافلے اس طرف روانہ کردیئے جنھوں نے حضور والد گرامی وقار کے بحر علم سے اپنی تشنگی بجھائی آپ کے فیضانِ علم سے بہت سارے تلامذہ مفتی، شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، مقرر ومفکر ومدبر، مصنف بن کر فلک ہند پر مثل شمس وقمر چمک رہے ہیں خود اس فقیر راقم الحروف کے پاس جو کچھ علمی سرمایہ ہے وہ انہیں بزرگوار کی درسگاہ فیض کا صدقہ ہے۔

ہمارے والد بزرگوار کی ذات سے سلسلۂ عالیہ مداریہ کو بہت قوت وشہرت حاصل ہوئی انہوں نے ہم سے صاف صاف لفظوں میں فرمایا کہ تم سلسلۂ مداریہ پر تحقیق کرکے اس کی تشہیر وتبلیغ کرتے رہو جب تک ہم بقید حیات ہیں تب تک کسی بات کی فکر مت

کرو اللہ عزوجل ہمارے والد بزرگوار کا سایہ تادیر سلامت رکھے یہ سب انہیں کا کرم ہے کہ میں آزاد ہو کر پورے ملک میں گھوم گھوم کر سلسلۂ عالیہ مداریہ کی خدمات انجام دے رہا ہوں بلکہ اکثر وبیشتر مواقع پر ابا حضور نے اپنے جیب خاص سے سلسلے کے کاموں میں ہماری اعانت فرمائی ہے اور فرماتے رہتے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء آمین۔

ابا حضور کو سلسلۂ مداریہ میں حضور تاجدار ملنگان مخدوم خواجہ سید معصوم علی شاہ ملنگ مداری سے شرف اجازت وخلافت ہے۔

ہمارا پورا گاؤں مذکورہ تین داداؤں حضرت سیدنا نادِعلی شاہ حضرت سیدنا دین علی شاہ حضرت سیدنا دھوم شاہ نور اللہ مرقدھم کی مقدس نسل سے ہے اور ان تینوں کی اولاد نسلاً بعد نسلٍ سلسلۂ مداریہ سے وابستہ رہی ہے ہم نے اپنے خانوادے کے بزرگوں میں جناب مرحوم عبدالستار شاہ علوی مداری اور ان کے فرزندان کو سلسلۂ مداریہ کا خدمتگار پایا نیز دوسرے داداؤں کی اولاد میں جناب مرحوم واجد علی شاہ علوی مداری جناب مرحوم محمد یسین شاہ علوی مداری کو بھی سلسلۂ مداریہ کا قابل قدر خادم و ناشر پایا نیز ہمارے دوسرے بزرگ مثلاً جناب مرحوم محمد اقبال شاہ علوی مداری جناب مرحوم عبدالجلیل شاہ علوی مداری بھی سلسلۂ مداریہ کے بے لوث خادم تھے الحمدللہ ان سب کی آل اولاد بھی سلسلۂ مداریہ سے ہی وابستہ ہے اور دعاء ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تاقیام قیامت ان سب کی آل اولاد کو سلسلۂ عالیہ مقدسیہ مداریہ سے وابستہ رکھے۔ (آمین)

خانقاہ مداریہ ہنومان گنج بازار

یہ جگہ ضلع بستی میں بانسی روڈ پر واقع ہے اس آبادی میں سلسلۂ عالیہ مداریہ کے ایک بزرگ کا آستانہ مرجع خلائق ہے یہ بزرگ کون ہیں کہاں سے تشریف لائے اس کی تحقیق نہیں ہوسکی علاقے میں صرف حضور ملنگ بابا کے نام سے جانے جاتے ہیں ۴؍جون ۲۰۰۹ء کو اسی آبادی کے ایک عالم دین حضرت مولانا جوہر علی شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ''ہمارے دادا حضرت شہرت علی بیان فرماتے تھے کہ اس مقام پر ملنگ بابا کا مزار مقدس ہے یہ بات ہم نے بھی اپنے پیش رو بزرگوں سے سنی ہے'' مولانا موصوف نے بیان کیا کہ آستانۂ عالیہ کی خدمت جناب حقیق اللہ شاہ ابن واحد علی شاہ کرتے ہیں تاہم ایک افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ مزار مقدس بشکل مزار نہیں بنا ہے البتہ جگہ کا نشان باقی ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ سلسلۂ مداریہ کے جن ملنگان عظام کے مزارات بے نشان ہو چکے ہیں ان کی قبریں پختہ کروانا بیحد ضروری ہے تاکہ بزرگوں کی نشانیاں محفوظ ہو جائیں اور اپنا بھرم سلامت رہے فیروز اللغات میں لکھا ہے کہ ملنگ سلسلۂ مداریہ سے وابستہ ہوتے ہیں اور ایک ہنگامی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ملنگ کا تصور سلسلۂ مداریہ کے علاوہ کسی اور سلسلے میں نہیں ہے جیسا کہ علامہ فریدالدین نقش بندی وغیرہ کی تحریروں سے ظاہر ہے جسے آپ نے مدار اعظم نامی کتاب میں تحریر فرمایا ہے۔

مولانا جوہر علی شاہ صاحب نے ہی بیان کیا کہ رودھولی بازار میں مدرسہ فیضان حبیب کے سامنے بھی ایک ملنگ بابا علیہ الرحمہ کا آستانہ ہے یہاں پر بھی خلق خدا بصد عقیدت حاضر ہوتی ہے اور فیوض و برکات حاصل کرتی ہے۔

کلیان کے ایک چلہ مدار پر شرمناک تحریف

شہر کلیان میں دودھ ناکہ علاقے میں ایک مسجد سے بالکل متصل سیدنا سرکار قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار قدس سرہ کی ایک چلہ گاہ ہے تقریباً آٹھ سال قبل اس چلہ شریف کی زیارت کی غرض سے میں حضور شیخ طریقت شاہ سید مہتاب علی مداری سجادہ نشین خانقاہ مداریہ مدار نگر ضلع گونڈہ کے ہمراہ حاضر ہوا، مسجد میں عصر کی نماز ادا کی بعدہ چلہ شریف پر حاضری دے کر فاتحہ خوانی کی چلہ شریف کے گیٹ پر یہ شرمناک تحریف دیکھنے کو ملی جو اس طرح تھی گیٹ پر بحرف جلی لکھا تھا" چلہ زندہ شاہ مدار بابا قادری"، مجھے دیکھ کر بہت حیرت ہوئی لیکن میں خاموش رہا اور لو سرکار سے لگی رہی اسی درمیان مہتاب علی میاں نے وہاں پر موجود خادم سے فرمایا کہ حضور مدار پاک خود صاحب سلسلہ بزرگ ہیں اور آپ کا سلسلہ طیفوریہ مداریہ ہے قادریہ نہیں وہ خادم حد درجہ بدخلق اور بدتمیز قسم کا آدمی تھا اس نے حضرت والا کی بات پر توجہ نہیں دی اور انتہائی نالائقی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا فاتحہ پڑھو اور جاؤ یہاں صلاح کی کوشش مت کرو میں اس کی باتیں سن کر دنگ رہ گیا اور حضرت سے چلنے کو کہا، حضرت والا بہت نیک خصلت اور بزرگ آدمی ہیں انہوں نے اس کی بدتمیزی پر توجہ نہیں دی اور حسن اخلاق سے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ بہت ہی ناہنجار قسم کا آدمی تھا وہ کچھ بھی سننے کو تیار نہ ہوا، پھر ہم لوگ وہاں سے واپس ہو گئے۔ پتہ نہیں اس چلہ شریف پر اب بھی زندہ شاہ مدار قادری ہی لکھا ہے یا ترمیم کر کے صحیح نام اور سلسلہ لکھا

گیا، واللہ اعلم۔

اسی طرح اور بھی کچھ مقامات ہیں جہاں اسی قسم کی ملعون حرکتیں کر دی گئی ہیں ابھی حال ہی میں ایسا ہی ایک معاملہ ضلع دربھنگہ بہار میں پیش آیا جہاں پر کچھ تخریب کار قسم کے لوگوں نے پرانا بورڈ جس پر چِلہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار لکھا تھا اسے اکھاڑ کر پھینک دیا اور ایک نیا بورڈ مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد لکھ کر وہاں لگوا دیا اس حرکتِ شنیعہ خائنہ کے سبب وہاں کشیدگی پھیل گئی کسی طرح حالات قابو میں لائے گئے۔

خانقاہ مداریہ بازید پور

یہ خانقاہ ضلع بلرامپور کے موضع بازید پور میں واقع ہے۔ یہاں پر شیخ طریقت حضرت محمد شاہ علوی مداری رحمۃ اللہ علیہ آسودۂ خاک ہیں۔ آپ بڑے بافیض بزرگ گزرے ہیں آپ سے کئی کرامتیں ظہور میں آئی ہیں۔ آپ اپنے تقویٰ وتقدس کے لئے آج بھی علاقہ مذکور میں مشہور ہیں۔ آپ سے بھی سلسلۂ مداریہ کا کافی فروغ ہوا ہے۔ آپ اپنے معاصرین میں بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ راقم الحروف نے حضرت ممدوح گرامی کے بارے میں شیخ طریقت حضرت مولانا سید ذوالفقار علی مکن پوری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ محمد شاہ اپنے علاقے کے قطب تھے۔ آپ مرید وخلیفہ حضرت مولانا سید کلب علی مداری رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپ کا وصال ۲۸/ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ میں ہوا۔ آپ کے خلف و جانشین حضرت مولانا غلام یحیٰ علوی مصباحی مداری ہیں۔

ملنگ کیسے بنائے جاتے ہیں؟

مذکورہ بالا عنوان کے تحت کچھ لکھنے کا ارادہ نہیں تھا لیکن چونکہ اس وقت نئی نسل ان باتوں سے بالکل نا آشنا ہوتی جا رہی ہے اس لئے ضروری تھا کہ اس تعلق سے کچھ خاص خاص باتیں تحریر کر دی جائیں مگر اس تعلق سے مجھے خود بھی معلومات نہ تھی مگر خواہش و تڑپ ضرور تھی چنانچہ حضور سیدی و مرشدی خواجہ سید معصوم علی شاہ ملنگ نے بڑا کرم فرمایا اور بیش قیمت معلومات فراہم کی لہٰذا سب سے پہلے حضور معصوم علی شاہ ملنگ کی حیات و خدمات پر چند سطریں پیش خدمت ہیں بعدہٗ عنوان کے تحت گرانقدر معلومات بھی پیش کی جائیں گی۔ چنانچہ تاجدار ملنگان شہباز زم تفرید، شہکار گلشن تجرید عالی جناب سید معصوم علی ملنگ مداری ۱۹۳۰ء ۱۷ جمادی المدار صبح صادق کے وقت قصبہ پنیہار سے ۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر رام پور گاؤں میں بی بی نصیبہ کے شکم سے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام بادل علی شاہ مداری تھا۔ آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے۔ عالی جناب معصوم علی شاہ ملنگ مداری ابن غفور علی شاہ مداری ابن رحیم علی شاہ مداری ابن ننھا شاہ مداری ابن نواب علی شاہ مداری الخ جناب نواب علی شاہ مداری رحمۃ اللہ علیہ دادا امام نوروز عاشقان کے خلیفہ تھے اور ان کے پیر و مرشد قطب عالم مجذوب بجذبہ حق عبد الغفور عرف بابا کپور علیہ الرحمہ گوالیاری تھے اور ان کے پیر و مرشد سید قاضی حمید علیہ الرحمۃ تھے اور ان کے پیر و مرشد سر گروہِ عاشقان حضرت قاضی مطہر قلہ شیر رضی اللہ عنہ تھے اور یہ مرید و خلیفہ تھے حضور ملک العارفین سلطان الاولیاء

سرکارسرکاراں زندہ شاہ مدار سید بدیع الدین قطب المدار کے رضی اللہ عنہ۔

رسم بسم اللہ خوانی:

جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو روایات کے مطابق گاؤں کے ایک استانی ضعیفہ بی بی نے رسم بسم اللہ خوانی ادا فرمائی جو مشین والی اماں سے مشہور تھیں۔ جب قرآن شریف اور اردو کی ابتدائی کتابوں سے فراغت ہوئی تو آٹھ سال کی عمر میں والد گرامی نے مرشد کامل حضرت دیدار علی شاہ بابا عرف لکھو شاہ بابا کی تربیت و پرداخت میں دے دیا۔ نگاہ مرشد نے اپنے خواص اور حلقہ بگوشوں میں آپ کو منتخب فرمالیا اور اپنی نگاہ کیمیا اثر سے علوم نبویہ اور معرفت الٰہیہ کا وہ جام پلایا کہ فہمِ مسلم و فراستِ مومن کے انوار سے قلب وسینہ منور ہوگیا۔ پیر لاثانی نے اس بے معنی حجر کو تراش خراش کر ایسا قیمتی ہیرا بنا دیا کہ اس کی ضو پاشیوں سے اب ایک عالم مستنیر و منور ہو رہا ہے۔ ۱۹۴۶ء میں بابا صاحب طریق وتصوف کے منازل طے کرا کے جمع اللہ رو برو اطراف کے ملنگان کرام ومشائخ عظام وصوفیائے ذوی الاحترام کی موجودگی میں پنیہار کی گدی پر اپنا جانشین اور مجاز مقرر فرمایا اور اسی شب میں پیر و مرشد بابا لکھو شاہ نے پردہ فرمالیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ایک سال کے بعد ۱۹۴۷ء میں والد گرامی کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ تین سال بعد ۱۹۵۰ء میں دادی اماں کی معیت میں آستانہ عالیہ مداریہ پر پہلی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۵۶ء میں قطب دوراں صادق علی بابا ملنگ گدی نشین وصدر سلطان تکیہ مستان شاہ درگاہ بابا کپور علیہ الرحمہ جمع اللہ کے ہمراہ قصبہ پنیہار تشریف لائے۔ اسی وقت ایک دوسری جماعت جناب صدر سلطان دلدار علی شاہ بابا ملنگ گدی نشین بڑا تکیہ کریرا

شریف ضلع شیو پوری ایم پی کی ہمراہی میں تشریف لائی۔ان جملہ اصحاب تجرید وتفرید کے روبرو صادق علی شاہ بابا(علیہ الرحمۃ والرضوان) نے شریعت کا پیالہ نوش کرادیا اورجناب دلدار علی شاہ بابا ملنگ نے طریق کا جام پلایا اور جمع اللہ کے روبرو دستار خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ۱۹۶۰ء میں اعظم گڑھ کے ایک سید بابا نے استخارہ کی اجازت بخشی اور کچھ خصوصی اوراد ووظائف تلقین فرمائی اور یہ بشارت دی کہ پیر ومرشد لکھو شاہ بابا اور دوسرے پیران سلاسل کا فیض تم سے جاری ہوگا۔ ۱۹۶۵ء میں صدر چوک عاشقان مکن پور شریف پر بموقع عرس زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ جمیع جمع اللہ ہفت گروہ پاکباز وسجادہ نشین وتخت نشین خانقاہ عالیہ مداریہ سید سردار علی اوران کے برادران سید سجاد علی وغیرہ ومشائخ ہرسہ خواجگان کے روبرو عالمی گروہ عاشقان کا صدر منتخب فرما کر بابا معصوم علی شاہ ملنگ کو دستار صدارت سے بھی نوازا گیا جس میں دیدار علی شاہ بابا ملنگ گدی نشین گادی مارہرہ شریف وگلزار علی شاہ ملنگ گدی نشین گادی میرٹھ خادمان سرموری ارغونی ومیدان علی شاہ ملنگ گنج ڈنڈواڑہ ویقین علی شاہ ملنگ دیوان گان بسوہ و بھبھوتی شاہ ملنگ گوندگڑھ الورو محبوب علی شاہ ملنگ گلپاڑہ الورو صادق علی شاہ ملنگ شرف آباد گادی اور ہندوستان کے دیگر اکابر ملنگان کرام ومشائخ ہرسہ خواجگان موجود تھے۔

۱۹۶۶ء میں بموقع عرس بابا صاحب نے لنگر عام فرمایا جس میں چھاندے نوالے ،نذرانے اور شکرانے وارکان پوری بستی مکن پور شریف میں تقسیم ہوئے اور ملنگان کرام کے چوکوں پر دن رات لنگر لٹائے گئے اور سجادہ نشین وتخت نشین خانقاہ مداریہ کے حضور جوڑے اور تحائف پیش کئے گئے۔اس کے بعد سے حضور مدار پاک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا فیضان عام بابا معصوم علی شاہ ملنگ سے ایسا جاری ہوا کہ پورے ہندوستان میں آپ سے لوگوں کو فیض پہنچنے لگا اور ہر چہار سمت آپ کا شہرہ ہوگیا اور دن بدن مریدین، متوسلین، معتقدین اور خلفاء میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

جناب معصوم علی ملنگ بابا! فرماتے ہیں کہ ہم ملنگوں کا طریقۂ بیعت اس طور سے ہے:

پہلے شریعت کے پانچوں کلمے پڑھاتے ہیں۔ ایمان مجمل و ایمان مفصل پر کچھ تبصرہ کرتے ہیں پھر توبہ و استغفار کراتے ہیں اور اوامر الٰہیہ خدائی احکامات کی پابندی اور نواھی یعنی شریعت میں منع کی ہوئی چیزوں سے بچنے اور پرہیز کرنے کی ترغیب دیتے ہیں پھر مرید کے دونوں ہاتھوں میں دست یداللہی یعنی پیری والا ہاتھ تھما کر آیات بیعت کی تلقین کرتے ہیں اور معمولات سلف کے مطابق خانوادۂ طیفوریہ مداریہ طبقاتیہ میں داخل سلسلہ کرتے ہیں اور اپنا اور اپنے مشائخ طریقت کا نام بنام تلاوت کر کے طریقت کا پیالہ پلاتے ہیں اور عمل کرنے کے واسطے کچھ اوراد و وظائف معمولات مشائخ مداریہ کی تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔

بعد نماز فجر:

اول آخر ۱۱ مرتبہ درود شریف بیچ میں عالم الغیب والشھادۃ ھوالرحمن الرحیم ۲۱ مرتبہ تسبیح فاطمی سو مرتبہ اور یَا بَاطِنُ وَّشَ الَّذِی رَفَعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِغَیْرِ عَمَدٍ سو مرتبہ۔ فائدہ: علم و قوت حافظہ میں اضافہ ہوگا، دل و دماغ کے بند دریچے کھلیں گے۔

ظہر کے بعد:

الم تر کیف الخ ۲۱/مرتبہ اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف اور یَاشَعْرَنَا الَّذِیْ یَقَعُہٗ وَھُوَ الْمَلَکُوْتُ خِطَابُ الْاَرْضِ۔سو مرتبہ۔رزق و روزگار میں کشادگی ہوگی۔

عصر کے بعد:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْن اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف پھر ایک تسبیح یَابَدِیْعَ السّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَابَدِیْعَ الْمَلٰئِکَۃِ وَ الرُّوْحِ۔ جادو سحر کا اثر نہیں ہوگا عجائبات ظاہر ہوں گے۔

بعد نماز مغرب:

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و خطیۃ و اتوب الیہ ۱۰۰/مرتبہ۔ اول آخر ۱۱/مرتبہ درود شریف پھر اس کے بعد ایک تسبیح یَابَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ، یَابَدِیْعَ الْمُحَبَّۃِ وَ الْمَحْبُوْبِ بِالتَّطْھِیْرِ ۔دین و قرآن سے محبت ہوگی عبادت میں لذت پیدا ہوگی اور فکر کو پاکیزگی میسر ہوگی۔

بعد نماز عشاء:

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پانچ سو مرتبہ اول آخر درود شریف مداریہ پھر اس کے بعد یَابَدِیْعَ الْعَرْشِ وَ اللَّوْحِ فَتَحْتِ اللَّیْلَ وَ النَّھَارَ یَا اَللّٰہُ سو مرتبہ۔کبھی دشمن غالب نہیں ہوگا اور توکل کی قوت پیدا ہوگی۔

تاجدار ملنگ فرماتے ہیں کہ ہمارے سلسلۂ طیفوریہ مداریہ میں حضرت امام

حسن بصری سے لیکر بعد کے سارے اکابر نے تجریدی وتفریدی زندگی کو پسند کیا ہے۔
جب ہم کسی کو ملنگ یعنی جادۂ تفرید وتجرید کا متمکن بناتے ہیں تو سب سے پہلے اسے تارک الدنیا بناتے ہیں اور دنیا کہ طلب اس کے دل سے مٹادیتے ہیں جب اس راستہ پر وہ کما حقہ چلنے لگتا ہے تو سلوک کے اور منازل طے کراتے ہیں۔اس راہ میں توکل وقناعت کی زندگی گزارنے کی مکمل پریکٹس دی جاتی ہے اور رضائے الٰہی پر راضی رہنے کا درس دیا جاتا ہے۔

ہم ہفت گروہ پاکباز کے اکابر مشائخ اور ملنگان سلسلہ مداریہ کو جمع کرتے ہیں ان کو جمع اللہ کہا جاتا ہے۔ان کے روبرو ملنگ بننے والا مسلمان جو غیر منکوح ہوتا ہے ان تمام اکابر ومشائخ کے گرد تین مرتبہ پھیرا لگاتا ہے تاکہ اس کی پوری شناخت ظاہر ہو جائے پھر وہ اپنے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے پھر جمع اللہ اجازت دیتی ہے کہ اس نے آپ ہی کو اپنا مرشد حیات چن لیا ہے لہٰذا اس کو آپ ہی طریق دید یجئے پھر ہم اس کو طریق دیتے ہیں۔اس طرح کہ پہلے چار ابرو کے تین تین بال حسد، بغض وکینہ کے لیتے ہیں پھر اس کے سر کا بال مونڈھا جاتا ہے جسے حلق کہتے ہیں پھر وہ ہر طرح کی طہارت سے فارغ ہو کر آتا ہے تب اس کو طریق کا لباس پہنایا جاتا ہے۔

دوسرے سلاسل مثلاً رفاعیہ، جلالیہ اور بانوا وغیرہ میں اس کی داڑھی، مونچھیں اور ابرو بھی مونڈ دیتے ہیں ہمارے سلسلۂ مداریہ اہل طبقات میں ہم لوگ رسول نمائی طریق دیتے ہیں۔

طریق کا لباس یہ ہے:

۱۔ تسمہ ولن تنا جسے لنگوٹ بھی کہتے ہیں تسمہ اور لنگوٹ باندھتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی

ہے، أَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖ اَهْدٰى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی جو منہ کے بل چلتا ہے وہ سیدھی راہ پر ہے یا وہ سیدھا چلتا ہے۔

۲- لنگ جسے تہبند کہتے ہیں یہ ڈھائی گز کا ہوتا ہے اسے پہنتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے، لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ یعنی تم ہر گز بھلائی نہیں پا سکتے ہو یہاں تک کہ تم خرچ کرو اس مال و منال سے جس سے تم چاہت رکھتے ہو۔

۳- گلو بند جسے الفی اور احرام بھی کہتے ہیں یہ سوا تین گز کا ہوتا ہے اس کو فقیری جبہ بھی کہتے ہیں اسے پہنتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے، اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ یعنی اس اللہ جل جلالہ کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ اسے وجود بخشا جائے تو وہ بس کہتا ہے ہو جا۔ پس اس کے حکم سے وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔

۴- پھر سر سے رومال باندھا جاتا ہے جسے سر پیچ بھی کہتے ہیں یہ دو گز کا ہوتا ہے۔ رومال باندھتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے، فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۔ یعنی تم میرا ذکر کرو میں تمہیں اپنے مقربین میں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو اور میری نعمتوں کی ناشکری مت کرو۔

۵- پھر کمر بستہ کمر سے باندھ دیتے ہیں جو ڈھائی گز کا ہوتا ہے۔ کمر بستہ باندھتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں، وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۔ یعنی جس نے اللہ پاک کے حضور کھڑا ہو کر جوابدہی کا خوف رکھا اور اپنے نفس کو خواہشات سے بچایا تو بلاشبہ جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔

۶- پھر تسبیح ہاتھ میں تھما دیتے ہیں اور وہ گلے میں ڈال لیتا ہے اس وقت یہ دعا پڑھی

جاتی ہے، یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا۔ یعنی اے ایمان والو میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درو پڑھو اور خوب خوب سلام بھیجو۔

۷- پھر اس کے بعد کنٹھا اس کے گلے میں ڈالتے ہیں اس وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے، نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد یعنی میں (اللہ) اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

اس کے بعد دو رکعت شکرانہ کی نماز ادا کرتے ہیں اور بعدہ کلمۂ شریعت اور توبہ استغفار پڑھا کر دست ید الٰہی میں اس کا ہاتھ رکھواتے ہیں اور طریق کے کلمات ادا کرائے جاتے ہیں پھر چودہ آیتیں پڑھ کر محبت کا پیالہ دیتے ہیں جسے وہ پیتا ہے۔ پیالہ پیتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے، اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام منتخب کر کے میں خوش ہوں۔ پھر اس کے بعد اس کے لئے نام طریق کا رکھا جاتا ہے پھر وہ جمع اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر سلام کرتا ہے اور اپنا عشق پکارتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے حدیث عشق یہ ہے، اَلْعِشْقُ نَارٌ حَرِیْقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ یعنی عشق ایک ایسی آگ ہے جو محبوب کے سوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ عشق پکارتے وقت یہ صدا لگائی جاتی ہے، پیر و فقیر و معبود و شاہ جی ۔۔۔۔ حق اللہ اللہ محمد مدار، جمع اللہ اس کا جواب دے گی۔ دم پیر شاہ مدار، آنکھوں کی روشنی دلوں کا قرار، آئیے میرے بھولے مدار، پھر نقیب کھڑا ہو کر یہ رباعی پڑھے گا:

دم دم بہ ہر قدم ہمہ دم دم مدار ما

ما طالبان و مرشد کامل مدار ما

تازہ رہے ہمیشہ یہ لشکر مدار کا

جلوہ ہے خاکساروں میں پروردگار

قادر کی بندگی میں کمر بستہ رہ مدام

ستار نام پاک ہے اس کردگار کا

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ہر بلا را رد باشدایں دعا افتادہ باد

میرے مولیٰ قل ھواللہ احد کے واسطے

اسم اعظم پاک اللہ الصمد کے واسطے

یا حسین ابن علی آؤ مدد کے واسطے

پھر یہ نعرہ لگاتا ہے:

لطف انبیاء کرم مرتضیٰ بفضل پنجتن

جمع اللہ جواب دے گی، یا علی

نقیب پکارے گا، پانچ نعرے پنجتن کے ایک نعرہ حیدری،

جمع اللہ پکارے گی، یا علی

نقیب پکارے گا، شاہو بادشاہو دادا کا دم بولو دم مدار

سب جواب دیں گے، بیڑا پار

اس کے بعد محفل برخاست ہو جاتی ہے اور اسناد و وظائف مخصوصہ دیدیئے جاتے ہیں۔اب مرشداپنے دست خاص سے صندل اور دھونے کی خاک ملا کراس کے سر پر مل دیتا ہے اور اس کو عزلت نشین کر دیا جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں ہمارے درج ذیل منصب دار ہوتے ہیں:

(۱) نقیب (۲) بھنڈاری (۳) کوڑا بردار (۴) چھڑی بردار (۵) خلیفہ (۶) نائب بازودار (۷) چوب دار (۸) اِذْنی۔

ان کاموں کی تفصیل اس طرح ہے:

چھڑی اس کے کاندھے پر ہوتی ہے۔رباعی پڑھتا ہوا نقابت کرتا ہے سجادہ نشین خانقاہ مداریہ کی بارگاہ میں باادب حاضری دے کرانہیں اور ساری جماعت کو ساتھ لے کر خانقاہ مدار العالمین کی طرف آگے آگے چل کر نقابت کا فریضہ انجام دیتا ہے اور جب صدرالمشائخ سجادہ نشین وتخت نشین تخت دربار مداریہ پر بیٹھ کر حضور زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانشینی کا عظیم ترین فریضہ انجام دیتے ہیں تو اس وقت بھی یہ حضور سجادہ نشین وتخت نشین صاحب قبلہ کے رو برو نقابت کا فریضہ انجام دیتا ہے۔نیز ہمارے سفر وحضر میں بھی پیش پیش رہتا ہے۔

بھنڈاری۔۔۔۔۔۔یہ جمع اللہ اور دیگر حلقہ بگوشوں کے لئے لنگر تیار کراتا ہے۔اذنی اور نائب اس کا ساتھ دیتے ہیں۔

کوڑا بردار۔۔۔۔۔۔جماعت میں خلاف شرع کام کرنے والوں کو تنبیہ کرتا ہے۔

نائب بازودار۔۔۔۔بھنڈاری کے لئے تمام سامان مہیا کراتا ہے اور گادی کا انتظام و انصرام دیکھتا ہے اور گدی نشین کی عدم موجودگی میں خانقاہ کی دیکھ ریکھ کرتا ہے۔

خلیفہ۔۔۔۔۔۔خلیفہ ملنگ کا ناظم الامور ہوتا ہے اور اسناد اور خطوط کی تحریر و جواب دہی وغیرہ اسی کے ذمے ہوتی ہے، ملنگ سے متعلق ذمہ داری کو نبھانا اور خانقاہی امور کی دیکھ ریکھ سب اسی کے ذمہ ہوتی ہے۔

مولانا سید ضیا مصطفیٰ بستوی سب سے پہلے سلسلۂ مداریہ میں بیعت ہوئے

ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم مصباحی صاحب اپنی کتاب تذکرہ علمائے بستی جلد اول کے صفحہ ۱۴۰ پر ''سوانح بابا کمال شاہ'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

''مولانا ضیا مصطفیٰ جب کانپور میں عربی تعلیم حاصل کر رہے تھے اس وقت ان کے مزاج میں قدرے وہابیت تھی ایک بار اچانک قطب عالم سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ کے مزار شریف کی زیارت کی ایسی کشش پیدا ہوئی کہ وہ کانپور سے پا پیادہ مکن پور چلے گئے اس وقت وہاں کے سجادہ نشین سید شاہ عالم علیہ الرحمہ تھے جو بڑے مرتبہ کے بزرگ تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ دو سو سے تین سو تک مہمان زائرین حاضر ہوتے اور ہر ایک مہمان کی خواہش معلوم کر کے کھانے کا انتظام کیا جاتا، کھانا کھلانے کے بعد حکم ہوتا کہ رات گزارنے کے لئے قصبہ میں چلے جائیں اور صبح پھر آجائیں حسب معمول و دستور ان سے بھی دریافت کیا گیا کہ اپنے کھانے کی خواہش بتا دیں جواب دیا دال روٹی فرمایا گیا کوئی تکلف نہ کریں یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ مولانا ضیا مصطفیٰ نے کہا کہ بس

یہی کافی ہے چنانچہ کھانے میں دال روٹی آئی مگران کے ساتھ یہ امتیازی سلوک برتا گیا کہ رات بسر کرنے کے لئے سجادہ نشین صاحب کے حجرہ ہی میں جگہ عنایت کی گئی اور حکم ہوا کہ وہ بیعت ہو جائیں مولانا کہتے ہیں میں نے عرض کیا میرے شیخ تو حضرت بابا ہدایت شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں مجھ کو انہیں سے بیعت ہونا ہے فرمایا گیا کوئی بات نہیں آپ بابا ہدایت شاہ کے سلسلہ میں بیعت ہو جائیں گے مگر اس وقت مصلحت یہی ہے کہ آپ کو کچھ نعمت یہاں سے ملنے والی ہے اس کے بعد بابا ہدایت شاہ کے سلسلہ میں داخل ہو جانا الغرض سب سے پہلے وہ حضرت شاہ عالم صاحب مکن پوری سجادہ نشین حضرت زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اسی رات میں حضرت موصوف نے از راہ کرم ایسا فیض بخشا جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔اس واقعہ سے ان کی زندگی کا رخ بدل گیا اور مزاج سے خودی جاتی رہی''

ناظرین حق پسند ہماری مظلومیت کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے بتائیں کہ کیا سلسلہ سوخت ہونے کے بعد بھی عظیم رتبہ بزرگ سید شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی ممکن تھی؟ جب سلسلہ ہی نہیں تو سجادہ نشینی کیسی؟ اس مقام پر پھر آپ کے جذبۂ انصاف کو آواز دیتا ہوں کہ کیا وہ با کمال بزرگ جن کی تھوڑی سی توجہ کے بعد مولانا سید ضیا مصطفیٰ کی زندگی کا رخ بدل گیا ہو اور اتنا فیض بخشا جو بیان نہ کیا جا سکتا ہو وہ ایک سوخت اور معدوم سلسلہ میں مولانا سید ضیا مصطفیٰ کو مرید کر سکتے تھے کیا واقعہ مذکورہ میں بیان کی گئی مہمانوں کی بھیڑ بھاڑ سے یہ اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ خانقاہ مداریہ میں مریدین کا تانتا بندھا رہتا تھا؟ بتائیے یہ آنکھوں سے لہو

ٹپکنے کی بات نہیں ہے کہ اس قدر دلائل وشواہد کے بعد بھی سلسلۂ مداریہ کو سوخت کہا جارہا ہے؟ کیا ان تمام شواہد و براہین کو دیکھنے کے بعد بھی آپ سلسلۂ عالیہ مداریہ کو سوخت کہنے کے لئے تیار ہیں؟

اعلیحضرت فاضل بریلوی کو بھی سلسلہ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی

چنانچہ حضرت مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی تحریر کرتے ہیں کہ

''آپ کو جن سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت حاصل تھی ان کی تفصیل اس طرح ہے۔☆ قادریہ برکاتیہ جدیدہ ☆ قادریہ آبائیہ قدیمہ ☆ قادریہ اہدائیہ ☆ قادریہ رزاقیہ ☆ قادریہ منصوریہ ☆ چشتیہ نظامیہ قدیمہ ☆ چشتیہ محبوبیہ جدیدہ ☆ سہروردیہ واحدیہ ☆ سہروردیہ فضیلیہ ☆ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ ☆ نقشبندیہ علائیہ علویہ ☆ بدیعیہ ☆ علویہ منامیہ''

ناظرین حق پسند! دیکھ رہے ہیں آپ کہ کس دھڑلے کے ساتھ حضرت فاضل بریلوی کے حاصل شدہ سلسلوں میں سلسلۂ بدیعیہ مداریہ لکھا جارہا ہے۔کیا سوخت و منقطع ہونے کے بعد بھی سلسلۂ بدیعیہ مداریہ کا حصول ممکن ہے؟

آپ کو شاید حیرت ہو کہ حضرت فاضل بریلوی کے حاصل شدہ سلسلوں میں سلسلۂ بدیعیہ مداریہ کا ذکر فاضل بریلوی کے اکثر سوانح نگاروں نے کیا ہے۔مشتے نمونہ ازخروارے کے طور پر حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی کی کتاب سوانح اعلیٰ

حضرت ہی دیکھ لیجئے آپ لکھتے ہیں کہ

''حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ درج ذیل سلاسل عالیہ کی اجازت و خلافت عطا فرمایا کرتے تھے'' (سوانح اعلیٰ حضرت ۳۲۷)

چنانچہ فاضل بریلوی کی جانب سے عطا کئے جانے والے سلاسل میں سلسلۂ بدیعیہ مداریہ کا بھی ذکر ہے۔ آپ کے علاوہ مولانا شفیق احمد شریفی نے بھی فاضل بریلوی کے حاصل شدہ سلسلوں کی فہرست میں سلسلۂ بدیعیہ مداریہ بھی تحریر کیا ہے۔ (تذکرہ اکابر علمائے اہل سنت)

اور انہیں تو چھوڑیں خود فاضل بریلوی کا تحریری اقرار نامہ ہی ملاحظہ کر لیں جسے انہوں نے الاجازاۃ المتینہ لعلماءِ بمکۃ والمدینۃ میں تحریر کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

''خاصاً طریقت کے ان تمام دل پسند سلسلوں کی بھی اجازت دیتا ہوں جن کی اجازت مجھے حاصل ہے جن میں کسی کو بھی اپنا قائم مقام و جانشین کرنے کا صاحب خلافت کے ارشاد کے مطابق ماذون ہوں وہ سلاسل طریقت یہ ہیں۔

طریقۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ ☆ قادریہ آبائیہ قدیمہ ☆ قادریہ اہدائیہ ☆ قادریہ رزاقیہ ☆ قادریہ منوریہ ☆ چشتیہ نظامیہ عتیقیہ ☆ چشتیہ محبوبیہ جدیدہ ☆ سہروردیہ واحدیہ ☆ سہروردیہ فضیلیہ ☆ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ ☆ نقشبندیہ علائیہ علویہ ☆ بدیعیہ

انصاف و دیانت کی روشنی میں چلنے والے بتائیں کہ جن دلپسند سلاسل کی اجازت حضرت فاضل بریلوی دیتے تھے اور ان میں کسی کو بھی اپنا قائم مقام اور جا

نشین کرنے کے ماذون تھے ان میں سلسلۂ بدیعیہ مداریہ ہے کہ نہیں؟

حق و باطل کی راہوں کا امتیاز محسوس کرنے والوں سے عرض ہے کہ کیا مذکورہ بالا عبارت سے یہ مفہوم نہیں نکلتا ہے کہ حضرت فاضل بریلوی سلسلۂ عالیہ بدیعیہ مداریہ میں بھی اپنا قائم مقام اور اپنا جانشین کرنے کے ماذون تھے۔ مجھے قطعاً یہ گلہ نہیں کہ انہوں نے کیوں نہیں کسی کو اس سلسلہ میں اپنا قائم مقام اور جانشین بنایا۔ بس افسوس اور حیرت صرف یہ ہے کہ سوخت ہونے کے بعد یہ سب کیسے ممکن ہوا؟

حضرت مولانا ظفر الدین بہاری کا ایک بیان

حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ساتھ رہنے والے کتاب حیات اعلیٰ حضرت کے مؤلف حضرت مولانا ظفر الدین بہاری مذکورہ کتاب کے صفحہ ۴۱ پر لکھتے ہیں کہ

''اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز اگرچہ عام طور پر سب لوگوں کو طریقۂ عالیہ قادریہ جدیدہ میں بیعت کرتے تھے لیکن حضور کو اجازت و خلافت تیرہ طریقوں کی تھی''

ناظرین کرام! قسم ہے آپ کو جلالت خداوندی کی جس کی ہیبت سے مومن کا کلیجہ کانپتا رہتا ہے حق کے ساتھ انصاف کرنے میں کسی کا قطعی لحاظ نہ کیجئے گا بتائیے کہ کیا عبارت کا مذکورہ تیور یہ نہیں بتا رہا ہے کہ جناب فاضل بریلوی سلسلۂ عالیہ قادریہ جدیدہ کے علاوہ اور بارہ سلسلوں میں بیعت کر سکتے تھے؟

مادی منفعت کی اگر کوئی مصلحت مانع نہ ہو تو بتائیے کہ مولانا ظفر الدین رضوی اس کے علاوہ کچھ اور کہنا چاہ رہے ہیں کہ فاضل بریلوی سلسلۂ قادریہ جدیدہ کے علاوہ دوسرے حاصل شدہ بارہ سلسلوں میں جس میں سلسلۂ بدیعیہ مداریہ بھی ہے مرید کر سکتے تھے؟؟؟

ابھی تک تو آپ نے صرف یہ دیکھا کہ حضرت فاضل بریلوی کو بھی سلسلۂ مداریہ پہونچا اور آپ تمام سلاسل کے ساتھ سلسلۂ عالیہ مداریہ سے بھی لوگوں کو سرفراز فرمایا کرتے تھے لیکن آئندہ صفحات میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ حضرت فاضل بریلوی کا شجرۂ مداریہ بھی ملاحظہ کریں گے۔

مفتی اعظم ہند کو بھی سلسلۂ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی آپکی بیعت وخلافت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''آپ کو بیعت کا شرف قطب عالم شیخ طریقت حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ سے تھا اور چھ سال کی عمر شریف میں آپ کے شیخ طریقت نے بیعت کرنے کے بعد جملہ سلاسل مثلاً قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ مداریہ وغیرہ کی اجازت سے بھی نوازا'' (تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ: ۵۰۷)

لگے ہاتھوں سلسلۂ مداریہ کے تعلق سے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا ایک فتویٰ بھی ملاحظہ کرلیں جس کی نقل بمطابق اصل ہمارے پاس بھی موجود ہے۔

تحریر فرماتے ہیں کہ

''حضور سیدنا قطب المدار قدس سرہ کا سلسلہ جاری ہے سلسلہ خلفاء ہی سے جاری ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم''

(فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہ)

مہر سنہ ۱۳۷۷ھ

علاوہ ازیں حضرت مفتی اعظم ہند کا ایک اور قلمی فتویٰ جس کی نقل بمطابق اصل پیر طریقت حضور صوفی محمد جمال الدین صاحب قبلہ علوی المداری (خانقاہ عالیہ مداریہ کرلا ممبئی مہاراشٹر) کے پاس موجود ہے۔ آپ نے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ ''سلسلۂ مداریہ کی مخالفت کرنے والا اشمر لعین ہے''

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان قادری نے ایک اصولی بات کہتے ہوئے کہ سلسلہ خلفاء ہی سے جاری ہوتا ہے بے دریغ احقاق حق وابطال باطل فرمایا ہے۔ اور کیوں نہ فرماتے جب کہ آپ کے مرشد گرامی قطب عالم حضور سیدی شاہ ابوالحسین نوری مارہروی نے آپ کو سلسلۂ عالیہ مداریہ کی بھی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔ یہ تو عام سی بات ہے آپ کے مرشد گرامی کا یہی عقیدہ تھا کہ سلسلۂ عالیہ مداریہ جاری وساری ہے۔ اسی لئے انھوں نے حضرت مفتی اعظم ہند کو بھی عنایت فرمایا۔ لہٰذا ایک مرید کو تصوف میں اپنے پیر کی ہی پیروی کرنی چاہئے۔ اس مقام پر یہ صراحت بھی ضروری ہے کہ میں نے مفتی اعظم ہند کے جن دو فتاوٰں کا حوالہ دیا ہے وہ دونوں فتوے آپ کے مجموعہ فتاویٰ یعنی فتاویٰ مصطفویہ میں

شامل اشاعت نہیں ہو سکے ہیں خدا جانے کس مصلحت کے پیش نظر ان فتاوٰں کو شامل کتاب نہیں کیا گیا۔

مفتی شریف الحق امجدی بھی سلسلۂ مداریہ میں مجاز تھے

کتاب ''معارف شارح بخاری'' جو انھیں مفتی صاحب کی سیرت وسوانح پر مختلف علماء کے مقالوں کا مجموعہ ہے اس میں خود مفتی صاحب کا بھی ایک مضمون اپنی حاصل شدہ اجازات واسانید سے متعلق ہے۔ اس میں انھوں نے اپنے حاصل شدہ سلاسل طریقت میں سلسلۂ بدیعیہ مداریہ کو بھی تحریر کیا ہے۔

(معارف شارح بخاری ۲۴۲)

نیز آپ اپنے خلفاء کو اس سلسلۂ مقدسہ کی خلافت واجازت اپنے پیرانِ سلسلہ کی طرح دیتے بھی تھے جیسا کہ فاضل گرامی محقق نامی حضرت علامہ مفتی محمد اسرافیل صاحب قبلہ حبیبی نے تحریر فرمایا کہ

''اور فاضل بریلوی سے بالواسطہ مفتی صاحب کو یہ سلسلہ پہنچا جیسا مولانا شفیق احمد شریفی کی کتاب ''تذکرہ اکابر اہل سنت'' سے ظاہر ہے اور راقم نے مفتی صاحب کے خلفاء کے پاس بنارس میں النور والبہاء کے اسپیشل قلمی نسخے دیکھے ہیں جس میں صاف صاف سلسلۂ عالیہ بدیعیہ مداریہ کی اجازت وخلافت درج ہے تو اس طرح مفتی صاحب اور ان کے خلفاء بھی مداری ہوئے۔ لوگ آتے ہی

گئے اور کارواں بنتا گیا“ (نصیبۃ الابرار)

مگر حیرت و استعجاب میں ڈوب جانے کی بات ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود جناب مفتی امجدی صاحب نے اپنے اسی مضمون میں سلسلہ مداریہ کا ذکر کرنے کے بعد جو ریمارک لگایا ہے وہ حقائق سے کوسوں دور ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں

”سلسلہ بدیعیہ حضرت بدیع الدین مدار مکن پوری قدس سرہ کا سلسلہ ہے عندالتحقیق یہ سلسلہ مشکوک ہے لیکن جن بزرگوں نے اسے عطا فرمایا ان کے علم میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ سلسلہ مشکوک ہے۔ (دو سطر بعد) اس خادم کو بتحقیق معلوم ہے کہ ہمارے مشائخ خاص سلسلہ بدیعیہ مداریہ میں کسی کو بیعت نہیں فرماتے تھے“

ہمارے اندازے کے مطابق تو شائد ہی کوئی اتنا غیر محتاط مفتی ڈھونڈنے تلاش کرنے کے بعد ملے۔ دیکھ رہے ہیں آپ کہ کس بے دردی کے ساتھ جناب مفتی شریف الحق صاحب نے لکھ دیا کہ جن بزرگوں نے اسے عطا فرمایا ان کے علم میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ سلسلہ مشکوک ہے۔

میرے اسلامی بھائیو بتاؤ! کیا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت مخدوم سمنانی کچھوچھوی، حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر، حضرت عبدالحق محدث دہلوی، حضور مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی، حضرت عبدالقدوس گنگوہی، حضرت باباحاجی ملنگ، حضرت شاہ فضل اللہ کالپوی، حضرت شیخ ابوالعلاء احرار، حضرت سید محمد کالپوی، حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی، حضرت

خواجہ ارشاد حسین چشتی رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان نفوس قدسیہ کے علاوہ جن کاملان شریعت وطریقت نے نعمت سلسلۂ مداریہ حاصل کی اور اس نعمت سے لوگوں کو بھی فیضیاب فرماتے رہے ان سبھوں کے علم میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ سلسلہ مشکوک ہے؟ صرف اکیلے مفتی امجدی کے علم میں یہ بات آئی کہ یہ سلسلہ مشکوک ہے ؟ کیا مذکورہ تمام بزرگوں کی تحقیق بے حقیق وغیر لئیق ہے؟ کیا مفتی امجدی کا علم ان علم وفضل کے میناروں سے بڑھا ہوا تھا ؟ بتائیے ہے کوئی نسبت مفتی امجدی کو حضرت خواجہ بختیار کاکی سے؟ ہے کوئی تقابل مفتی امجدی کا سرکار مخدوم سمنانی سے ؟ ہے کوئی موازنہ مفتی امجدی کا محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے ؟ بتائیے ہے کوئی شمار مفتی امجدی صاحب کا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے آگے ؟ لکھ تو دیا دھڑلے کے ساتھ کہ ''عندالتحقیق یہ سلسلہ مشکوک ہے'' لیکن وہ تحقیق کہاں ہے ابھی تک جو ان سارے محققین کی تحقیقات انیقہ ودقیقہ کو غلط ثابت کردے؟؟؟

سلسلۂ مداریہ کے سوخت کا قصہ بالکل غلط ہے

چنانچہ تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور کے صفحہ ۸۸/۱۳۸۷ پر علامہ فرید احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کے حوالے سے نقل ہے کہ

''عوام میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ حضرت شیخ سراج الدین سوختہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ شاہ مدار نے مجھے جلایا تو میں نے ان کے سلسلے کو

جلا دیا یہ قصہ بالکل غلط ہے۔ چونکہ حضرت قطب المدار کے خلفاء کی تعداد آپ کے زمانے میں چودہ سو بیالیس تھی اور یہ سلسلہ بہت ہی دور تک پہونچ گیا تھا قطعی نا ممکن ہے کہ آپ کا سلسلہ سوخت ہو جائے"۔

اب آپ ہی بتائیں کہ اتنی صراحت کے باوجود سلسلۂ مداریہ کو بھلا کس طرح سے سوخت تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ اور سبع سنابل کی سوخت والی روایت کس طرح قابل قبول ہوسکتی ہے؟ اس مقام پر ہمارے ناظرین کو سوچنا چاہئے کہ جب مؤلف سلاطین شرقیہ کی تحقیق کے مطابق سیدنا قطب المدار کے زمانے میں ہی آپ کے خلفاء کی تعداد ۱۴۴۲ تھی اور یہ سلسلہ بہت دور تک پھیل چکا تھا تو سنابل کی یہ عبارت بھلا کیسے تسلیم کی جاسکے کہ قطب المدار نے کسی کو خلافت ہی نہیں بخشی۔ اور چودہ سو بیالیس تو ان کی تحقیق ہے علامہ ظہیر الدین الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ الیاس میں تحریر فرمایا کہ قطب المدار کے خلفاء کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زائد ہے اور جیسا کہ مولانا محمد عاصم اعظمی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ قطب المدار کے خلفاء کی تعداد کا شمار ممکن ہی نہیں۔ تو انصاف کیا جائے کہ اتنی عظیم صراحتوں کے باوجود ایک سنابل کی تحریر کو لے کر سلسلہ مداریہ کو سوخت کہنا اور یہ کہنا کہ قطب المدار نے کسی کو خلافت ہی نہیں دی، بتائیے کیا آفتاب نصف النہار کو جھٹلانے کے مترادف نہیں ہے؟؟؟؟

حضور سید العلماء اور سلسلۂ مداریہ

حضور سید العلماء قبلہ کی ذات درمیان اہل سنت محتاج تعارف نہیں آپ اپنے وقت کے عظیم المرتبت پیشوایان اہل سنت میں سے تھے۔مذہب وملت کا درد آپ کو ورثے میں ملا تھا اپنے معاصر شیوخ میں آپ کی ذات کا القمر فی النجوم کے مانند تھی مزید ایک عظیم خانقاہ کی سجادگی نے آپ کی حق گوئی اور بے باکی میں چار چاند لگا دیا تھا، آپ اپنی حق گوئی اور معاملہ فہمی کی بنیاد پر پورے ملک میں ایک منفرد المثال شخصیت تصور کئے جاتے تھے۔

نعمت سلسلۂ مداریہ جس طرح خاندان برکات کے دیگر تمام شیوخ کو ملتی رہی یونہی آپ کو بھی یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہوئی یہ کوئی ۱۹۶۱ء سنہ کی بات ہے کہ ایک غلط فہمی کی بنیاد پر سلسلۂ عالیہ مداریہ کے بعض افراد آپ سے نالاں ہو گئے اور خانقاہ معلی دار النور مکن پور شریف کے ذمہ دار عالم دین وشیخ طریقت حضرت مولانا ابو الوقار سید کلب علی جعفری مداری علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ عالی میں پہنچ کر آپ کو بتایا کہ مارہرہ شریف کے صاحب سجادہ حضرت مولانا سید آل مصطفےٰ قادری برکاتی نے شہر پادرہ گجرات میں اپنے مواعظ کے دوران سلسلہ شریف کے اجراء پر شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے جس کے باعث وہاں پروابستگان سلسلہ شریف بیحد نالاں وحیراں ہیں چنانچہ حضرت ابو الوقار علیہ الرحمہ نے ان کی باتوں کی سماعت کے بعد قبلۂ محترم حضور سید العلماء قبلہ علیہ الرحمہ کو ایک مفصل خط لکھا اور

گزشتہ بزرگان خاندان برکات کے حوالے اور دیگر مختلف مشارب کے شیوخ کے حوالے سے اجرائے سلسلہ شریف کی وضاحت کی اور تحریر فرمایا کہ اجرائے سلسلۂ عالیہ مداریہ کے متعلق اگر آپ کو اب بھی کوئی شک وشبہ رہ جائے تو آپ براہ راست فقیر سے جب چاہیں جہاں چاہیں گفتگو فرمالیں ۔الحمدللہ فقیر کو مناظرہ سے لے کر مباہلہ تک ہمیشہ تیار پائیں گے حضور سیدنا ابو الوقار علیہ الرحمہ کا یہ مکتوب گرامی جب حضور سید العلماء علیہ الرحمہ تک پہنچا تو آپ نے فوری طور پر اپنی صفائی کے لئے ایک اجمالی خط تحریر فرما کر مکن پور شریف روانہ کر دیا اور مفصل طور پر جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔

چنانچہ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ اپنے اس تفصیلی مکتوب میں جس کی نقل بمطابق اصل ہمارے پاس بھی موجود ہے ۔تحریر فرماتے ہیں کہ ”باوجود اس کے کہ بعض بزرگوں نے سرکار قطب المدار علیہ الرحمۃ العزیز سے نیچے سلسلے میں کلام بھی کیا ہے مگر میرے جد اعلیٰ حضرت صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ بلگرامی و المارہروی علیہ الرحمہ کالپی شریف سے سلسلہ عالیہ مداریہ لائے اور فقیر کو جس طرح سلاسل عالیہ چشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ کی خلافت واجازت ہے اس سلسلۂ مبارکہ کی بھی اجازت وخلافت ہے ۔ (مکتوب سید العلماء ۲)

اور جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحہ پر تحریر کیا ہے کہ یہ تمام باتیں اٹھی تھیں شہر پادرہ گجرات میں سید العلماء کی تقریروں سے کہ سید العلماء نے سلسلہ مداریہ کو سوخت کہا مشکوک قرار دیا چنانچہ آپ اس کی صفائی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”اور سلسلہ مداریہ سے متعلق سوخت وکلام کے جو الفاظ تھے وہ ہرگز ہرگز میرا اپنا ذاتی مسلک

ومشرب نہ تھا بلکہ صرف نقل روایت کر کے سلسلۂ عالیہ کی بہ نسبت اپنا عقیدہ بیان کرنا تھا اور گجرات کے رہنے والے وابستگان سلسلہ مداریت انتساب خانوادۂ فقیر کو کیا جانیں مگر ہم آپ تو پڑوسی ہیں آپ تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ تین صدیوں سے ناموس اولیاء کرام علیہم الرحمۃ و الرضوان کے لئے ساری قوتیں اور طاقتیں بازی پر لگائے ہوئے ہے تو پھر اس خانقاہ شریف کے ایک حقیر خادم کی حیثیت سے کیونکر متصور تھا کہ وہ اپنے ایک مرشد اجازت ذات برگزیدہ صفات حضور پرنور سیدنا قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا کی بارگاہ فضیلت پناہ میں زبان گستاخانہ دراز کرتا۔ اے سبحان اللہ! کیا میں اتنا احمق تھا کہ جس شاخ پر بیٹھا تھا اسی پر کلہاڑی چلاتا سلسلۂ عالیہ مداریہ کے اجرائے فیض کا انکار کیا خود میرے جد اکرم سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ العزیز کی معاذ اللہ تجہیل و تحمیق کے مترادف نہ ہوتا، رہی اس کلام کی تذکرۃً نقل تو ہرگز وہ کوئی گناہ نہ تھا آپ بفضلہ تعالیٰ اہل علم ہیں اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسے کلام اجلہ بزرگان عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے کئے گئے۔ مثلاً عرض کرتا ہوں محدثین نے اتفاق کیا سیدنا امیر المومنین مولائے کائنات مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے حضور احسن التابعین سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لقاو صحبت حاصل نہ تھی دوسرے گروہ نے اس کا رد کیا اور سیدنا امام حسن بصری کو حضور امیر المومنین سے خرقۂ خلافت ثابت کیا۔

سلسلۂ نقشبندیہ صدیقیہ کے سلسلے میں محدثین نے کلام کیا کہ سیدنا امام قاسم بن محمد بن امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سیدنا سلمان

فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت وخلافت حاصل نہ تھی ۔ پھر آگے چل کر سیدنا ابوالحسن خرقانی اور حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان سو برس کا زمانہ ثابت کرتے ہوئے باہمی لقاو صحبت کا انکار کیا اسی طرح حضرت سیدنا علی احمد مخدوم پاک اور حضرت سیدنا قطب جمال ہانسوی کا باہمی مکالمہ بھی روایتوں میں مذکور ہے ۔ ارشاد فرمایا جائے کہ کیا بر سبیل تذکرہ ان روایتوں میں سے کسی کا بیان کرنے والا سلاسل عالیہ کا منکر قرار دیا جائے گا؟ کیا سارے سلاسل عالیہ سوخت و محروم الفیض ہو گئے ہیں؟ حاشا و کلا ہر گز نہیں تو پھر انصاف فرمائیے کہ فقیر کے اس اقرار کے باوجود کہ میرے خاندان باوقار کے پاس سلسلہ مداریہ کی اجازت موجود ہے جو کالپی شریف سے آئی اور خود فقیر کو اجازت ہے مجھ پر سلسلہ عالیہ کے سرے سے سوخت ہونے کے عقیدہ کا الزام بہتان ہے یا نہیں؟ لہٰذا فقیر کا مسلک سماعت فرمائیے کہ یہ فقیر خاکپائے مرشدان عظام حضور پر نور سیدنا بدیع الملت و الشریعۃ والطریقۃ والاسلام والدین شیخنا و مرشدنا سیدی قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ویسا ہی مرشد اجازت مفیض و مفید یقین کرتا ہے جیسا کہ خواجہ خواجگاں سلطان الہند ولی الہند عطاء الرسول سیدنا خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری و حضرت خواجہ بہاء الملۃ والدین سیدنا مولائے نقشبند و سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الملۃ والدین عمر سہروردی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو (مکتوب سید العلماء ۳ / ۴) (چھ سات سطر کے بعد لکھتے ہیں کہ) مارہرہ مطہرہ میں بفضلہ تعالیٰ مداری گدی صدیوں سے قائم ہے اور فقیر کے بزرگان کرام ہمیشہ سے اس کی خدمت کرتے چلے آئے میرے جد کریم حضور شمس الملۃ والدین سیدنا آل احمد اچھے میاں قدس

سرہ العزیز نے اپنے عہد مبارک میں سرکار مدار العلمین کے نام نامی سے منسوب میلہ قائم کرایا، جو ۹/ جمادی الاولیٰ کو برابر ہوتا ہے اور اس دن جب گدی نشین اپنا جلوس لے کر درگاہ برکاتیہ پر حاضری دیتے ہیں تو وقت کا صاحب سجادہ درگاہ شریف کے دروازے پر خیر مقدم کرتا ہے ان کو فاتحہ کے لئے لے جاتا ہے پھر حویلی سجادہ نشینی پر آتے ہیں اور فاتحہ کا تبرک سجادۂ برکاتیہ کو دیتے ہیں اور صاحب سجادہ برکاتیہ گدی نشین کو درگاہ برکاتیہ کی طرف سے ہدیہ کے طور پر ایک رومال اور سوا روپیہ نذر دیتے ہیں یہ میری درگاہ کمیٹی کے بجٹ میں سالانہ پاس ہوتی ہے اور وقف بورڈ کے نوشتے میں آتی ہے موجودہ گدی نشین جناب میاں دیدار علی شاہ صاحب فقیر کے بڑے اچھے دوست ہیں اور یہ باہمی روحانی رشتہ ان کے اور فقیر کے درمیان بھی قائم ہے درگاہ شریف کے مکتب کی منظور شدہ چھٹیوں میں میلہ شاہ مدار (علیہ الرحمہ) کی چھٹی بھی ہے اس روز اساتذہ مکتب کے بچوں کو سید شاہ مدار کی تہنیت خوشنما کاغذوں پر دیتے ہیں اور بچے اپنے استاذوں کی خدمت زر نقد سے کرتے ہیں یہ رقم ''مداری'' کہلاتی ہے۔ فقیر کے خاندان میں مخطوبہ لڑکیوں کو ان کے ہونے والے شوہروں کے گھروں سے ۹/ جمادی الاولیٰ کو جوڑا اور مٹھائی نقد اور زیور جاتا ہے اور حضور شاہ مدار علیہ الرحمہ کے عرس وصال کی اس طرح یاد منائی جاتی ہے یہ ساری چیزیں صدیوں سے مجھ سے اور میرے سلسلے سے وابستہ ہیں۔ اور پھر مجھ پر سلسلۂ عالیہ کے سوخت سمجھنے کا الزام؟

(مکتوب سید العلماء ۵/۴)

قارئین کرام کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب حضور سید العلماء قبلہ علیہ الرحمہ کی تقریر

کی اطلاع برادران سلسلۂ مداریہ کو ہوئی تو آپ کو کئی خطوط وابستگان سلسلہ شریف کے موصول ہوئے جن میں سے کچھ افہام وتفہیم اور کچھ چیلنج مناظرہ پر مشتمل تھے جیسا کہ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ چیلنج مناظرہ دینے والوں کے تعلق سے لکھتے ہیں کہ ''جن برادران طریقت نے اپنی غلط فہمی سے مجھے مناظرہ کا چیلنج دیا ہے جناب والا کی وساطت سے ان سے مخاطب ہوں وہ ذرا انصاف سے سوچیں کہ اگر کوئی نام نہاد قادری چشتی بننے والا یہ اعلان کردے کہ سلسلۂ مداریہ والوں نے سلسلۂ قادریہ چشتیہ کی توہین کی ہے تو وہ اس الزام کو برداشت کرلیں گے؟ ہرگز نہیں کریں گے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ بات پہونچانے والوں نے میرا یہ صریحی بیان'' کہ خود مجھے سلسلۂ عالیہ مداریہ میں اجازت وخلافت ہے'' آپ حضرات تک کیوں نہیں پہونچایا کیا کسی سوخت سلسلہ میں اجازت وخلافت ہوتی ہے؟ تو یہ معاذ اللہ کیا وہی مثل تو نہیں لاتقربو الصلوٰۃ پڑھا اور وانتم سکاری چھوڑ دیا۔

(مکتوب سید العلماء ۶)

کوئی بھی ذی فہم شخص حضور قبلہ سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے مکتوب کے مذکورہ اقتباسات کو پڑھنے کے بعد یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ مداریہ کے جاری وساری ہونے اور اس میں بیعت وخلافت اجازت سے متعلق ہر قسم کے شکوک وشبہات کو دور فرمادیا ہے اور یہ اعلان فرمادیا ہے کہ سلسلۂ عالیہ مداریہ اور اس کا فیضان عام بہرحال جاری و ساری ہے اور اس کو سوخت کہنا بزرگان مارہرہ مطہرہ کی تجہیل وتحمیق ہے۔

دور حاضر کے علماء صوفیاء کو حضور سید العلماء کی اس حق گوئی اور بے باکی سے عبرت حاصل کرنا چاہئے اور قوم میں شعلے شرارے کا کھیل کھیلنے کے بجائے ثقات اہل سنت کے اقوال جو اجرائے سلسلہ مداریہ سے متعلق ہیں انہیں بیان کر کے قوم میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنا چاہئے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے مشائخ مداریہ کی ملاقات

رئیس المتکلمین حضرت علامہ ڈاکٹر سید مرغوب عالم مداری نے اپنے ایک مقالے میں مشائخ مداریہ اور فاضل بریلوی کی ایک ملاقات کا ذکر کیا ہے جو اجرائے سلسلہ مداریہ کے خلاف سبع سنابل کے غلط اندراج پر گفتگو کے لئے تھی حضور مرغوب مداریت کی تحریر کا ماحصل یہ ہے کہ سلسلہ عالیہ مداریہ کے مشائخ عظام بریلی تشریف لے گئے فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے جملہ حضرات کی مثالی پذیرائی فرمائی اور مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور مشائخ مداریہ کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ " آپ حضرات خود واقف ہوں گے کہ فقیر کو خود سلسلہ مداریہ میں اجازت و خلافت حاصل ہے اور میرے مشائخ کرام نے اس سلسلے میں اجازت و خلافت عطا فرمائی ہے، لیکن سنابل سے متعلق عبارتوں پر فتویٰ آپ حضرات مجھ سے نہ لیں دیگر علماء و مفتیان کرام سے حاصل کر لیں خود میرے قلم سے میرے پیران سلاسل کے خلاف نہ لکھوائیں اور مجھ سے برا

نہ کہلوائیں یہی مناسب لگتا ہے"۔ (ماہنامہ سلسلہ بابت ماہ ستمبر/اکتوبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۴۶)

ناظرین کرام! مذکورہ بالا عبارت کو بار بار پڑھیں اور ساتھ ہی الاجازۃ المتینہ، سوانح اعلیٰ حضرت، حیات اعلیٰ حضرت، تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ، تذکرہ اکابر علمائے اہل سنت، اور ان تمام کتب کا وہ حصہ بھی ذہن میں رکھیں جس سے حضرت فاضل بریلوی کا سلسلۂ مداریہ میں اجازت وخلافت پانا اور سلسلۂ مقدسہ میں اجازت وخلافت کا دینا بھی ثابت ہوتا ہے اور دوسری طرف فتاویٰ رضویہ کی بارہویں جلد کی وہ عبارت بھی ذہن میں رکھیں کہ جس میں لکھا گیا ہے کہ"سلسلۂ مداریہ سوخت ہے"۔

اب آپ ہی غور فرمائیں اور خوب سنجیدگی کے ساتھ سوچیں کہ جس فاضل بریلوی نے متعدد مقامات پر سلسلۂ مداریہ کے اجراء کا اقرار کیا ہو اور الاجازۃ المتینہ کے صفحہ ۱۱ پر اپنے حاصل شدہ بارہ دل پسند سلسلوں میں اسے بھی لکھا ہو اور ان کے تمام سوانح نگاروں نے بھی ان کے حاصل شدہ سلسلوں میں سلسلۂ مداریہ کو لکھا ہو تو بتائیے کہ ہم کس طرح تسلیم کریں اور عوام الناس کو سمجھائیں کہ انہیں اعلیٰ حضرت نے سلسلۂ مداریہ کو سوخت بھی لکھا ہے۔کیا اہل علم اس صورتِ حال کو دیکھ کر ورطۂ حیرت میں نہیں پڑیں گے کہ ایں چہ بوالعجبی است؟

اس لئے اس فقیر نے حضرت فاضل بریلوی کی علمی شخصیت کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہوئے اس سے قبل بھی یہ اعلان کیا اور چھاپا بھی کہ فتاویٰ رضویہ کا وہ فتویٰ الحاقی ہے جسے ان کے فتاوے میں شامل کر دیا گیا ہے اور بصورتِ دیگر فقیر مداری یہ حق بات کہنے میں بھی کوئی دریغ نہیں کرتا کہ اگر بالفرض وہ فتویٰ

فاضل بریلوی ہی کا ہو تو بہر حال یہ ان کا قول ہے اور سلسلۂ مداریہ میں اجازت و خلافت دینا ان کا عمل ہے جس کی تائیدات کثرت سے موجود ہیں اس لئے ماننا پڑے گا کہ ان کا عمل قول پر غالب ہے۔ چنانچہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ جب قول پر قائل کا عمل غالب ہو جائے تو قول متروک مانا جاتا ہے لہٰذا وہی حکم یہاں پر بھی صادر ہوگا۔ اور تیسری بات یہ کہ فتاویٰ رضویہ کے اس فتوے کا سارا دارومدار سبع سنابل کی اسی مفروضہ کہانی پر ہے جس کی تائید و توثیق کسی بھی عارف شریعت و طریقت کی تحریر میں نہیں موجود ہے لہٰذا لے دے کے یہ بھی اصولی طور پر خبر واحد کی منزل میں آیا اور خبر واحد اخبار متواترہ کے مقابل کیا حیثیت رکھتی ہے بتانے کی چنداں ضرورت نہیں امید قوی ہے کہ اس مقام پر شہزادۂ محدث اعظم ہند غازی ملت حضرت علامہ الحاج سید محمد ہاشمی میاں صاحب قبلہ اشرفی جیلانی کچھوچھوی کی یہ تحریر پرتنویر گم گشتگان منزل کے لئے مینارۂ نور کا کام دے گی۔ حضور غازی ملت قبلہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ کے وصال کے بعد شائع کردہ سبع سنابل کی بعض الحاقی عبارتوں نے اسے لائق استدلال نہیں رکھا کہ اس کی ہر بات کو بلاچوں وچراں تسلیم کرلیا جائے اور ایک سبع سنابل کے لئے مارہرہ مطہرہ، کچھوچھہ مقدسہ، بدایوں شریف، کالپی شریف اور بریلی شریف کے اکابرین واولیائے کاملین کے شجروں کو ڈائنامیٹ کردیا جائے اور ان کی دھجیاں اڑادی جائیں ایسا ہرگز نہ کیا جائے بلکہ اعلان کردیا جائے کہ سبع سنابل چونکہ الحاقی عبارتوں پر مشتمل ہے اس لئے اس کتاب کے جملہ مندرجات سے استدلال درست نہیں“۔ (سعی آخر)

مناظرۂ اجمیر شریف

یہ کوئی ۱۹۸۰ء کی بات ہے کہ سلسلۂ عالیہ مداریہ کو رضوی دارالافتاء محلہ سوداگران بریلی نے سوخت لکھ کر ایک اشتہار شائع کرایا انجمن بستان مدار بہیڑی شریف ضلع بریلی نے یہ سوچ کر کہ دنیائے سنیت میں کوئی خلفشار نہ ہو اور یہ کہ یہ فتویٰ کسی غلط فہمی کی بنیاد پر دیا گیا ہو۔ فیضان سیدنا مدارالعلمین کے نام سے ایک رسالہ بغرض افہام وتفہیم شائع کیا اور جلسوں کا انعقاد کر کے عظمت ومرتبت حضور سیدنا مدارالعلمین اور فیضان سلسلۂ عالیہ مداریہ بیان کیا۔ نتیجۃً ایک طویل اشتہاری جنگ شروع ہوگئی۔

جب غلامان قطب المدار نے عوام وخواص کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے سبع سنابل کی کچھ غیر شرعی عبارتیں سنی مسلمانوں پر پیش کیا تو یہ گروہ گھبرا گیا اور سلسلۂ مداریہ کے بعض افراد کی کتب تصوف میں سے چند عبارات کو غیر شرعی اور غیر اسلامی کہنا شروع کر دیا اور سلسلۂ مداریہ کے سوخت اور عدم سوخت پر مناظرہ کا چیلنج بھی کر دیا جون ۱۹۸۲ء میں بیت النور اجمیر شریف میں بحیثیت ثالث (جج) غازیٔ ملت حضرت محمد ہاشمی میاں صاحب قبلہ کے ساتھ حضرت شیخ الاسلام علامہ محمد مدنی میاں صاحب قبلہ اور حضرت علامہ سید تنویر اشرف اشرفی علیہ الرحمہ کی موجودگی میں مکن پور شریف سے حضرت علامہ سید غلام سبطین جعفری مداری علیہ الرحمہ، حضرت علامہ سید ذوالفقار علی جعفری مداری علیہ الرحمہ، حضرت علامہ حکیم

سیدولی شکوہ مداری علیہ الرحمہ، حضرت علامہ سید معز زحسین ادیب مکن پوری علیہ الرحمہ وغیرہم۔اور بریلی سے مولانا مفتی اختر رضاخان از ہری، مفتی محمد انتخاب حسین صاحب قدیری، مولانا صوفی اقبال احمد نوری وغیرہم اور بکثرت سنی مسلمانوں کی موجودگی میں مناظرہ ہوا۔مکن پور شریف سے شیر بیشۂ مداریت رئیس المتکلمین حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر سید محمد مرغوب عالم صاحب قبلہ جعفری مداری (ایم اے ایل ایل بی) مناظر مقرر ہوئے۔جبکہ بریلی کی جانب سے مولانا مختار احمد بہیڑوی (ایم اے) مناظر قرار پائے۔

شرائط مناظرہ کے تحت پہلے سلسلۂ عالیہ مداریہ کے سوخت واجراء پر مناظرہ ہوا۔بریلی کے مناظر نے اپنے دعوے کے ثبوت میں چار پانچ کتابیں پیش کیں۔جبکہ شیر بیشۂ مداریت حضرت علامہ ڈاکٹر سید محمد مرغوب عالم صاحب قبلہ (ایم اے ایل ایل بی) نے تقریباً ساٹھ کتابیں سلسلۂ عالیہ مداریہ کے جاری وساری ہونے کے ثبوت میں پیش کیں فیصل مناظرہ غازئ ملت صاحب قبلہ نے مکن پور شریف کے دلائل وشواہد اور اہلِ بریلی کی بے بضاعتی دیکھ کر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ ''الحمد للہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سلسلۂ مداریہ جاری وساری ہے یہ فیصلہ تحریری شکل میں ان شاء اللہ عنقریب فریقین کو بھیج دیا جائے گا۔ (ضرب یداللہی)

چنانچہ کچھ دنوں کے بعد حضور غازئ ملت قبلہ نے اس فیصلے کو اپنی کتاب سعی آخر میں شائع فرمادیا جو کہ کئی صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔افادۂ خواص وعوام کی غرض سے فیصلہ کے بعض اقتباسات کو ہم یہاں پر نقل کر رہے ہیں ملاحظہ ہو۔آپ فیصلہ کی ابتدائی سطروں میں رقم طراز ہیں کہ ''حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس

سرہ کی طرف منسوب کتاب سبع سنابل قابل توجہ ہے اس میں وہی باتیں بلاشک و شبہ صحیح و درست ہیں جن کی تائید و توثیق علمائے ربانیین کر چکے ہیں۔ یہ کتاب حضرت میر صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے بہت بعد شائع ہوئی اور اس میں بعض عبارتیں الحاق بھی ہیں۔ مثلاً سلسلۂ مداریہ کے سوخت ہونے کی بات، سلسلۂ مداریہ کے سوخت کرنے کا ذکر صرف سبع سنابل میں ہے۔ مگر وہی واقعہ جب ''اخبار الاخیار'' میں پڑھیے تو سوخت کا پتہ و نشان تک نہیں ملتا اس میں پورا واقعہ سبع سنابل کی طرح ہے مگر سوخت والی بات کو محقق علی الاطلاق سیدنا عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اخبار الاخیار میں کہیں نہیں لکھا یعنی سوختن والی بات قطعاً الحاق ہے۔ (سعی آخر)

حضور غازیٔ ملت قبلہ اسی فیصلے میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان کے پیر و مرشد حضرت سید ابو الحسین احمد نوری علیہ الرحمہ کا شجرۂ مداریہ نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ''اس شجرۂ مبارکہ سے یہ قضیہ خود بخود حل ہو جاتا ہے کہ حضرت قطب المدار کا سلسلہ سوخت نہیں بلکہ جاری و ساری ہے۔ لہٰذا سبع سنابل میں سوخت کی کہانی بلاشک و شبہ الحاق ہے۔ (سعی آخر)

مذکورہ عبارت کے فوراً بعد لکھتے ہیں کہ ''ادارۂ اشاعت تصنیفات رضا بریلی کے زیر اہتمام مولانا منان رضا بریلوی کی ایک کتاب بنام ''علمائے حرمین اور اعلیٰ حضرت'' شائع کی۔ اس کے صفحہ ایکسو پینسٹھ (۱۶۵) پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو جن سلاسل کی اجازت حاصل تھی ان کا تفصیلی ذکر ہے کل تیرہ سلاسل مبارکہ فاضل بریلوی نے تحریر فرمائے ہیں ان میں بارہواں سلسلہ بدیعیہ ہے۔ والسلسلۃ

البدیعیہ۔الغرض جن تیرہ مقدس سلسلوں کی اجازت فاضل بریلوی کو حاصل تھی جن میں وہ کسی کو بھی اپنا قائم مقام و جانشین بنانے کا استحقاق رکھتے تھے اور جن میں وہ خود صاحب اجازت وخلافت تھے ان میں سلسلۂ بدیعیہ بھی ہے۔اب اگر سبع سنابل کی مذکورہ روایت کو الحاق اور محرف نہ مانا جائے تو پھر حضرت ابوالحسین احمد نوری، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور سید العلماء کے شجروں، اجازتوں اور خلافتوں کی کیا حیثیت رہ جائے گی (سعی آخر) حضرت میر سید محمد قدس سرہ کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ''کیا سوخت اور کالعدم سلسلوں میں بھی اجازت ملتی ہے؟'' (سعی آخر)۔ کتاب تنویر العین کے حوالے سے حضرت شیخ قیام الدین کا شجرۂ مداریہ جدیدہ کالپویہ نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ''سرکار صاحب البرکات سرکار سیدنا آل رسول برکاتی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، سرکار ابوالحسین نوری اور سید العلماء سید آل مصطفیٰ علیہم الرحمہ کے ارشادات اور اہل سنت و جماعت کی کتابوں رسالوں کی شہادتوں نے قطعی طور پر واضح کر دیا کہ سبع سنابل کی مذکورہ روایت پر اعتماد کرنا اور کتاب مذکورہ کو بنیاد بنانا اور اسی سبع سنابل پر اعتماد کر کے سلسلۂ مداریہ کو سوخت ماننا دراصل مارہرہ شریف، کالپی شریف اور خود بریلی شریف کی تحریروں کو ڈائنامیٹ کرنا ہے'' (سعی آخر) اور اس کے علاوہ اسی فیصلہ نامہ میں کتاب ناصر السالکین علی طریق العارفین کے حوالے سے خواجہ سید عبدالرزاق بانسوی علیہ الرحمہ کا شجرۂ مداریہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ''کیا بانسہ شریف کے حضرت سید عبدالرزاق قدس سرہ اور ان کے ذریعہ ملا نظام الدین فرنگی محلی بقول سبع سنابل ایک سوخت سلسلہ کی اجازت وخلافت پا گئے''۔ (سعی آخر)

حضور غازیٔ ملت قبلہ فیصلے کی آخری سطریں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ” الحمدللہ میں نے دلائل قاہرہ سے ثابت کردیا کہ سلسلۂ عالیہ مداریہ جاری ہے اسے سوختت قرار دینا غلط خلاف واقعہ ہے اور بیشمار اولیا اللہ کی تکذیب ہے ایسی بے سروپاباتیں اگر سبع سنابل میں ہیں تو وہ میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ کی تحریر کردہ ہرگز نہیں بلکہ الحاقی ہیں اور الحاق وتحریف کسی تصنیف میں ثابت ہو تو اس سے استدلال کرنا تحقیق حق سے انحراف ہے ۔ایسی کتابوں کے مندرجات کو محققین اور علمائے ربانیین کی تائید کے بغیر قبول کرنا خشیت الٰہی سے محرومی کی علامت ہے ۔۔۔حاصل کلام یہ کہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ کے وصال کے بعد شائع کردہ سبع سنابل کی بعض الحاقی عبارتوں نے اسے لائق استدلال نہیں رکھا کہ اس کی ہر بات کو بلا چوں و چرا تسلیم کرلیا جائے اور ایک سبع سنابل کے لئے مارہرہ مطہرہ، کچھوچھہ مقدسہ، بدایوں شریف، کالپی شریف اور بریلی شریف کے اکابرین واولیائے کاملین کے شجروں کو ڈائنامیٹ کردیا جائے اور ان کی دھجیاں اڑادی جائیں ایسا ہرگز نہ کیا جائے بلکہ اعلان کردیا جائے ۔سبع سنابل چونکہ الحاقی عبارتوں پر مشتمل ہے اس لئے اس کتاب کے جملہ مندرجات سے استدلال درست نہیں“ ۔ (سعی آخر از قلم غازیٔ ملت ہاشمی میاں صاحب)

فقیر مداری نے حضور غازیٔ ملت مدظلہ العالی کے فیصلے کے ان اقتباسات کو حضور غازیٔ ملت علامہ سید محمد ہاشمی میاں صاحب قبلہ کچھوچھوی کی کتاب سعی آخر سے بعینہ نقل کردیا ہے ۔قارئین کرام! پورا فیصلہ کتاب سعی آخر میں ملاحظہ کرسکتے ہیں ۔حضور غازیٔ ملت قبلہ کی اس حق گوئی اور بے باکی سے دور

حاضر کے تمام خطباء علماء صوفیاء کو عبرت حاصل کرنا چاہئے اور ایک بے بنیاد بے سند بات نہ کہہ کر صحیح و درست بات کا اعلان کرنے میں کسی قسم کی کوئی جھجک نہیں محسوس کرنی چاہئے۔ یقیناً آپ کے لئے بھی ضرور یہ لمحۂ فکریہ ہوگا کہ ایک طرف تو درجنوں دلائل وشواہد سلسلۂ مقدسہ کے اجراء کی گواہی دے رہے ہیں اور دوسری طرف صرف سبع سنابل کی وہی ایک مفروضہ من گھڑت کہانی جس کے تعفن سے آج پوری طرح سے فضائے سنیت متعفن ہورہی ہے۔ اور جگہ جگہ فتنہ فساد کا سبب بنی ہوئی ہے مخلصین کو چاہئے کہ سبع سنابل سے فوراً ایسے واقعات کو نکال دیں اور تصحیح کے بعد دوبارہ شائع کریں۔ چنانچہ ایسے ماحول میں ایک محب سنیت ہمدرد قوم وملت کو اٹھ کر اعلان کر دینا چاہئے کہ ہم ایک من گھڑت ومفروضہ کہانی پر یقین کر کے ان تمام اکابرین اہل سنت جن میں خصوصیت کے ساتھ حضرت شیخ مجدد الف ثانی، حضرت شیخ محقق عبد الحق دہلوی، حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی، حضرت جمال اولیاء کوڑہ جہان آبادی، حضرت میر سید محمد کالپوی، سرکار مخدوم اشرف سمنانی، حضرت حاجی عبد الرحمن المعروف حاجی ملنگ، قطب ناسک حضرت محمد صادق حسین حسنی حسینی، حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، حضرت جمال الدین جان من جنتی، حضرت جلال الدین شاہ دانا بریلوی، حضرت ابو الحسین احمد نوری، سید العلماء حضرت مولانا آل مصطفیٰ مارہروی وغیرہم کی تکذیب وتذلیل نہیں کر سکتے۔ اور یہ کہ ہم اس جعلی مفروضہ کہانی کا علی الاعلان بائیکاٹ کرتے ہیں

سلسلۂ مداریہ سے بدگمانی کی وجہ

تواریخ اولیائے کرام کی ورق گردانی کرنے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ فردالافراد حضور پرنور سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اجلۂ اولیائے عظام میں ہوتا ہے آپ قدیم اولیاء اللہ میں سے ہیں اور آپ کو تابعی یا باختلاف روایت تبع تابعی ہونے کا بھی شرف عظیم حاصل ہے اور آپ کو بفیض نبی کریم ﷺ پانچ سو چھیانوے برس کی طویل عمر بھی حاصل ہوئی جس میں آپ نے پوری دنیا کی سیاحت فرما کر تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ انجام دیا اور ساتھ ہی لاکھوں لاکھ افراد کو اپنے دست اقدس پر بیعت بھی فرمایا اور اپنے پیچھے ہزار ہا ہزار خلفاء چھوڑے اس طرح پوری دنیا میں آپ کا مقدس سلسلہ پھیل گیا۔ اس لئے آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد کا شمار ممکن نہیں ہے جیسا کہ مولانا محمد عاصم اعظمی تحریر کرتے ہیں کہ

”حضرت شاہ مدار کا دائرۂ تبلیغ کافی وسیع تھا اور درازیٔ عمر کے سبب کافی سے کافی لوگوں کو آپ سے فیضیاب ہونے کا موقع میسر آیا، ایک ایک مجلس میں ہزار ہا ہزار لوگ تائب ہو کر بیعت ہوئے اس لئے مریدوں اور خلفاء کی تعداد کا شمار ممکن نہیں“

(تذکرہ مشائخ عظام ۳۵۸)

علاوہ ازیں تذکرۃ الکرام کے مصنف نے لکھا ہے کہ ”حضرت سید بدیع الدین مدار سے“ مخدوم حسین نوشۂ توحید نے حسب وصیت مخدوم شرف الدین بہاری کتاب عوارف پڑھی تھی اور فیض یاب ہوئے تھے۔ آپ کے مرید اور خلفاء بہت ہیں۔

حضرت داراشکوہ قادری نے تحریر فرمایا کہ "ہر سال جمادی الاول کے مہینے میں آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں پانچ چھ لاکھ آدمی شریک ہوتے ہیں اور اطراف و جوانب ہندوستان سے روضہ شریف کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں اور نذرانے پیش کرتے ہیں اور آج بھی عجیب عجیب واقعات دیکھنے میں آتے ہیں" (سفینۃ الاولیاء) جبکہ آئینۂ اکبری کے مصنف نے عرس مدار پاک میں زائرین کی تعداد اس سے بھی زیادہ لکھی ہے اور کروڑہا کروڑ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ آمدورفت کے ذرائع گھوڑے خچر یا اپنے پاؤں پیدل ہوا کرتے تھے اب ایسی حالت میں عرس قطب المدار کے موقع پر خلق خدا کا اتنا بڑا اژدھام آپ کی مقبولیت عامہ کو ظاہر کر رہا ہے اور کسی کی مقبولیت و عروج سے حسد کرنا اور بوجہ حسد اس کے عروج کو ختم کرنے کی کوشش کرنا اہل حرص و ہوا کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے چنانچہ حاسدینِ مداریت نے حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سبع سنابل قلمی میں خوب خوب تحریف والحاقات کئے اور سلسلۂ مداریہ پر بھی ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت سخت حملہ کیا۔ نتیجۃً اہل سنت و جماعت کے سادہ لوح حضرات اس کے شکار ہو گئے اور تحقیقات کی طرف رجوع کئے بغیر ان کے دام فریب میں آ کر انہیں کے ہم زبان و ہم خیال ہو گئے۔ حاسدین کو قطعی یہ احساس نہیں تھا کہ مستقبل قریب کا محقق ضرور ہماری ان حرکتوں کو طشت از بام کر کے ہی چھوڑے گا اور ہماری قلعی بھی کھل کر منظر عام پر آجائے گی۔

ناظرین کرام! آنے والے اوراق میں آپ ان شاطروں کے الحاقات کو اپنے سر کی آنکھوں سے ملاحظہ کریں گے کہ انہوں نے کس کس طرح کتاب سبع سنابل میں الحاق وتحریف کا بازار گرم کیا ہے۔اب ہمارے ناظرین ایک دم خالی الذہن ہو کر بالکل غیر جانب دارانہ انداز میں آنے والے اوراق کو پڑھیں اور غور فرمائیں کہ کیا اس طرح کی باتیں جو سبع سنابل کے حوالے سے لکھی گئی ہیں ۔حضرت میر عبدالواحد بلگرامی جیسے عظیم بزرگ اپنے قلم حق رقم سے تحریر فرما سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر سبع سنابل میں ایسی باتیں کہاں سے آ گئیں جو قطعی معتقدات اسلام و سنت کے منافی ومخالف ہیں۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب　　　کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

عصر حاضر کے علماء کا ذہنی انجماد

آج تمامی ارباب فکر ونظر کی انجمنوں میں عصر حاضر کے اکثر علماء کے ذہنی انجماد کا رونا رویا جا رہا ہے۔لگ بھگ جملہ اصحاب فکر ونظر دور حاضر کے ان علماء کے ذہنی جمود کے مرثیہ خواں ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اس کے بیحد برے نتائج جماعت پر پڑ رہے ہیں اسی ذہنی انحطاط کا نتیجہ ہے کہ آج جماعت کے اندر بیشمار اختلافات نے جنم لے لیا ہے ۔جماعت اہل سنت کی خانہ بندیوں میں بھی یہ بیماری کافی حد تک معاون رہی ہے ۔اگر آج ہمارے دور کے علماء نے جا بجا اپنی ذہنی سطحیت کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا تو امت مرحومہ اس قدر اختلاف وانتشار کا شکار نہ ہوتی ۔اگر ہمارے زمانے کے علماء غیر جانب دار ہوتے تو

ہمارے درمیان قطعی طور پر مشربی، علاقائی وصوبائی دیواریں نہیں کھڑی ہوتیں اور ہم سب باہم شیر وشکر رہتے مگر برا ہو اس جذبہ پاسداری کا جس نے آج اسلام وسنیت کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ آج ہمارے یہاں اور کیا ہے سب کے منظور نظر مقتیان کرام ہیں منتخب خطباء اور شعراء ہیں ان کے علاوہ کوئی کیسا ہی باصلاحیت کیوں نہ ہو مگر وہ تو وہ ہے۔

تعصب وہٹ دھرمی اسی ذہنی انحطاط کا دوسرا نام ہے ہمارے خیال سے وقت کا سب سے بڑا غریب مریض وہی ہے جو اس مرض لا علاج میں مبتلا ہو۔ کیونکہ اس کا شکار جو بھی ہوتا ہے وہ ایک دم مفلوج الدماغ ہو کر رہ جاتا ہے اور اپنی شناخت کھو بیٹھتا ہے اپنے مقام ومنصب سے یکسر نا آشنا ہو جاتا ہے۔ بلند فکری و بلند خیالی سے محروم ہو کر رہ جاتا ہے، سوچنے سمجھنے کی تمام تر صلاحیتیں فنا ہو جاتی ہیں وہ زندہ رہ کر بھی مردہ نظر آتا ہے، صاحب ثروت ہونے کے باوجود محتاج و بے سہارا معلوم ہونے لگتا ہے، صاحب جبہ و دستار ہونے کے باوجود جاہل وگنوار لگتا ہے۔ غرض یہ کہ انگنت برائیاں اس کے اندر اپنا ٹھکانہ بنالیتی ہیں اور راہ ہدایت کے تمام دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں نہ تو وہ خود راہ ہدایت پر پہنچ پاتا ہے اور نہ ہی اس کے ذریعہ کوئی دوسرا ہدایت پا سکتا ہے۔ علامہ اقبال نے خوب فرمایا کہ

ہند میں حکمت دیں کوئی کہاں سے سیکھے　　　نہ کہیں لذت کردار نہ افکار عمیق
حلقۂ شوق میں وہ جرأت اندیشہ کہاں　　　آہ! محکومی وتقلید وزوال تحقیق

ہمیں اس بات سے قطعاً انکار نہیں کہ تقلید کا قلادہ اپنی گردنوں سے اتار پھینکنے والے ہمیشہ بحر ضلالت ہی میں غلطاں رہے۔ لیکن واضح رہے کہ اس تقلید سے مراد تقلید ائمہ و صلحاء ہے۔ بلا شبہ ہمیں لازم ہے کہ ہم مسائل شرعیہ میں ائمہ کرام کی تقلید کریں کیونکہ اس کے بغیر چارہ نہیں اور مسائل شرعیہ کے علاوہ دیگر دینی امور میں صلحائے امت کی

بھی تقلید کریں کیونکہ یہی طریقۂ اسلاف رہا ہے اور اس کی تاکید بھی صلحائے کرام نے جا بجا کی ہیں مگر یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ تقلید ائمہ میں بھی بعض مسائل کو چھوڑ کر مقلد چاہے تو تحقیق کرے یہ حق ہر ذی استعداد مقلد کو حاصل ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ دور حاضر میں قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ بڑے حضرات کی کسی بات پر ان سے چھوٹے حضرات تحقیق تحقیق کا نام بھی لے سکیں۔ جبکہ بحث و تحقیق کا مسلم نظریہ ہے کہ تحقیقات کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ علمی تحقیقات کے نتائج ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں تو شرعی و معاشرتی نقطۂ نظر سے کسی کی توہین یا تذلیل نہیں سمجھی جاتی جیسا کہ ہمارے پیش روائمہ، فقہاء، علماء کی حیات طیبہ سے ظاہر ہے۔ لیکن نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ عصر حاضر کے اکثر مفتیان کرام اور اکابر علماء نے اپنی تحقیقات کے دروازے اپنے اوپر بند کر لئے ہیں انکی طبعی ہٹ قطعی یہ گوارا نہیں کرسکتی کہ ان کی تحقیق پر بھی کوئی تحقیق کرے۔ اگر خدا نخواستہ کبھی کوئی خوگر تحقیق یہ جرأت کر بھی لیتا ہے اور نتیجۃً اس کی رائے ان سے مختلف ہو جاتی ہے تو پھر اس کے لئے سمجھئے کہ کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی اور جھٹ سے اس پر کوئی اپنا من چاہا فتویٰ صادر کر دیا جاتا ہے اور آن واحد میں وہ بیچارہ، جاہل، گمراہ، کافر نہ جانے کیا کیا بنا دیا جاتا ہے اور پھر ایک نہ ختم ہونے والا معرکہ چھڑ جاتا ہے۔ جس میں ہر ایک دوسرے کو اپنے راستے کا کانٹا سمجھ کر اس کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے میں اپنا پورا زور لگا دیتا ہے۔ نتیجۃً دوسرے حوصلہ مند علماء اپنی معرکۃ الآراء تحقیقات کو بھی پیش کرنے کی جرأت نہیں کرپاتے کیونکہ نتیجہ ان کے سامنے ہوتا ہے جبکہ ہمارے محققین علماء کو قطعاً ایسا نہیں کرنا چاہئے انہیں بغیر کسی کی کوئی پرواہ کئے بے خوف ہو کر خالصتاً لوجہ اللہ اپنی تحقیقات کو بے دریغ پیش کر کے اپنی تحقیق انیق سے عوام و خواص کو مستفیض و مستفید

کرنا چاہئے کیونکہ اسلاف کرام کی زندگیاں ہمیں یہ بتارہی ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے کبھی کسی کی کوئی پرواہ نہیں کی اور بے کھٹک ہو کر ہمیشہ مذہب کی نشر و اشاعت میں لگے رہے۔ ہمارے پیش رو علماء فقہاء نے بیشمار مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا اور ایک دوسرے کے خلاف اپنی اپنی تحقیقات کو پیش فرمایا مگر اسے کسی کی توہین یا تذلیل نہیں سمجھا گیا جبکہ آج یہ کام بے حد مشکل بلکہ قریب محال معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس وقت مسلک و جماعت کی سربراہی کرنے والے اکثر حضرات جماعت و مسلک کو اپنی جاگیر تصور کئے ہوئے ہیں اور اس میں کسی بھی طرح کی کوئی مداخلت قطعاً برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ بقول ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد　　زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

بات موقع کی ہے اس لئے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں کہ سراج الامہ امام الائمہ حضور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک کن کن لوگوں کے اقوال حجت ہیں آپ نے فرمایا ہمارے لئے کتاب اللہ، اقوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال صحابہ حجت ہیں۔ سائل نے کہا اور اقوال تابعی؟ تو حضرت امام علیہ الرحمہ نے فرمایا "هُمْ رِجَالٌ نَحْنُ رِجَالٌ" یعنی وہ مرد ہیں تو ہم بھی مرد ہیں۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمارے دور کے علماء میں جرأت حق گوئی پیدا فرمائے اور بے لوث خدمت دین متین کے جذبۂ صادقہ سے نوازے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

سبع سنابل ایک تحقیقی مطالعہ

زیر تبصرہ کتاب ''سبع سنابل'' مؤلفہ حضرت میر عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ چند وجوہات کی بنا پر اس وقت کافی مشہور و معروف ہو چکی ہے۔ اس کتاب کو حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ نے ۹۶۹ھ میں تالیف فرمائی اور پہلی بار ۱۲۹۹ھ میں مطبع نظامی کانپور سے چھپ کر منظر عام پر آئی (مقدمہ سبع سنابل ۴۲) یعنی تالیف کے تقریباً ۳۳۱/سال بعد چھپی۔ اب ان درمیانی تین صدیوں میں یہ کتاب کہاں رہی؟ تو اس کی بابت اکابر مشائخین سے سنا گیا ہیکہ حاسدین نے بلگرام کے سیدھے سادے سادات سے ازراہ فریب اس کتاب کا صحیح قلمی نسخہ حاصل کرلیا اور چند ہی دنوں میں اس کے کئی قلمی نسخے تیار کر ڈالے اور اپنے انہیں تیار کردہ قلمی نسخوں میں سے چند نسخے بلگرام بھی پہونچا دیئے۔ مگر اب اس سبع سنابل کی حیثیت بدل چکی تھی۔ حاسدین نے من مانی اس میں کافی تغیر و تبدل کردیا تھا اور حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح قلمی نسخہ ضائع کردیا تاکہ بات کھلنے نہ پائے۔ چنانچہ وہی محرف سبع سنابل بعد میں دیگر حضرات تک پہنچی اور ۱۲۹۹ھ میں حضرت مولانا شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی علیہ الرحمہ کے فرزند مولانا شاہ احمد میاں کی تحریک پر بلا اصلاح مطبع نظامی کانپور سے شائع بھی ہوگئی اور آج تک اسی طرح بلا تصحیح شائع ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذی فہم حضرات اس کا اندازہ سبع سنابل پر لکھے گئے مقدمے کے اس اقتباس سے بھی لگا سکتے ہیں جسے پروفیسر محمد ایوب قادری صدر شعبہ اردو

گورنمنٹ اردو کالج کراچی نے خانوادۂ میر رحمۃ اللہ علیہ کے خاندانی مؤرخ حضرت مولانا محمد میاں مارہروی علیہ الرحمہ کی کتاب اصح التواریخ کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

''تصحیح میں بہت اہتمام مدنظر رکھنا بتایا گیا ہے مگر افسوس کہ بعض جگہ بعض اہم اغلاط رہ گئی ہیں مثلاً صفحہ ۴۳ پر سنبلۂ اول شرط پیری مریدی میں اس جملے میں کہ ''سنی متعصب باشد'' پیر پکا سنی ہو بجائے متعصب کے بے تعصب ہوگیا ہے۔ مطبوعہ میں قلمی سے یہ اور بعض اور فرق دیکھ کر حضرت مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ حضرت قبلہ وکعبہ والد ماجد مد ظلہم الاقدس شاہ اسمعیل حسن مارہروی سے اس کتاب کا قلمی پرانا نسخہ اس لئے لے گئے تھے کہ اسے مطبوعہ کا مقابلہ کرا کر صحت نامہ شائع کردیا جائے گا مگر پھر جہاں تک فقیر کو علم ہے وہ صحت نامہ اب تک شائع نہ ہوا اور افسوس ہے کہ وہ ہمارا قلمی صحیح نسخہ بھی بدایوں ہی میں رہ گیا اور اب نہ معلوم اس کا کیا حشر ہوا۔

(مقدمہ سبع سنابل ص۴۳)

ہمارے ناظرین حضرت محمد میاں مارہروی رحمتہ اللہ علیہ کے مذکورہ بیان سے سبع سنابل کا قرار واقعی بخوبی سمجھ سکتے ہیں کیا ہی بہتر ہوتا کہ سبع سنابل کو پڑھنے والے حضرات سنابل سے متعلق حضرت محمد میاں مارہروی علیہ الرحمہ (جن کے گھر یہ کتاب ہے) کا صریحی بیان بھی پڑھتے جو آج تک با بانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ سبع سنابل غلط چھپ رہی ہے اور اس کے صحیح نسخہ کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے اور یہ تو گھر کی گواہی ہے کہ سبع سنابل جو آج کل مارکیٹ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے اور اس کا صحیح پرانا قلمی نسخہ مفقود الخبر ہے مگر آپ کے علاوہ دیگر اکابرین امت کو بھی اس کی صحت پر کلام

ہے مثلاً یہی دیکھ لیجئے سبع سنابل میں ہے کہ

''آپ (قطب المدار) نے دست مبارک سے بہت کثرت سے خطوط لکھے اور چاروں طرف ان کو روانہ فرمایا کہ ہم نے کسی کو خلافت نہیں بخشی ہے''۔ (سنابل ۱۱۳)

اب آپ دیکھیں کہ اس کے رد عمل میں محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف اخبار الاخیار میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''ایک خط کے متعلق لوگوں میں بہت مشہور ہے کہ یہ خط شاہ بدیع الدین نے قاضی شہاب الدین کو لکھا تھا اور جو کچھ شیخ سراج کے متعلق لکھا گیا ہے وہ کالپی کے بعض بڑے فضلا سے منقول ہے یہی فضلاء فرماتے ہیں کہ اس خط کا قصہ ہمارے دیار میں بھی مشہور ہے لیکن یہ بلا سند بات ہے''۔ (اخبار الاخیار ۳۳۵)

اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو بات سبع سنابل میں دلیل قوی کے طور پر پیش کی گئی ہے اس بات کو حضرت محقق رحمۃ اللہ علیہ نے بلا سند تحریر فرمایا ہے اور کیوں نہ فرماتے آپ اجرائے سلسلۂ مداریہ کے قائل تھے اسی لئے آپ نے اسی اخبار الاخیار میں ایک دوسرے مقام پر حضرت بابا عبد الغفور عرف بابا کپور رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ

''آپ کی بہت سی کرامتیں دیکھی گئیں تصوف میں شاہ مدار کے سلسلے میں داخل ہوئے'' (اخبار الاخیار ۵۷۷)

نیز حضرت محقق علیہ الرحمہ اجرائے سلسلہ مداریہ کے سوخت کو نادرست مانتے ہیں اس کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ آپ نے اخبار الاخیار میں اس پورے واقعہ کو سبع سنابل کی طرح لکھا ہے مگر سوختن والی بات کو کہیں نہیں تحریر فرمایا لہٰذا یہ اس بات کی ایک روشن دلیل ہے کہ حضرت محقق رحمتہ اللہ علیہ سوخت والی بات کو بالکل قطعیت کے ساتھ نادرست اور غیر معتبر مانتے ہیں علاوہ ازیں سبع سنابل میں یہ بھی ہے کہ

"حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے جنازے کے ساتھ قوالوں نے شیخ سعدی شیرازی کی ایک رباعی پڑھی تو اس پر آپ کا ہاتھ جنازہ سے باہر نکل کر بلند ہوا تو امیر خسرو نے قوالوں کو روک دیا اور فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت مخدوم جنازہ سے اٹھ کھڑے ہوں، سماع میں شریک ہو جائیں ان پر کیفیت طاری ہو جائے"۔ (سبع سنابل ۱۵۰)

اب ارباب تحقیق و نظر حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے بھانجے حضرت شیخ محمد بلاق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب مطلوب الطالبین کے حاشیہ کا وہ اقتباس بھی ملاحظہ فرمالیں جسے مشہور محقق پروفیسر لطیف اللہ پاکستانی صاحب نے تحریر کیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

"میر عبد الواحد بلگرامی متوفی ۱۰۱۷ھ نے اپنی تصنیف سبع سنابل فارسی میں بغیر کسی حوالے کے تحریر کیا ہے کہ جب حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کے جنازے پر قوالوں نے سعدی کی غزل گائی تو آپ کا دست مبارک جنازے سے باہر نکلا اور بلند ہوا تو حضرت

امیر خسرو نے قوالوں کو گانے سے روک دیا"۔

ملاحظہ فرمائیں سبع سنابل مطبوعہ ۱۲۹۹ھ مطبع نظامی کانپور ۶۳۔

اس سلسلے میں قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ سلطان المشائخ قدس سرہٗ کے وصال اور تدفین کے موقع پر حضرت امیر خسرو دہلی میں موجود ہی نہیں تھے بلکہ لکھنوتی میں تشریف فرما تھے (سیر الاولیاء اردو ۴۷۷) دوسرا قابل غور پہلو یہ ہے کہ میر عبد الواحد بلگرامی کو حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے تقریبا تین سو سال بعد یہ روایت کس ماخذ سے حاصل ہوئی جبکہ عصری ماخذ اس روایت سے خالی ہیں۔ لہٰذا از روئے درایت سبع سنابل کی روایت انتہائی ضعیف ہے۔ (مطلوب الطالبین ۱۷۱)

ہمارے خیال سے حضرت پروفیسر صاحب کے اس بے باک تبصرے سے سبع سنابل کا جو قرار واقعی ظاہر ہو رہا ہے وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ سبع سنابل اسی قسم کی بے سند اور ضعیف باتوں پر مشتمل ایک لٹریچر ہے جو محرفین کی سازش کا نتیجہ ہے۔ کاش ہمارے محققین حضرات بھی اس پر تھوڑی بہت توجہ دیتے تو شاید جماعت اہل سنت کا کچھ فائدہ ہو جاتا۔

سبع سنابل کی بے اعتباری کا اندازہ سنابل کے اس اقتباس سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو ایمان ابو طالب سے متعلق ہے کہ بعد انتقال سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے والدین اور چچا ابو طالب کو زندہ فرما کر مومن بنایا اور ان کی مغفرت ہوگئی اور انھوں نے اقرار کیا کہ

"اللہ تعالی ایک ہے اور بت باطل ہیں اور آپ اس کے رسول برحق ہیں اس پر ان پر مغفرت کی کرامت نازل ہوئی اور وہ خوش خوش

اپنی قبروں میں واپس چلے گئے اور یہ ایمان و مغفرت کی خصوصیت بھی انھیں کے لئے ہے کسی اور کو اس پر قیاس نہیں کرنا چاہئے''۔

(سبع سنابل ۹۱)

سبع سنابل کے مذکورہ بالا بیان سے جناب ابو طالب کا بعد انتقال ایمان لانا اور ان کی مغفرت ہو جانا صاف صاف ظاہر ہے کیونکہ انھوں نے اقرار کیا ہے کہ ''اللہ تعالی ایک ہے اور بت باطل ہیں اور آپ اس کے رسول برحق ہیں''۔

اب ہمارے ذی فہم ناظرین اس کے برخلاف اعلی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کی وہ تحریر بھی ملاحظہ کرلیں جس سے سنابل میں بیان کئے گئے اس واقعے کی بھرپور تردید ہو رہی ہے۔ چنانچہ حضرت فاضل بریلوی تحریر کرتے ہیں کہ ''آیات قرانیہ واحادیث صحیحہ متوافرہ، متظافرہ سے ابو طالب کا کفر پر مرنا اور دم واپسیں ایمان سے انکار کرنا اور عاقبت کا راصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس میں کسی سنی کو مجال دم زدن نہیں۔ (شرح المطالب فی مبحث ابی طالب ۹)

اب ہمارے حق شناس ناظرین ہی انصاف فرمائیں کہ حضرت فاضل بریلوی سبع سنابل کو معتبر و مستند مان رہے ہیں؟ اگر مان رہے ہیں تو پھر یہ اختلاف کیسا؟ سنابل کو بغور پڑھنے والے حضرات اس بات سے ضرور واقف ہوں گے کہ حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ بھی جناب ابو طالب کے خاتمہ بالکفر کے قائل ہیں جیسا کہ انہوں نے تحریر فرمایا کہ ''مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابو طالب کے لئے کتنی کوشش فرمائی مگر مفید اور سود مند نہ ہوئی'' (سنابل ۹۷) اور انہیں کے

بارے میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ "ابوطالب میں اس نسب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب) نے کوئی اثر نہیں کیا حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے بارے میں بلیغ کوشش فرماتے رہے" (سنابل ۸۹)۔

اس مقام پر ناظرین کو بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ ابوطالب کے خاتمہ بالکفر کے قائل ہیں مگر عاقبت کار اصحاب نار سے ہونے کے قطعا قائل نہیں دم واپسیں ایمان نہ لانے اور کفر پر مرنے تک آپ ضرور حضرت فاضل بریلوی سے متفق معلوم ہوتے ہیں لیکن عاقبت کار اصحاب نار سے ہونے سے آپ کو قطعی طور پر اتفاق نہیں ہے اسی لئے آپ نے مجمع السلوک کے حوالے سے ام المعانی کی حکایت نقل فرمائی ہے جس سے عاقبت کار اصحاب نار سے ہونے کی پوری پوری تردید ہو رہی ہے اور بعد انتقال جناب ابوطالب کے ایمان لانے کا ثبوت بھی فراہم ہو رہا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ ام المعانی والی حکایت کو سبع سنابل میں نقل فرما کر یہی بتانا چاہتے ہیں کہ جناب ابوطالب کو بعد انتقال ایمان نصیب ہوا اور ان کی مغفرت ہوئی اور یہ ان کی خصوصیت خاصہ ہے دوسروں کو اس پر قیاس کرنا قطعا درست نہیں۔ اب اگر اس کے بعد بھی ہٹ دھرم قسم کے لوگ یہ نہ تسلیم کریں تو پھر ان سے پوچھا جائے کہ پھر کیا مطلب ہے سنابل میں ام المعانی والی حکایت کے نقل کرنے کا؟ کیا حضرت میر نے اس روایت کو بلا مقصد وہاں پر نقل فرما دیا ہے؟؟

اس موقع پر ایک ضروری بات یہ بھی عرض ہے کہ فقیر راقم الحروف قیصر مداری بذات خود سیدنا ابوطالب کے ایمان کا قائل ہے اور انہیں صرف مومن نہیں بلکہ

امام المومنین محسن اسلام یقین کرتا ہے ہے البتہ جنہوں نے سبع سنابل کو مقبول بار گاہ رسالت کتاب قرار دیا ہے انہیں سبع سنابل کے اس اقتباس سے اتفاق نہیں ہے۔جیسا کہ مذکورہ بالاسطروں سے ظاہر ہو چکا۔

نیز سبع سنابل میں ایک جگہ یہ بھی مرقوم ہے کہ''ابراہیم خلیل اللہ آذر بت پرست سے پیدا ہوئے''(سنابل ۹۳) جبکہ حضرت فاضل بریلوی نے تحریر کیا ہے کہ''اہل تواریخ واہل کتابین کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا''(والدین مصطفیٰ ۲۱) جانشین مفتی اعظم ہند مولانا اختر رضاخان ازہری لکھتے ہیں کہ''کچھ دریدہ دہن گستاخ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو آزر بتا کر کفر کی بنیاد بناتے ہیں حالانکہ یہ بات تمام کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا (تحفظ عقائد نمبر ۳۰۷)

اب آپ ہی انصاف فرمائیں کہ حضرت فاضل بریلوی اور جانشین مفتی اعظم ہند مولانا اختر رضا ازہری کے نزدیک سبع سنابل کس حد تک لائق اعتبار واستناد ہے؟

اور حد درجہ ایک مضحکہ خیز بات یہ بھی ہے کہ اسی سبع سنابل کے ایک دوسرے اقتباس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ آزر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا جیسا کہ مذکور ہے کہ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا کے لئے (جسے وہ باپ کہتے تھے) بہتیری کوششیں کیں کہ وہ بت پرستی سے باز رہے اور مسلمان ہو جائے مگر کچھ نہ ہوا''۔ (سنابل ۹۷)

ناظرین کرام! آپ ہی غور فرمائیں کہ اس قدر تضادات سے بھرپور کتاب

اپنے قارئین پر اس کے علاوہ اور کیا اثر مرتب کرے گی کہ میں اسی قسم کی اناپ شناپ باتوں پر مشتمل ہوں۔

سبع سنابل سے متعلق شہزادۂ محدثِ اعظم ہند غازیٔ ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی میاں اشرفی جیلانی کچھوچھوی کی ایک نہایت ہی فائدہ مند غیر جانبدار بے باک تحریر پڑھنے کو ملی اس کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں امید ہے کہ راہ حق کے متلاشیوں کے لئے آپ کی یہ تحریر پرتنویر مشعل راہ کا کام دے گی۔ آپ لکھتے ہیں کہ ''حضرت میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہٗ کی طرف منسوب کتاب سبع سنابل قابل توجہ ہے اس میں وہی باتیں بلاشک وشبہ صحیح و درست ہیں جن کی تائید وتوثیق علمائے ربانین کر چکے ہیں یہ کتاب حضرت میر صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے بہت بعد شائع ہوئی اور اس میں بعض عبارتیں الحاقی بھی ہیں۔ مثلاً سلسلہ مداریہ کے سوخت ہونے کی بات، سلسلۂ مداریہ کے سوخت کرنے کا ذکر صرف سبع سنابل میں ہے مگر وہی واقعہ جب اخبار الاخیار میں پڑھئے تو سوخت کا پتہ اور نشان تک نہیں ملتا اس میں پورا واقعہ سبع سنابل کی طـرح ہے مگر سوخت والی بات کو محقق علی الاطلاق سیدنا عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اخبار الاخیار میں کہیں نہیں لکھا۔ یعنی سوختن والی بات قطعاً الحاقی ہے (چند صفحات کے بعد) سبع سنابل چونکہ الحاقی عبارتوں پر مشتمل ہے اس لئے اس کتاب کے جملہ مندرجات سے استدلال درست نہیں'' (سعی آخر)

ناظرین نے حضور غازیٔ ملت کی تحریر سے بخوبی یہ سمجھ لیا ہوگا کہ سبع سنابل الحاق وتحریف سے بھرپور ہے اور کلی طور پر لائق استدلال واستناد نہیں ہے۔ یقین

مانیں اگر آپ بھی سبع سنابل کو بغور پڑھیں گے تو ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ بغیر یہ کہے نہیں رہ سکتے کہ یقیناً یہ کتاب قسم قسم کی لغویات اور مختلف النوع خرافات سے بھری پڑی ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہی دیکھ لیجئے کہ سبع سنابل میں یہ بھی مذکور ہے کہ ”فوائد السالکین میں ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں حضرت مخدوم شیخ یوسف چشتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص بیعت کے ارادے سے آیا خواجہ کے قدموں پر اپنا سر رکھا اور عرض کیا کہ بیعت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ خواجہ پر کیفیت طاری تھی فرمایا کہ اگر تم کہو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ تو میں تمہیں مرید کرلوں چونکہ وہ شخص دھن کا پکا اور سچا تھا اس نے فوراً اقرار کرلیا خواجہ نے بیعت کے لئے اسے اپنا ہاتھ دیا اور اسے بیعت کرلیا“۔ (سنابل ۲۷۷)

ناظرین! آئیے لگے ہاتھوں ایک اور مرید کا بھی واقعہ دیکھیں اور اس کے سچے پکے دھن کا اندازہ لگائیں اور یہ محسوس کرنے کی بھی کوشش کریں کہ ان دونوں مریدوں میں کون مرید زیادہ پختہ اعتقاد کا ہے۔ ملاحظہ ہو رسالہ الامداد بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ رسالہ مذکور میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے ایک مرید کی بھی آپ بیتی کہانی مذکور ہے۔ مرید اپنی آپ بیتی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ”ایک روز کا ذکر ہے کہ میں سوگیا پھر خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں یعنی اشرف علی رسول اللہ ہی زبان سے نکلتا ہے۔ بہت کوشش کرتا ہوں کہ کلمہ شریف کو صحیح پڑھوں مگر مجبور ہوں زبان پر کوئی اختیار ہی نہیں زبان بالکل

قابو سے باہر ہے ہر بار اشرف علی رسول اللہ ہی نکلتا ہے ۔المختصر یہ کہ خواب سے بیدار بھی ہو گیا مگر پھر بھی زبان سے وہی نکل رہا ہے ۔عاجز آ کر اپنی غلطی کے تدارک میں حضرت رسول خدا ﷺ پر درود پڑھتا ہوں تو بھی اس طرح پڑھتا ہوں اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب میں نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں ۔القصہ مختصر یہ کہ جب یہ خواب جناب مرید صاحب نے اپنے پیر صاحب کو بتایا تو حضرت پیر صاحب نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ”اس واقعے میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے“

(رسالہ الامداد کی اس روایت کو میں نے بوجہ طوالت روایت بالمعنی کے طور پر نقل کیا ہے)

ناظرین کرام! واقعہ مذکورہ پر اب ملاحظہ فرمائیں خلیفۂ مفتی اعظم ہند شہزادۂ محبوب ملت حضرت مولانا منصور علی خان قادری مرحوم کا بے باک تبصرہ چنانچہ مولانا موصوف لکھتے ہیں کہ ”دلوں کی شقاوت کا اندازہ لگائیے کہ خواب تو خواب، بیداری میں بھی نادان اشرف علی رسول اللہ اور سیدنا ونبینا اشرف علی کہتا ہے اور حیلہ بہانہ یہ کہ زبان پر قابو نہیں زبان بے اختیار ہے مجبور ہوں (چند سطر بعد) چاہئے تو یہ تھا کہ اس خواب پر اطلاع پانے کے بعد مولوی تھانوی مرید سے توبہ کرواتے دوبارہ کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے کہ تمام فقہائے کرام کا اجماع ہے کہ غیر نبی یا رسول کا کلمہ پڑھنا کفر ہے اور یہ کہ غیر نبی و رسول پر بالواسطہ درود پڑھنا بھی جائز نہیں ۔مگر آقائے کائنات رسول محترم ﷺ سے ہمسری و برابری کا جو خناس دلوں میں گھسا ہے وہ آخر کہاں چھپ سکتا ہے کسی نہ کسی طرح اپنی شیطانیت

کااظہار تو کرے گا‘‘۔ (خوابوں کی بارات)

ناظرین کرام! اب اس مقام پر میں آپ کو ایک سخت امتحان میں مبتلا کر کے آگے بڑھتا ہوں کیونکہ اس مقدمہ کا صحیح فیصلہ کرنا آپ ہی کی غیرت ایمانی کا فریضہ ہے۔خدا کرے فیصلہ کرتے وقت آپ کا دل کسی غلط جذبہ پاسداری کا شکار نہ ہوا ایمانداری کے ساتھ بتائیے کہ کیا جو تبصرہ مولانا منصور علی قادری صاحب نے اشرف علی رسول اللہ والے واقعے پر کیا ہے، کیا چشتی رسول اللہ والے واقعے پر اس کے علاوہ کوئی دوسرا تبصرہ ہوگا؟ بالکل غیر جانبدار ہو کر صرف ایک لمحے کے لئے سوچئے کہ کیا چشتی رسول اللہ والی کہانی اشرف علی رسول اللہ والی کہانی سے کچھ مختلف ہے؟

میرے اسلامی بھائیو! سنابل میں ہے کہ ’’خواجہ پر کیفیت طاری تھی‘‘، قسم ہے آپ کو وحدۂ لاشریک کی اور واسطہ ہے جناب شافع محشر ﷺ کا حق کے ساتھ انصاف کرنے میں کسی کی پاسداری نہ کیجئے گا اپنے جذبہ ایمانی کے ساتھ بتائیے کہ کیا بزرگان دین پر معاذ اللہ کفر و شرک بکوانے والی بھی کوئی کیفیت طاری ہوتی ہے؟ بتائیے کیا خیال ہے؟؟؟؟

واقعے میں ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف فرما تھے۔اب آپ ہی بتائیں کہ کیا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سامنے دین و مذہب کا اتنا بڑا خون ہوتے ہوئے دیکھ لیا؟ کیا آپ اسی کلمے کی تبلیغ و اشاعت کرنے کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے؟

ناظرین کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ کتاب اقتباس الانوار سے تو یہ ظاہر

ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان پچاس سال سے بھی زیادہ کا فاصلہ ہے۔ دیکھئے اقتباس الانوار۔ یہ بات بھی ذہن نشین کرنے کے لائق ہے کہ کچھ چاپڑ قسم کے لوگ کم پڑھے لکھے لوگوں کو بھی یہ کہہ کر خاموش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ "چونکہ خواجہ پر کیفیت طاری تھی اور عالم سکر میں تھے اس لئے ایسا سب کچھ ہوا لہٰذا یہ قابل مواخذہ بات نہیں۔ جواباً عرض ہے کہ جناب! عالم کیف و عالم سکر میں تو آپ ہیں۔ ہمارے بزرگان دین پر ایسی کوئی کیفیت طاری نہیں ہوتی ہے۔ جس میں مسلمانوں سے کفر بکوا کر کافر بناتے ہوں۔ یہ محض آپ کے خیال کی گندگی ہے جس سے دنیائے سنیت میں بدبو پھیل رہی ہے۔ اسے چھوڑیئے چلئے ایک آن کے لئے یہی فرض کرلیں کہ حضرت خواجہ پر کیفیت طاری تھی مگر اس مرید پر کون سی کیفیت طاری تھی جو اس نے دیدہ دانستہ ارتکاب کفر کرلیا اور آن واحد میں ایمان سے ہاتھ دھولیا۔ آپ کے کہنے کے بموجب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ پر کفر بکوانے اور اس مرید پر کفر بکنے والی کیفیت طاری تھی۔ جناب یہ تو بتائیے کہ یہ کیفیت ہے کون سی چیز؟ کیا اس میں بزگان دین کو معاذ اللہ کفر و اسلام کی تمیز نہیں رہ جاتی ہے؟ کیا جماعت صحابہ میں بھی کسی ایسے صاحب کیفیت صحابی کی نشان دہی آپ کرسکتے ہیں؟

اور کبھی کبھی یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہر طرف سے تھک ہار کر یہ کہنے لگتے ہیں انہوں نے تو مرید کے پختہ اعتقاد کی آزمائش کے لئے ایسا کروایا تھا اسی لئے تو بعد میں فرمایا کہ ابھی جو کلمہ تم نے پڑھا ہے وہ غلط ہے اور صحیح کلمہ لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ ہی ہے۔ میں نے تو تمہارے اعتقاد کی پختگی کی آزمائش کے لئے چشتی رسول

اللہ پڑھوایا تھا۔ناظرین دیکھ رہے ہیں آپ کتنے کتنے قسم کے پھندے پھینکے جا رہے ہیں۔ذرا بتائیے تو سہی کیا آزمائش کے لئے یہی سب طریقے ہیں؟اسی کو کہتے ہیں کہ اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی۔اعتقادات کے آزمائش کی کتنی انوکھی تدبیر بتا رہے ہیں۔تاویل کرنے والے بھی کہتے ہیں کہ خواجہ پر کیفیت طاری تھی اور کتاب میں بھی لکھا ہے لیکن بعد میں یہ کہنا کہ میں نے تمہارے اعتقاد کی آزمائش کیلئے ایسا کیا تھا۔حضرات اب یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ یہ کام بوجہ کیفیت نہیں بلکہ قصداً کروایا گیا تھا۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمارے اسلامی بھائیوں کو اسلامی ذہن وفکر نصیب فرمائے اور حق و باطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔(آمین)

ناظرین کرام!ان کے علاوہ ایک اور ایمان وعقیدہ کو غارت کردینے والی ایمان سوز کہانی سبع سنابل کی زبانی پڑھنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔

چنانچہ سنابل میں ہے کہ عارف باللہ حضور پر نور سیدنا شیخ سراج سوختہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیدنا سرکار مدار العالمین حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ”میں نے تمہارے تمام مریدوں کو گمراہ کیا“۔قارئین حضرات!اب اپنی خشیت و تقویٰ والی نگاہوں سے یہ بھی دیکھ لیں کہ شیطان ابلیس لعین نے پروردگار عالم سے کیا کہا تھا ملاحظہ ہو قرآن عظیم پارہ ۱۵ رکوع ۶ آیت ۶۱ ”قال ارئیتك هٰذا الذی کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیامۃ لاحتنکن ذریتہ“ یعنی شیطان نے کہا اللہ تعالیٰ سے کہ تو نے آدم کو فضیلت بخشی مجھ پر اگر تو نے مہلت دی مجھ کو قیامت تک تو ضرور میں اولاد آدم کو گمراہ کر کے پیس ڈالوں گا۔

ناظرین پہلے تو آپ یہ غور فرمائیں کہ کیا کوئی ادنی مسلمان بھی کسی مسلمان کو یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تمہارے لواحقین کو گمراہ کروں گا؟ چہ جائیکہ اولیاء عظام ایسا گندہ کلمہ اپنی زبان فیض ترجمان سے ادا کریں کتنی شدید گستاخی ہے حضرت شیخ سراج سوختہ قدس سرہ کی شان میں کہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ہی سہرا حضرت شیخ سراج قدس اللہ روحہ کے سر باندھا جا رہا ہے۔ بتائیے کس قدر حیرت کی بات ہے کہ اولیاء اللہ تو گمراہوں کو ہدایت پر لانے کی سعی بلیغ فرماتے ہیں نہ کہ گمراہ کرنے کی، گمراہ تو شیطان کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس نے پروردگار عالم سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا۔لہٰذا اب جب کہ ثابت ہو چکا کہ گمراہ کرنے کی ڈیوٹی پوری ذمہ داری کے ساتھ ابلیس اور اس کی ذریات نبھا رہی ہیں تو پھر کیونکر یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت شیخ سراج جیسے کامل بزرگ اس میں حصہ دار بنیں اور معاذ اللہ ایک برے کام میں شیطان کی معاونت کریں یہ تو ہمارا خیال ہے مگر محرف سبع سنابل تو یہی بتا رہی ہے کہ حضرت شیخ سراج رحمۃ اللہ علیہ کی ڈیوٹی معاذ اللہ حضرت سرکار مدار پاک کے مریدوں کو گمراہ کرنے کی ہی ہے۔معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ

ناظرین حق پسند آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا حضرت شیخ سراج سوختہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس جملے سے کہ ''میں نے تمہارے تمام مریدوں کو گمراہ کیا'' یہ نہیں ثابت ہو رہا کہ معاذ اللہ آپ کی زبان پر شیطان بول رہا تھا؟ بھائیو! دیکھو سبع سنابل سے جو بھی ثابت ہو مگر یہ آپ جان لیں کہ حضرت شیخ سراج قدس سرہ ایسی باکمال ہستیوں میں سے ہیں کہ جب تک خانۂ کعبہ کی زیارت نہ کر لیتے تھے اس وقت تک تکبیر تحریمہ نہیں کہتے تھے۔مگر اس محرف سبع سنابل کو کیا کیجئے گا یہ تو ایسی

ہی من گھڑت باتوں سے بھری ہوئی ہے۔آپ کے لئے ضرور یہ پیغام ہے کہ

تو اے مسافر شب خود چراغ بن اپنا

کر اپنی رات کو داغ جگر سے نورانی

ناظرین کی معلومات کے لئے یہ بھی عرض ہے کہ سبع سنابل میں یہ بھی ہے کہ سیدنا قطب المدار اور حضرت سراج سوختہ کے درمیان ایک مرید کے معاملے کو لے کر تکرار بڑھ گئی" کہ اتنے میں جناب رسول ﷺ تشریف لائے اور شاہ مدار سے منع فرمایا کہ اس بے گناہ کو کیوں مارنا چاہتے ہو یہ کون سی درویشی ہے۔ حضرت شاہ مدار نے عرض کیا" یارسول اللہ! درویش جب اپنی تلوار نیام سے نکال لیتا ہے کسی نہ کسی پر ضرور چلاتا ہے۔اب جب کہ میں اپنی تلوار کھینچ چکا ہوں کس پر چلاؤں"۔ (سنابل ۱۱۳)

دیکھ رہے ہیں آپ کس طرح کاری ضرب لگانے کی کوشش کی جارہی ہے۔سرکار قطب المدار پر ذرا غور تو فرمائیں کہ حضرت رسول گرامی وقار ﷺ حضرت سرکار مدار پاک سے فرمارہے ہیں کہ اس بے گناہ کو کیوں مارنا چاہتے ہو؟ میرے دوستوں بتاؤ کہ جب حضرت قطب المدار کی ولایت مسلم ہے تو پھر کیونکر یہ ہوسکتا ہے کہ ایک ولی ایک بے گناہ انسان کو مارنے کے لئے اس قدر بے قرار ہو جائے کہ جناب رسول گرامی وقار ﷺ کے منع فرمانے پر بجائے سر نیاز خم کرنے کے ڈائیلاگ والے انداز میں اپنا معمول سمجھانے لگے اور حد درجہ توہین آمیز انداز میں کہے کہ یارسول اللہ! درویش جب اپنی تلوار نیام سے نکال لیتا ہے تو کسی نہ کسی پر ضرور چلاتا ہے۔اب جب کہ میں اپنی تلوار کھینچ چکا

ہوں کس پر چلاؤں"۔استغفر اللہ صد بار استغفر اللہ

بتائیے کیا کوئی ادنیٰ درجے کا مسلمان بھی بارگاہ رسالت میں اس طرح زبان گستاخانہ دراز کرسکتا ہے؟ اور دراز کرنے کے بعد بھی اس کے ایمان و اسلام کی امید ہے؟ ناظرین بتائیے کیا اس اقتباس کی روشنی میں یہ کہنا غلط ہوگا کہ اس روایت سے قطب المدار حضرت سید بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ولی ہونا تو دور کی بات، صحیح طور پر مسلمان ہونا بھی نہیں ثابت ہو پا رہا ہے۔آپ ہی انصاف فرمائیں کیا مذکورہ بالا اقتباس سے جناب قطب المدار کا ظالم و فاسق اور بارگاہ مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گستاخ ہونا نہیں ثابت ہوتا؟ آگے چل کر چند سطر بعد پھر لکھتے ہیں کہ "جب حضرت شیخ سراج قدس سرہ نے سرکار مدار پاک سے کہا کہ میں نے تمہارے تمام مریدوں کو گمراہ کیا تو شاہ مدار نے فرمایا میں نے گنتی کے چند آدمی مرید کئے ہیں اور آج کی تاریخ سے کسی کو مرید بھی نہیں کروں گا" کہتے ہیں خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔

ناظرین حضرات! آپ موجودہ تحریف شدہ سبع سنابل کا ایک خبط بھی ملاحظہ کریں ابھی تو یہ تحریر کیا کہ شاہ مدار نے فرمایا میں نے گنتی کے مزید چند آدمی مرید کئے ہیں مگر اسی واقعہ میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ "شاہ مدار کے مریدوں میں سے ہزاروں مریدوں نے بیعت توڑ دی" بھلا سوچئے تو کہ گنتی کے چند کا دائرہ کہاں تک پہنچ سکتا ہے عام بول چال میں کسی کی اقل مقدار بیان کرنی ہوتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ زید نے چند ہی لقمے کھائے تھے ہم نے تو گنتی کے چند لوگوں کو دیکھا تھا بکر نے تو گنتی کے چند لوگوں کو بلایا تھا وغیرہ وغیرہ۔ بتائیے کیا یہ گنتی کے

چند کا دائرہ ہزاروں تک کو محیط ہے یا صرف گنے چنے دس بیس سو پچاس تک ہی۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپکا حسنِ کرشمہ ساز کرے

فقیر مداری نے اس مضمون کے شروع ہی میں عرض کر دیا ہے کہ حضرت میر عبد الواجد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے معاندین نے آپ کے صحیح قلمی نسخے کو ضائع کر دیا اور خود اس کے کئی جعلی نسخے تیار کر ڈالے اور حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کو مجروح کرنے کے لئے خوب جی بھر کر اس میں الحاق و تحریف کا بازار گرم کیا اسی لئے آج موجودہ سبع سنابل جو مارکیٹ میں دستیاب ہے وہ ایسی ایسی لغویات و خرافات پر مشتمل ہے جو قطعی اسلامی معتقدات کے خلاف و منافی ہیں مثلاً یہی دیکھ لیا جائے کہ سبع سنابل میں مذکور ہے کہ

''جس روز حضرت سلطان المشائخ (حضرت نظام الدین اولیاء) کے یہاں مجلس سرور و سماع (باجے کے ساتھ قوالی) ہوتی ہے اس روز حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کے جوتوں کی نگہبانی فرماتے ہیں''۔ (سبع سنابل ۱۴۶)

میرے بھائیو! عبارت مذکورہ میں جس دیدہ دلیری کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کی شان عالی میں شدید گستاخی کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے ساتھ ہی یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ عبارت مذکورہ میں ''خضر علیہ السلام'' (اور فارسی والے نسخے میں ''خضر پیغمبر'') کا لفظ استعمال کیا گیا ہے مگر کچھ لوگ محض ہٹ دھرمی کے بل بوتے اس کی تاویل میں کہتے ہیں کہ اس زمانے

میں خضر نام کے ایک ولی تھے چنانچہ حضرت خضر سے مراد خضر پیغمبر نہیں بلکہ وہی ولی مراد ہیں جن کا نام خضر تھا کاش وہ بیچارے فارسی والے نسخے میں ''خضر پیغمبر'' اور اردو والے نسخے میں ''خضر علیہ السلام'' دیکھ لیتے تو ممکن تھا اس گمراہ کن تاویل سے نجات پا جاتے مگر ؎

آغوش صدف جن کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

دو تین سال قبل فقیر مؤلف نے اپنے ایک علاقائی عالم کے سامنے مذکورہ بالا عبارت کو پیش کیا تو ان حضرت نے اس کی تاویل میں کچھ اس طرح گل افشانی کی ''اس میں کون سی گستاخی ہے؟ اسے آپ اس طرح سمجھیں کہ مثلاً دارالعلوم کے تمام اساتذہ کسی ایک کمرے میں جمع ہیں اور حضرت شیخ الجامعہ صاحب دروازے پر کرسی لگا کر بیٹھ جائیں اور اساتذہ کے جوتیوں کی رکھوالی کریں تو اس میں حضرت شیخ الجامعہ صاحب کی کون سی توہین ہے؟

فقیر مداری نے عرض کیا کہ محترم! آپ کو ہوش بھی ہے یہ کوئی ایک دو دفعہ کی بات نہیں ہے بلکہ واقعہ مذکورہ تسلسل کا پتہ دے رہا ہے یعنی جب جب حضرت سلطان المشائخ کے یہاں قوالی ہوتی تب تب حضرت خضر علیہ السلام حاضر ہوتے اور جوتوں کی رکھوالی کا کام انجام دیتے گو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپ کے فرائض میں قوالی سننے والوں کے جوتوں کی رکھوالی بھی شامل رہی ہو......
اور جناب والا کی تاویل بیجا تو وہ کچھ اس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے مثلاً'' درالعلوم کے تمام اساتذہ ایک کمرے میں اکٹھا ہیں اور اتفاقاً باہر دروازے

کے سامنے کسی دوسرے کام سے حضرت شیخ الجامعہ صاحب قبلہ تشریف فرما ہیں اچانک کوئی اجنبی آجائے اور اساتذہ کرام کے جوتوں کی چوری کرنا چاہے اس پر حضرت شیخ الجامعہ صاحب اسے روک دیں اور چوری ہونے سے ان کے جوتوں کو بچالیں تو یہ ایک الگ بات ہوگئی اسے رکھوالی نہیں کہا جائے گا لیکن اس کے برخلاف اگر آپ اسی کو اس طرح کہیں کہ جب جب اساتذہ دارالعلوم کسی ایک جگہ پر اکٹھا ہوتے ہیں تب تب حضرت شیخ الجامعہ صاحب آتے ہیں اور اساتذہ دارالعلوم کے جوتوں کی رکھوالی کرتے ہیں تو آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ اس میں حضرت شیخ الجامعہ صاحب کی توہین ہے یا نہیں؟؟

غالباً آپ کو معلوم نہیں کہ سبع سنابل میں اس واقعے سے ایک صفحہ پہلے یہ واقعہ بھی درج ہے کہ

''ایک جوان نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ روحہ سے بیعت کی روزانہ آپ کی مجلس شریف میں حاضر ہوتا اور روز کوئی اسکا جوتا چرالیتا پھر وہ نیا جوتا پہن کر حاضر ہوتا''۔ (سبع سنابل ۱۴۵)

اب آپ ہی اس مضحکہ خیز قصہ آرائی کا فیصلہ کریں اور بتائیں کہ ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ جوتوں کی نگہبانی کرنے والے خضر پیغمبر ہیں اور دوسری طرف روزانہ جوتوں کی چوری کا شکوہ بھی کہئے کون سی تاویل فرمارہے ہیں جناب والا مذکورہ اقتباس کی۔سنابل میں ہے کہ روز کوئی اس کا جوتا چرالیتا یہ جملہ چوری کے تسلسل کی خبر دے رہا ہے اب بقول آپ کے معلوم یہ ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام مسلسل جوتوں کی رکھوالی میں تساہلی کے شکار رہے واہ صاحب واہ!

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا ☆ کارِ طفلاں تمام خواہد شد

مولوی صاحب ! حضرت خضر علیہ السلام کو آپ حضرات جوتوں کا رکھوالا مانتے ہوں تو مانیں مگر وہ تو کچھ اور ہی ہیں شاید معتبر تواریخ کے حوالوں سے آپ بھی جانتے ہوں کہ حضرت خضر علیہ السلام بے شمار اولیاء اللہ کے روحانی استاذ ہیں اور آپ کا مقام و مرتبہ وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر خیر قرآن عظیم میں فرمایا اور آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے باعظمت اولوا العزم پیغمبر کے ساتھ رہے اس لئے آپ جان لیں اور خوب تحقیق سے جان لیں کہ سنابل کے مذکورہ بالا واقعے میں آپ کی شدید ترین گستاخی کی گئی ہے جو بہت ہی بڑا جرم اور گناہ عظیم ہے اور اس گناہ عظیم کے ذمہ دار حضرت میر بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نہیں بلکہ وہ شاطر حاسدین ہیں جنہوں نے ایسے الحاقات اس کتاب میں کرڈالے اور اس دور میں آپ جیسے حضرات ہیں جو اس کی تاویل بیجا کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ حضرات کو صحیح معنوں میں وارث انبیاء بنائے اور سچ کو سچ، غلط کو غلط کہنے کی جرأت عطا فرمائے۔ (آمین)

سبع سنابل کی درج ذیل باتیں بھی قابل توجہ ہیں

(۱) سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی سماع سنا ہے۔ (سنابل ۱۱۸)

(۲) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کے زمانوں میں سماع

کا وجود نہیں تھا (سنابل ۳۶۰)

(۳) سماع نماز سے افضل ہے (سنابل ۳۶۴)

(۴) حضرت نظام الدین اولیاء نے ندائے الست بربکم کو پوربی پردہ یعنی راگ راگنی میں سنا تھا (سنابل ۱۴۹)

(۵) ایک عشقیہ فحش داستان (سنابل ۳۴۷)

خوش خبری

برادران اسلام!

یہ جان کر آپ حضرات کو بیحد مسرت وشادمانی ہوگی کہ مشرقی یوپی کی عظیم دینی ومرکزی درسگاہ جامعہ عزیزیہ اہل سنت ضیاء الاسلام دائرۃ الاشراف موضع جھبراؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی ۱۹۸۰ء سے لیکر آج تک مفسر قرآن استاذ العلماء جانشین سلف وخلف حضرت علامہ الشاہ محمد منور حسین عزیزیہ مصباحی مدفیضہ کی بافیض سرپرستی میں خدمت دین وسنیت کا گرانقدر فریضہ انجام دینے میں سرگرم عمل ہے۔ جبکہ حضرت بابرکت فقیہ عصر جلالۃ العلم حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن علوی مداری صاحب قبلہ کی مخلصانہ خدمات اس پر مستزاد ہیں۔ تمام احباب اہلسنت سے گزارش ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کیلئے جامعہ ھٰذا کی خدمات حاصل کریں خانقاہی سنیت کی نشرواشاعت جامعہ ھٰذا کا نصب العین ہے۔

منجانب: محمد رابع علوی مداری، محمد خامس علوی مداری

Mob:. 9792176276 & 9628407397

انٹرنیٹ پر حضور مدار پاک کے تفصیلی حالات کی معلومات کے لئے ان سائٹوں کو ملاحظہ کریں۔

www.Qutbulmadar.org

www.badiuddinzindashahmadar.blogspot.in

www.youtube.com/zafarmujeeb9

e-mail:- zafarmujeeb9@gmail.com